ہم اپنے مال، وقت اور زِندگی میں

برکت

کیسے حاصل کریں؟

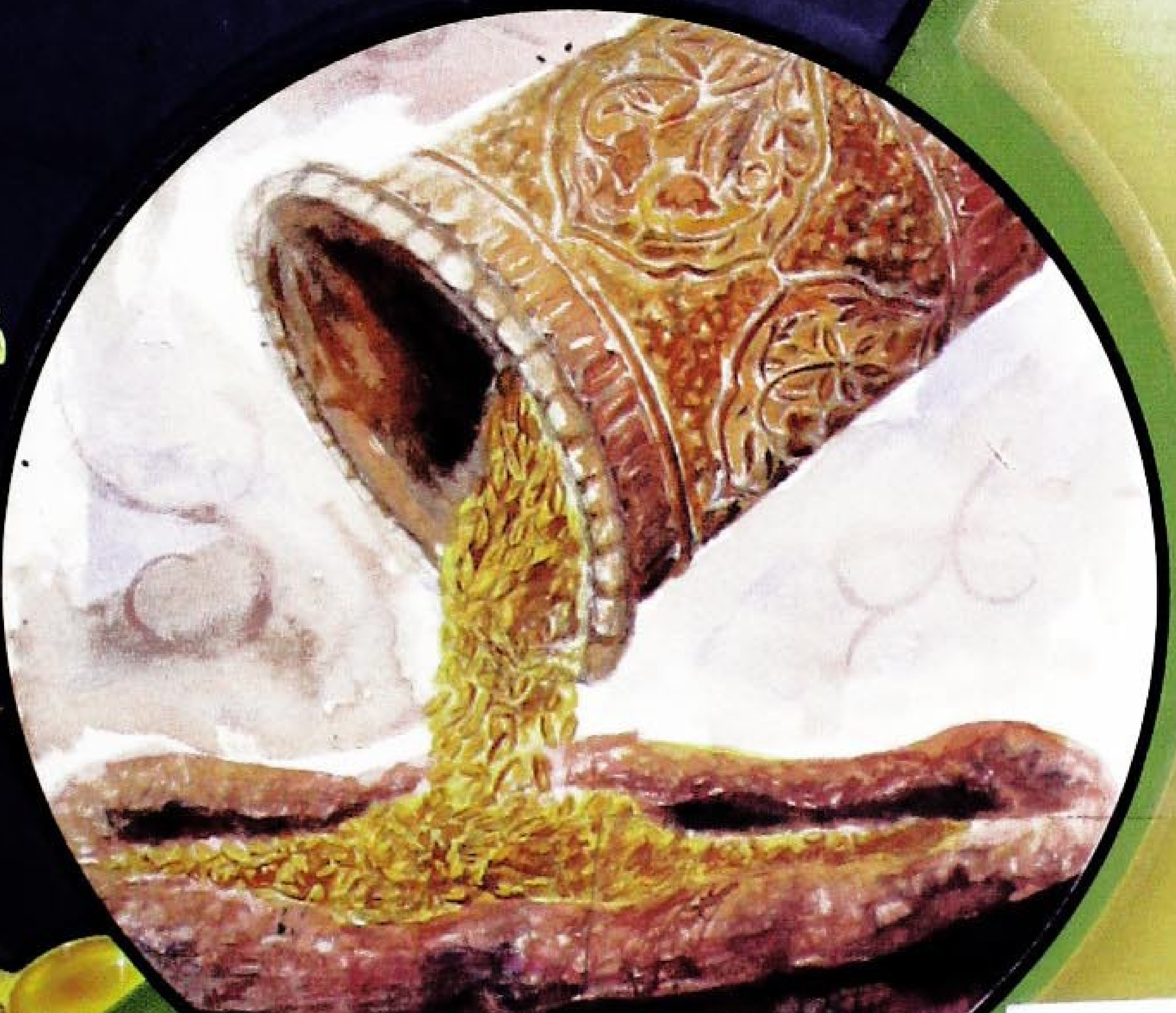

تالیف

ڈاکٹر امین عبداللہ الشقاوی حفظہ اللہ تعالیٰ

نظرثانی

حافظ شاہد محمود

فاضل مدینہ یونیورسٹی

حفظہ اللہ تعالیٰ

فاضل جامعہ سلفیہ فیصل آباد

مکتبہ بیت السلام

ریاض۔ لاہور

Marfat.com

Marfat.com

ہم اپنے مال، وقت اور زندگی میں

برکت

کیسے حاصل کریں؟

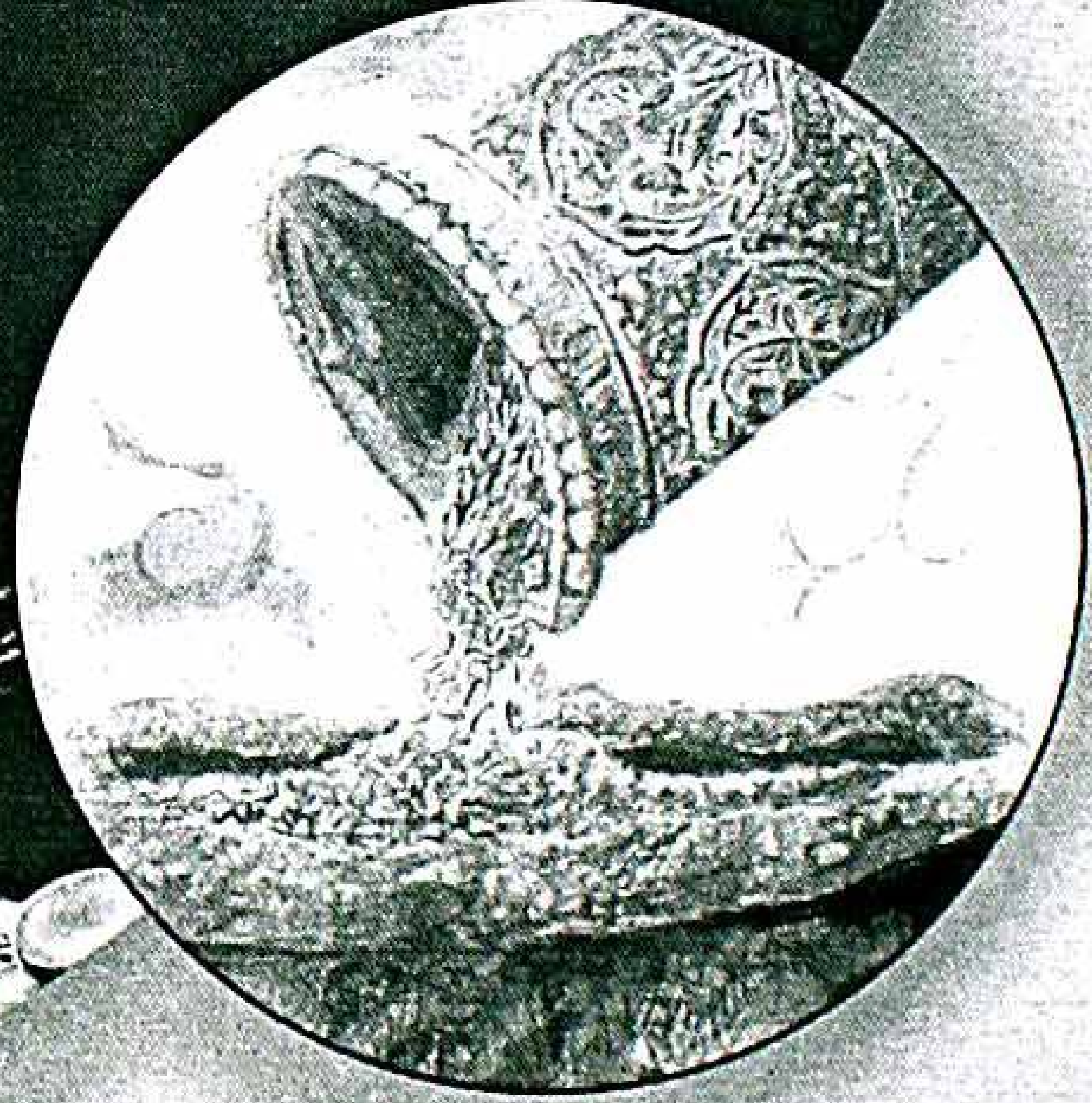

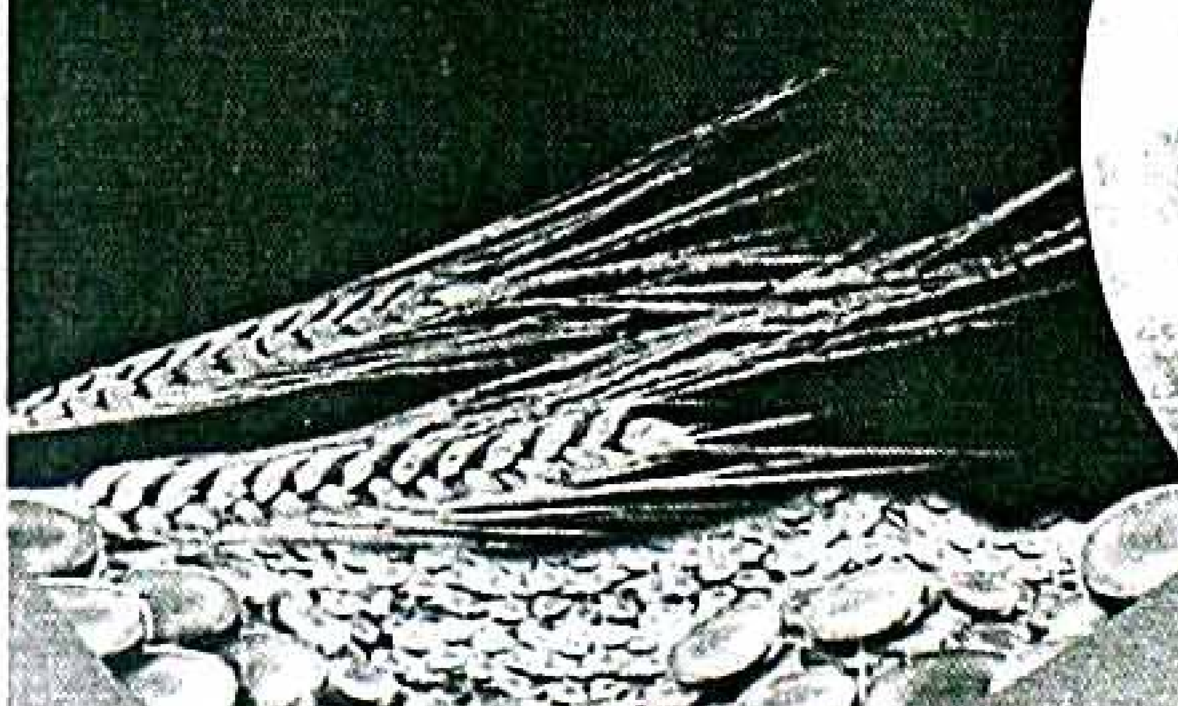

تالیف

ڈاکٹر امین عبداللہ الشقاوی حفظہ اللہ

ترجمہ

فضیلۃ الشیخ حافظ محمد عمر حفظہ اللہ تعالیٰ

فاضل جامعہ سلفیہ فیصل آباد

نظر ثانی

حافظ شاہد محمود

فاضل مدینہ یونیورسٹی

مکتبہ بیت السلام

لاہور، الریاض

Marfat.com

کتاب کے جملہ حقوق نقل ونشر واشاعت بحق
مکتبہ بیت السلام الریاض لاہور
محفوظ ہیں

۳۹۷،۳
۶۷۰
108457
۲/

طبع اول
۱۴۳۳ھ ـــــــــ ۲۰۱۲ء

مکتبہ بیت السلام الریاض لاہور
ص۔ب 16737 سعودی عرب
فون نمبر 4381122-4381155 فیکس 4385991
موبائل نمبر 0532666640 - 0566661236
لاہور 0321-6466422
bait-us-salam@hotmail.com

Marfat.com

Marfat.com

ہم اپنے مال، وقت اور زندگی میں

برکت

Marfat.com

فہرس

- عرض ناشر: 9
- عرض مؤلف: 11
- برکت کی تعریف 13
- خلاصۂ کلام: 15
- برکت کی اہمیت اور طلب کرنے کی ترغیب 16
- برکت کا سوال: 17
- اعتراض: 20
- جواب: 21
- بابرکت اشیاء کی تمنا: 27
- برکت کا سوال: 34
- نبی مکرم ﷺ کے جسمانی اعضاء سے برکت کا حصول: 36
- برکت اور کثرت کا باہمی تعلق 47
- فوائد: 52
- برکت حاصل کرنے کے اسباب 53
- پہلا سبب؛ تقویٰ: 53
- دوسرا سبب؛ دعا: 55

Marfat.com

❁ تیسرا سبب؛ حلال کمائی:............ 68
❁ چوتھا سبب؛ سخاوت و استغنا کے ساتھ مال حاصل کرنا:............ 68
❁ پانچواں سبب؛ کاروبار میں سچ بولنا:............ 74
❁ چھٹا سبب؛ صبح کے وقت معاملہ کرنا:............ 74
❁ ساتواں سبب؛ کھانے کے آداب میں سنت کا اہتمام:............ 76
❁ آٹھواں سبب؛ استخارہ کرنا:............ 82
❁ نواں سبب؛ قناعت:............ 83
❁ دسواں سبب؛ عدل و انصاف کرنا:............ 85
❁ برکت روکنے والے اسباب............ 87
❁ پہلا سبب؛ نافرمانی اور گناہ:............ 87
❁ دوسرا سبب؛ بسم اللہ نہ پڑھنا:............ 90
❁ تیسرا سبب؛ جھوٹی قسم:............ 92
❁ چوتھا سبب؛ جھوٹ اور خیانت:............ 92
❁ پانچواں سبب؛ نکمّی اور ردّی چیز کا صدقہ کرنا:............ 93
❁ چھٹا سبب؛ غیر منقولہ جائیداد (پلاٹ وغیرہ) کو فروخت کر دینا:.... 94
❁ ساتواں سبب؛ مختلف حیلوں اور بہانوں سے حرام مال کھانا:............ 94
❁ آٹھواں سبب؛ دنیا کی حرص اور طمع رکھنا:............ 97
❁ نواں سبب؛ زکوٰۃ ادا نہ کرنا:............ 97
❁ دسواں سبب؛ ناپ تول میں کمی کرنا:............ 98
❁ گیارہواں سبب؛ اللہ کے دیے ہوئے رزق پر راضی نہ ہونا:............ 98

Marfat.com

- بابرکت اشخاص ومقامات اور زمانوں کا بیان............ 99
- حضرت نوح علیہ السلام بابرکت پیغمبر ہیں:............ 99
- حضرت ابراہیم علیہ السلام اور ان کے بیٹے اسحاق علیہ السلام:............ 100
- حضرت موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام:............ 100
- حضرت عیسیٰ علیہ السلام:............ 101
- نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام؛ مرد اور عورتیں، سب بابرکت تھے:.... 102
- بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو خصوصی برکت حاصل ہوئی:............ 102
- ام المومنین جویریہ بنت الحارث رضی اللہ عنہا:............ 105
- عمومی طور پر تمام مسلمان بھی بابرکت ہیں:............ 107
- قرآن مجید بابرکت کتاب ہے:............ 107
- سورۃ البقرۃ باعثِ برکت ہے:............ 109
- سلام باعثِ برکت ہے:............ 109
- سینگی لگوانا بھی باعثِ برکت ہے:............ 110
- بارش بھی باعثِ برکت ہے:............ 111
- اسلاف اور اکابر بھی باعثِ برکت ہوتے ہیں:............ 113
- ماءِ زمزم باعثِ برکت ہے:............ 113
- کھجور کا درخت بھی بابرکت ہے:............ 116
- زیتون کا درخت بھی باعثِ برکت ہے:............ 118
- دودھ بھی برکت والی غذا ہے:............ 119
- سحری کھانا باعثِ برکت ہے:............ 120
- ثرید بھی باعثِ برکت ہے:............ 122

Marfat.com

- گھوڑا بھی بابرکت ہے:............................ 123
- بکریاں بھی بابرکت ہیں: 124
- رمضان المبارک کا مہینہ بابرکت ہے: 125
- عید الفطر بھی باعثِ برکت ہے: 126
- لیلۃ القدر بھی باعثِ برکت ہے: 126
- مکہ اور مدینہ کا شمار بابرکت جگہوں میں ہوتا ہے:...... 127
- ارضِ شام بھی بابرکت ہے:........................ 128
- یمن کی سرزمین بھی بابرکت ہے:.................... 130
- مدینہ کی وادی عقیق بھی بابرکت ہے: 131
- وادی طوی جہاں اللہ تعالیٰ نے موسی علیہ السلام سے کلام کی تھی، وہ بھی بابرکت جگہ ہے:....................... 131
- نہر فرات بھی بابرکت ہے:........................ 132
- مسجد حرام بھی بابرکت ہے:....................... 132
- مسجد نبوی بھی بابرکت جگہ ہے:.................... 133
- نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی زندگی سے برکت کی مثالیں ... 135
- برکت کے لیے استعمال کیے جانے والے جائز اور ناجائز الفاظ کا بیان 150
- کیا بچے کا نام برکت رکھنا جائز ہے؟................ 156
- بعض لوگوں میں برکت کی مثالیں...................... 159
- کیا بابرکت مقامات کی زیارت کرنا مشروع ہے؟........ 162

Marfat.com

عرضِ ناشر

ہر قسم کی خیر و برکات کا حصول قرآن و سنت کی تعلیمات کے ذریعے ہی سے ممکن ہے، کیونکہ جس ذات بابرکات نے انسانوں کو پیدا کیا ہے، اسی نے وحی کے ذریعے سے انھیں آگاہ کیا ہے کہ کون سے راستے پر چلنے والے لوگ برکت و رحمت کے مستحق ہوتے ہیں اور کس راستے کے راہی نقمت و نحوست کے سزاوار ٹھہرتے ہیں۔

زیر نظر کتاب میں ''برکت'' کے اسباب و موانع پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ مؤلف کتاب نے قرآن و سنت کی نصوص کی روشنی میں یہ موضوع بڑی تفصیل سے ذکر کیا ہے کہ آج ہم اپنے وقت، زندگی، مال اور معاملات میں کس طرح برکت حاصل کر سکتے ہیں؟ وہ کون سے اسباب و وسائل ہیں جن کو بروئے کار لا کر ہم اپنی زندگی میں برکات و خیرات سمیٹ سکتے ہیں؟

اس کے ساتھ ہی کتاب میں بڑی وضاحت کے ساتھ ان موانع اور رکاوٹوں کا تذکرہ بھی کیا گیا ہے، جو انسانی زندگی میں برکت کی راہ میں حائل ہوتی ہیں اور مسلمان کو ایسی عظیم خیر سے روک دیتی ہیں۔ آج جہالت و لاعلمی کی بنا پر بہت سے لوگ خود ساختہ راہوں اور اعمال کے ذریعے سے برکت کے حصول کی کوشش کرتے ہیں، جہاں سے انھیں لعنت و نحوست کے سوا کچھ حاصل نہیں ہوتا، اس کی وجہ صرف یہ ہے کہ انھیں برکت حاصل کرنے کے اصل

Marfat.com

راستوں اور اعمال کا علم نہیں، وگرنہ وہ کبھی اسلامی تعلیمات سے روگردانی کر کے اپنے لیے دنیا و آخرت کی رسوائیاں نہ خریدتے۔

مؤلف کتاب مبارکباد کے مستحق ہیں، جنھوں نے اس مختصر سی کتاب میں خوبصورت ترتیب کے ساتھ اس موضوع پر روشنی ڈالی ہے اور عوام الناس کے لیے حصولِ برکت کے لیے صحیح راستوں کی نشاندہی کی ہے، اور اللہ تعالیٰ جزائے خیر عطا فرمائے فضیلۃ الشیخ حافظ محمد عمر حفظہ اللہ کو جنھوں نے اردو داں طبقے کے لیے اس کتاب کو اردو قالب میں ڈھالا اور ان کے لیے اس کتاب سے استفادہ آسان کیا۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اس کتاب کے مؤلف، مترجم، ناشر اور قارئین کے لیے اس کتاب کو دنیوی و اخروی فوز و فلاح کا ذریعہ بنائے اور روزِ قیامت اپنے سایۂ عاطفت میں جگہ عطا فرمائے۔ آمین یا رب العالمین

والسلام

ابو میمون حافظ عابد الٰہی

مدیر

مکتبہ بیت السلام

ریاض، لاہور

Marfat.com

عرضِ مؤلف

الحمد لله رب العالمين، والصلاة والسلام على نبينا محمد وعلىٰ آله وصحبه أجمعين، وأشهد أن لا إلٰه إلا الله وحده لا شريك له، وأشهد أن محمداً عبده ورسوله، أما بعد!

ہر مسلمان کو برکت کی معرفت اور اس کے اسباب و موانع کی پہچان حاصل کرنی چاہیے، تاکہ وہ اپنی زندگی میں ایسی عظیم خیر کو حاصل کر سکے اور ایسے تمام اقوال و افعال سے اجتناب کر سکے جو مسلمان کے وقت، عمر، تجارت اور مال وعیال میں برکت کے حصول میں رکاوٹ بنتے ہیں۔

برکت کے حصول کا سب سے بڑا ذریعہ اطاعت خداوندی اور خشیت الٰہی ہے، جیسا کہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿وَ لَوْ اَنَّ اَهْلَ الْقُرٰۤی اٰمَنُوْا وَ اتَّقَوْا لَفَتَحْنَا عَلَیْهِمْ بَرَكٰتٍ مِّنَ السَّمَآءِ وَ الْاَرْضِ﴾ [الأعراف: ٩٦]

”اور اگر واقعی بستیوں والے ایمان لے آتے اور بچ کر چلتے تو ہم ضرور ان پر آسمان اور زمین سے بہت سی برکتیں کھول دیتے۔“

برکت کی اہمیت و منزلت کی بنا پر میں نے اس موضوع پر یہ کتاب تیار کی ہے، جس میں مَیں نے برکت کے اسباب اور موانع ذکر کیے ہیں، اور اس کے ساتھ ہی بابرکت اشخاص، زمانوں، اماکن اور اوقات و اعمال کا بھی تذکرہ کیا ہے

Marfat.com

تا کہ تمام مسلمان ایسی عظیم نعمت سے مستفید ہو سکیں۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اس کتاب کو میرے لیے اور میرے اساتذہ و والدین کے لیے روزِ قیامت مغفرت و رحمت اور بلندیِ درجات کا سبب بنائے۔

آمین یا رب العالمین۔

Marfat.com

برکت کی تعریف

① امام راغب رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

کسی چیز میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے خیر اور بھلائی کا ثابت ہونا، برکت کہلاتا ہے۔ فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَ لَوْ اَنَّ اَهْلَ الْقُرٰۤى اٰمَنُوْا وَ اتَّقَوْا لَفَتَحْنَا عَلَيْهِمْ بَرَكٰتٍ مِّنَ السَّمَآءِ وَ الْاَرْضِ﴾ [الأعراف: 96]

''اور اگر واقعی بستیوں والے ایمان لے آتے اور بچ کر چلتے تو ہم ضرور ان پر آسمان اور زمین سے بہت سی برکتیں کھول دیتے۔''

② امام ابن قیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''برکت کا حقیقی معنی لزوم اور ٹھہر جانا ہے، جیسے کہا جاتا ہے: ''بَرَكَ الْبَعِيرُ'' اونٹ کا زمین سے چمٹ جانا۔ اور اسی سے ''اَلْمَبْرَكُ'' ہے، جس کا معنی ہے: اونٹوں کے بیٹھنے کی جگہ۔ صاحب صحاح فرماتے ہیں کہ برکت سے مراد ہے جو بھی چیز ٹھہر جائے اور ثابت ہو جائے۔

''برکت کا ایک اور معنی بڑھوتری اور زیادتی ہے۔ جیسے کہتے ہیں: اللہ اسے برکت دے، اللہ اس میں برکت ڈال دے۔ قرآن مجید میں ہے:

﴿ اَنْۢ بُوْرِكَ مَنْ فِي النَّارِ وَمَنْ حَوْلَهَا﴾ [النمل: 8]

''برکت دی گئی ہے اسے جو آگ میں ہے اور جو اس کے اردگرد ہے۔''

Marfat.com

ایک اور جگہ پر فرمایا:

﴿ وَبٰرَكْنَا عَلَيْهِ وَعَلٰٓى اِسْحٰقَ ﴾ [الصافات: 113]

''اور ہم نے اس پر اور اسحاق پر برکت نازل کی۔''

نیز حدیث میں ہے:

((وَبَارِكْ لِي فِيمَا اَعْطَيْتَ)) [1]

''اے اللہ تو نے جو مجھے دیا ہے اس میں برکت ڈال دے۔''

عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ انھوں نے سعد بن ربیع رضی اللہ عنہ سے کہا:

((بَارَكَ اللّٰهُ لَكَ فِي اَهْلِكَ وَمَالِكَ)) [2]

''اللہ تعالیٰ تیرے اہل اور مال میں برکت ڈالے۔''

جس چیز میں اللہ تعالیٰ برکت ڈال دیں، وہ بابرکت بن جاتی ہے۔ جیسے عیسیٰ علیہ السلام نے کہا تھا:

﴿ وَ جَعَلَنِيْ مُبٰرَكًا اَيْنَ مَا كُنْتُ ﴾ [مریم: 31]

''اور اس نے مجھے بابرکت کیا ہے، جہاں بھی میں ہوں۔''

اور بابرکت کتاب قرآن مجید کے بارے میں فرمایا:

﴿ وَ هٰذَا كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ مُبٰرَكٌ ﴾ [الأنعام: 92]

''اور یہ بھی ایسی ہی کتاب ہے جس کو ہم نے نازل کیا ہے جو بڑی برکت والی ہے۔''

قرآن مجید بابرکت کہلانے کا سب سے زیادہ حق دار ہے، کیونکہ اس میں

---

[1] سنن الترمذي [144/1]

[2] صحيح البخاري [2049]

Marfat.com

سب سے زیادہ خیر اور بھلائی ہے، اور اس میں برکت والی بے شمار چیزیں پائی جاتی ہیں۔[1]

③ امام ابن الاثیر رحمہ اللہ حدیث: ﴿ بَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ وَعَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ ﴾[2] کی شرح میں فرماتے ہیں:

"یعنی اے اللہ جو شرف اور عزت تو نے ابراہیم (علیہ السلام) کے لیے ثابت کیا ہے، وہی شرف و عزت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے بھی ثابت و لازم کر دے۔ اور اسی سے لفظ "بَرَكَ الْبَعِيرُ" ہے، یعنی اونٹ کا اپنی جگہ کے ساتھ چمٹ جانا۔ اسی طرح برکت کا اطلاق زیادتی پر بھی کیا جاتا ہے لیکن زیادہ صحیح معنی پہلے والا ہے۔"[3]

④ نیز امام ابن قیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"اس دعا میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور آلِ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے اس خیر کا سوال کیا گیا ہے، جو ابراہیم اور آلِ ابراہیم کو عطا کی گئی تھی اور ہمیشہ ہمیشہ ان کے ساتھ رہی تھی۔"[4]

خلاصۂ کلام:

خلاصہ بحث یہ ہوا کہ لفظ "برکت" کے دو مفہوم ہیں:

① بھلائی کا ثابت ہونا اور ہمیشہ ہمیشہ رہنا۔

② بھلائی کا زیادہ ہوتے رہنا۔

---

① جلاء الأفهام [ص: 347]

② مسلم [4061]

③ النهاية لابن الأثير [120/1]

④ جلاء الافهام [ص: 304]

Marfat.com

برکت کی اہمیت
اور
طلب کرنے کی ترغیب

برکت طلب کرنے پر کیوں ابھارا گیا؟ اس کا جواب مندرجہ ذیل چند وجوہات پر مشتمل ہے۔

1. گزشتہ صفحات میں گزر چکا ہے کہ برکت کسی چیز میں اللہ کی طرف سے بھلائی کا ثابت ہونا اور اس میں بڑھوتری کا پایا جانا ہے۔ جب کسی چیز میں برکت آجائے تو پھر اس کے فائدے اور کثرت کے بارے میں فکر نہ کرو۔ جو کمائی اور وقت برکت سے خالی ہے وہ بے وقعت ہے، ایسی چیز کا کوئی فائدہ نہیں جس کا وجود اور عدمِ وجود دونوں برابر ہوں۔ اسی طرح ایسی اولاد، بیوی اور کام جو برکت سے عاری ہو، اس کا بھی کوئی فائدہ نہیں ہے۔
2. اللہ تعالیٰ نے برکت پیدا کر کے مخلوق پر بہت بڑا احسان کیا ہے، اور یہی بات اس کی فضیلت اور بے شمار فوائد پر دلالت کرتی ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿ قِيْلَ يٰنُوْحُ اهْبِطْ بِسَلٰمٍ مِّنَّا وَ بَرَكٰتٍ عَلَيْكَ وَ عَلٰٓى اُمَمٍ مِّمَّنْ مَّعَكَ﴾ [هود: 48]

”فرما دیا گیا کہ اے نوح! ہماری جانب سے سلامتی اور ان برکتوں

Marfat.com

کے ساتھ اتر، جو تجھ پر ہیں اور تیرے ساتھ کی بہت سی جماعتوں پر۔"

اور دوسری جگہ پر فرمایا:

﴿رَحۡمَتُ اللّٰہِ وَ بَرَکٰتُہٗ عَلَیۡکُمۡ اَہۡلَ الۡبَیۡتِ﴾ [هود: 73]

"تم پر اے اس گھر کے لوگو! اللہ کی رحمت اور اس کی برکتیں نازل ہوں۔"

③ برکت کا سوال:

انبیا اور نیک لوگ ہمیشہ اللہ تعالیٰ سے برکت اور ایسی چیز کا سوال کرتے تھے جو ان کے لیے بہت زیادہ نفع مند ہوتی تھی۔

① صحیح بخاری میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے:

"حضرت ابراہیم علیہ السلام اپنے بیٹے اسماعیل علیہ السلام سے ملنے گئے تو وہ گھر میں نہ تھے۔ ابراہیم علیہ السلام نے ان کی بیوی کو گھر میں موجود پایا تو اس سے پوچھا: تمھارا کھانا پینا کیا ہے؟ بیوی نے جواب دیا: ہم گوشت کھاتے ہیں اور پانی پیتے ہیں۔ ابراہیم علیہ السلام نے کہا: اے اللہ! ان کے کھانے پینے میں برکت ڈال دے۔ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ابراہیم کی برکت کی دعا آج تک چلی آ رہی ہے۔"[1]

② صحیح مسلم میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

جب لوگ نیا پھل دیکھتے تو اسے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے کر آتے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم اسے پکڑتے اور دعا فرماتے:

«اَللّٰھُمَّ بَارِكْ لَنَا فِي ثَمَرِنَا، وَبَارِكْ لَنَا فِي مَدِينَتِنَا، وَبَارِكْ لَنَا فِي

---

① صحيح البخاري، رقم الحديث [3365]

Marfat.com

صَاعِنَا، وَبَارِكْ لَنَا فِي مُدِّنَا، اَللّٰهُمَّ إِنَّ إِبْرَاهِيمَ عَبْدُكَ وَ خَلِيلُكَ وَنَبِيُّكَ، وَإِنِّي عَبْدُكَ وَ نَبِيُّكَ، وَإِنَّهُ دَعَاكَ لِمَكَّةَ، وَأَنَا أَدْعُوكَ لِلْمَدِينَةِ، بِمِثْلِ مَا دَعَاكَ لِمَكَّةَ، وَمِثْلِهِ مَعَهُ، قَالَ: ثُمَّ يَدْعُو أَصْغَرَ وَلِيدٍ لَهُ فَيُعْطِيهِ ذٰلِكَ الثَّمَرَ» (1)

''اے اللہ! ہمارے پھل میں برکت ڈال دے، ہمارے مدینہ میں برکت ڈال دے، ہمارے صاع میں برکت ڈال دے، ہمارے مُد میں برکت ڈال دے۔ اے اللہ ابراہیم تیرا بندہ اور تیرا خلیل تھا اور میں بھی تیرا بندہ اور تیرا نبی ہوں۔ ابراہیم نے تجھ سے مکہ کے لیے دعا کی تھی، میں تجھ سے مدینہ کے لیے دعا کرتا ہوں، انھوں نے تجھ سے جو مکہ کے لیے مانگا، میں اس سے دوگنا زیادہ تجھ سے مدینہ کے لیے مانگتا ہوں۔ پھر آپ ﷺ اپنے پاس سب سے چھوٹے بچے کو بلاتے اور اسے وہ پھل دے دیتے۔''

(3) مسند احمد میں مروی ہے:

«رَمَقَ رَجُلٌ النَّبِيَّ ﷺ وَهُوَ يُصَلِّي فَجَعَلَ يَقُولُ فِي صَلَاتِهِ: اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِي ذَنْبِي وَوَسِّعْ لِي فِي دَارِي وَبَارِكْ لِي فِيمَا رَزَقْتَنِي» (2)

''ایک آدمی نبی ﷺ کو ٹکٹکی باندھ کر دیکھتا رہا جبکہ آپ ﷺ نماز پڑھ رہے تھے اور اپنی نماز میں یہ دعا مانگ رہے تھے: اے اللہ! میرے گناہ معاف کردے، اور میرا گھر میرے لیے وسیع کر دے، اور میرے لیے میرے رزق میں برکت ڈال دے۔''

---

(1) صحيح مسلم، رقم الحديث [1373]

(2) مسند أحمد [16899]

Marfat.com

④ صحیح بخاری میں عروۃ البارقی سے مروی ہے، وہ فرماتے ہیں:

«أَعْطَاهُ دِينَارًا يَشْتَرِي لَهُ بِهِ شَاةً فَاشْتَرَى لَهُ بِهِ شَاتَيْنِ فَبَاعَ إِحْدَاهُمَا بِدِينَارٍ، وَجَاءَهُ بِدِينَارٍ وَشَاةٍ، فَدَعَا لَهُ بِالْبَرَكَةِ فِي بَيْعِهِ، وَكَانَ لَوِ اشْتَرَى التُّرَابَ لَرَبِحَ فِيهِ»[1]

"نبی کریم ﷺ نے مجھے ایک دینار دیا تاکہ میں آپ ﷺ کے لیے ایک بکری خرید کر لاؤں۔ اس سے میں نے دو بکریاں خریدیں، پھر ایک بکری ایک دینار کے عوض بیچ دی اور ایک بکری اور ایک دینار رسول اللہ ﷺ کے پاس لے آیا تو رسول اللہ ﷺ نے عروۃ کے لیے تجارت میں برکت کی دعا فرمائی، جس کے بعد وہ اگر مٹی کا سودا بھی کرتے تو ان کو اس سے بھی نفع ہوتا تھا۔"

سنن ترمذی کی روایت میں ہے کہ نبی مکرم ﷺ نے فرمایا:

«بَارَكَ اللّٰهُ لَكَ فِي صَفْقَةِ يَمِينِكَ»[2]

"اللہ تعالیٰ تیرے دائیں ہاتھ کے سودے میں برکت ڈال دے۔"

اس کے بعد وہ کوفہ کی طرف جاتے اور بہت زیادہ نفع کماتے، اور اہل کوفہ کے مالداروں میں شمار ہونے لگے۔

⑤ صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میری والدہ نے کہا: اے اللہ کے رسول ﷺ اپنے خادم انس رضی اللہ عنہ کے لیے اللہ سے دعا کریں۔ آپ ﷺ نے کہا:

«اَللّٰهُمَّ أَكْثِرْ مَالَهُ وَوَلَدَهُ، وَبَارِكْ لَهُ فِيمَا أَعْطَيْتَهُ»[3]

---

① صحيح البخاري [3642]

② سنن الترمذي، رقم الحديث [1010، صححه الألباني]

③ صحيح البخاري، رقم الحديث [6344]

Marfat.com

''اے اللہ اس کے مال اور اولاد کو زیادہ کر اور جو تو نے اسے دیا ہے اس میں برکت ڈال دے۔''

صحیح مسلم میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

« فَوَاللّٰهِ إِنَّ مَالِي لَكَثِيرٌ، وَإِنَّ وَلَدِي وَوَلَدَ وَلَدِي لَيَتَعَادُّونَ عَلَى نَحْوِ الْمِائَةِ الْيَوْمَ »[1]

''اللہ کی قسم میرے پاس بہت زیادہ مال ہے اور میری اولاد، پوتے ایک سو (100) سے تجاوز کر چکے ہیں۔''

ابو العالیہ فرماتے ہیں:

''انس رضی اللہ عنہ کا ایک باغ تھا جو ایک سال میں دو دفعہ پھل دیتا تھا اور اس باغ میں ایک پھول تھا جو کستوری کی خوشبو دیتا تھا۔''[2]

نیز صحیح بخاری میں ہے کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

« وَحَدَّثَتْنِي ابْنَتِي أُمَيْنَةُ أَنَّهُ دُفِنَ لِصُلْبِي مَقْدَمَ حَجَّاجٍ الْبَصْرَةَ بِضْعٌ وَعِشْرُونَ وَمِئَةٌ »[3]

''میری بیٹی امینہ نے مجھ سے بیان کیا کہ حجاج کے بصرہ آنے تک میری صلبی اولاد میں سے ایک سو بیس سے زائد افراد دفن ہو چکے تھے۔''

اعتراض:

کثرتِ مال و اولاد کی دعا والی اس حدیث سے یہ اعتراض پیدا ہو سکتا ہے کہ یہ دونوں چیزیں تو فتنہ اور دنیا میں مشغولیت کا سبب ہوتی ہیں؟

---

[1] صحيح مسلم [2480]

[2] فتح الباري [22/4]

[3] صحيح البخاري [1982]

Marfat.com

جواب:

امام بخاری رحمہ اللہ نے اس اعتراض کا جواب دینے کے لیے اس حدیث پر یہ عنوان قائم کیا ہے:

"اَلدُّعَاءُ بِكَثْرَةِ الْمَالِ وَالْوَلَدِ مَعَ الْبَرَكَةِ"

یعنی مال اور اولاد میں برکت کے ساتھ کثرت کی دعا۔

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ دعا کثرتِ اولاد پر دلالت کرتی ہے۔ ان کی جو اولاد فوت ہو گئی یہ تقدیر کا معاملہ ہے، اور جو باقی بچی وہ ایک سو سے زائد تھی۔"[1]

اولاد کا کثرت کے ساتھ فوت ہونا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا کی قبولیت کے منافی ہے اور نہ اس مصیبت کا آنا برکت مانگنے کے خلاف ہے، بلکہ ایسے مواقع پر صبر کرنا اجر و ثواب کا کام ہے، اور اس سے اللہ تعالیٰ کی اور زیادہ نعمتیں ملتی ہیں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات میں سے ایک یہ بھی معجزہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا ایسے نادر معاملات کے بارے میں قبول ہوئی۔ یہ نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا کا نتیجہ تھا کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ کا باغ ایک سال میں دو دفعہ پھل دیتا تھا۔[2]

(6) صحیح بخاری میں ہے، حضرت جعید بن عبدالرحمٰن فرماتے ہیں:

«رَأَيْتُ السَّائِبَ بْنَ يَزِيدَ، اِبْنَ أَرْبَعٍ وَتِسْعِينَ جَلْدًا مُعْتَدِلًا، فَقَالَ: قَدْ عَلِمْتُ مَا مُتِّعْتُ بِهِ سَمْعِي، وَبَصَرِي إِلَّا بِدُعَاءِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ إِنَّ خَالَتِي ذَهَبَتْ بِي إِلَيْهِ، فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ

---

(1) فتح الباري [230/4]

(2) فتح الباري [230/4]

Marfat.com

اللّٰهِ إِنَّ ابْنَ أُخْتِي شَاكٍ، فَادْعُ اللّٰهَ لَهُ، قَالَ: فَدَعَا لِي»[1]

''میں نے سائب بن یزید کو چورانوے (94) برس کی عمر میں بہت زیادہ قوی اور صحت مند دیکھا تو انھوں نے فرمایا: مجھے یقین ہے کہ میں اب تک اپنے کانوں اور آنکھوں سے جو نفع حاصل کر رہا ہوں، وہ صرف رسول اللہ ﷺ کی میرے لیے برکت کی دعا کا نتیجہ ہے۔ (ایک دفعہ) میری خالہ مجھے رسول اللہ ﷺ کے پاس لے گئیں اور فرمانے لگیں: اے اللہ کے رسول ﷺ! یہ میرا بھانجا بیمار ہے، آپ اس کے لیے اللہ سے دعا کریں، چنانچہ آپ ﷺ نے میرے لیے دعا فرمائی۔''

دوسری روایت کے الفاظ ہیں:

«إِنَّ ابْنَ أُخْتِي وَجِعٌ، فَمَسَحَ رَأْسِي، وَدَعَا لِي بِالْبَرَكَةِ، ثُمَّ تَوَضَّأَ فَشَرِبْتُ مِنْ وَضُوئِهِ ثُمَّ قُمْتُ خَلْفَ ظَهْرِهِ، فَنَظَرْتُ إِلَى خَاتَمِهِ بَيْنَ كَتِفَيْهِ مِثْلَ زِرِّ الْحَجَلَةِ»[2]

''میری خالہ نے کہا: میرا یہ بھانجا بیمار ہے۔ آپ ﷺ نے میرے سر پر ہاتھ پھیرا اور میرے لیے برکت کی دعا فرمائی۔ اس کے بعد آپ ﷺ نے وضو کیا اور میں نے آپ ﷺ کے وضو کا بچا ہوا پانی پی لیا۔ پھر میں آپ ﷺ کے پیچھے کھڑا ہوا اور میں نے مہر نبوت کو آپ ﷺ کے دونوں کندھوں کے درمیان دیکھا جو کبوتر کے انڈے کی طرح تھی۔''

---

[1] صحيح البخاري، رقم الحديث [3540]

[2] صحيح بخاري، رقم الحديث [3541]

Marfat.com

⑦ صحیح بخاری کی روایت ہے:

«عَنْ زُهْرَةَ بْنِ مَعْبَدٍ، عَنْ جَدِّهِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ هِشَامٍ، وَكَانَ قَدْ أَدْرَكَ النَّبِيَّ ﷺ: وَذَهَبَتْ بِهِ أُمُّهُ زَيْنَبُ بِنْتُ حُمَيْدٍ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ، فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، بَايِعْهُ. فَقَالَ: هُوَ صَغِيرٌ، فَمَسَحَ رَأْسَهُ، وَدَعَا لَهُ، وَعَنْ زُهْرَةَ بْنِ مَعْبَدٍ، أَنَّهُ كَانَ يَخْرُجُ بِهِ جَدُّهُ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ هِشَامٍ إِلَى السُّوقِ، فَيَشْتَرِي الطَّعَامَ، فَيَلْقَاهُ ابْنُ عُمَرَ وَابْنُ الزُّبَيْرِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، فَيَقُولَانِ لَهُ: أَشْرِكْنَا، فَإِنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَدْ دَعَا لَكَ بِالْبَرَكَةِ، فَيَشْرَكُهُمْ فَرُبَّمَا أَصَابَ الرَّاحِلَةَ كَمَا هِيَ فَيَبْعَثُ بِهَا إِلَى الْمَنْزِلِ»[1]

زہرہ بن معبد رضی اللہ عنہ اپنے دادا عبداللہ بن ہشام رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں کہ انھوں نے نبی ﷺ کو دیکھا، ان کی والدہ زینب بنت حمید انھیں رسول اللہ ﷺ کے پاس لے گئی، اور کہا: اے اللہ کے رسول ﷺ! اس سے بیعت لیں۔ آپ ﷺ نے کہا: یہ ابھی چھوٹا ہے۔ پھر آپ ﷺ نے ان کے سر پر ہاتھ پھیرا اور ان کے لیے دعا فرمائی۔ زہرہ بن معبد رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میرے دادا عبداللہ بن ہشام رضی اللہ عنہ بازار کی طرف جاتے، غلہ خریدتے، تو وہاں انھیں عبداللہ بن عمر اور عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہم ملتے، وہ دونوں اُن سے کہتے: ہمیں بھی اس سودے میں شریک کر لو (اس لیے کہ) نبی ﷺ نے آپ کے لیے برکت کی دعا فرمائی ہے۔ عبداللہ بن ہشام رضی اللہ عنہ ان دونوں کو بھی شریک کر لیتے۔ بسا اوقات ایک پورے اونٹ کا غلہ نفع ہوتا اور وہ اسے گھر میں بھیج دیتے۔"

[1] صحیح البخاری، رقم الحدیث [2502]

Marfat.com

8 مسند احمد کی روایت ہے کہ حنظلہ بن حزیم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:
مجھے میرے دادا حنیفہ، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے آئے۔ حدیث کے آخر میں ہے کہ انھوں نے مجھے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب کیا اور کہا: یہ میرا بیٹا ہے اور اس کے علاوہ اور بھی بیٹے ہیں۔ یہ ان میں سب سے چھوٹا ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے لیے دعا فرمائیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے سر پر ہاتھ پھیرا اور فرمایا:
«بَارَكَ اللّٰهُ فِيكَ، أَوْ بُورِكَ فِيهِ» ''اللہ تجھے برکت عطا کرے۔''
راوی بیان کرتے ہیں: میں نے دیکھا کہ حنظلہ کے پاس کسی ایسے آدمی کو لایا جاتا جس کا چہرہ ورم زدہ ہوتا یا کسی جانور کو لایا جاتا جس کے تھن ورم زدہ ہوتے، تو حنظلہ رضی اللہ عنہ اپنے ہاتھوں پر تھوکتے اور بسم اللہ پڑھتے، پھر اپنا ہاتھ اس کے چہرے پر رکھتے اور فرماتے: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اسی جگہ پر ہاتھ رکھا تھا۔ راوی فرماتے ہیں: اس طرح وہ ورم ختم ہو جاتا تھا۔[1]

9 سنن ترمذی میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:
«أَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ بِتَمَرَاتٍ، فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، اُدْعُ اللّٰهَ فِيهِنَّ بِالْبَرَكَةِ، فَضَمَّهُنَّ، ثُمَّ دَعَا لِي فِيهِنَّ بِالْبَرَكَةِ، فَقَالَ: خُذْهُنَّ وَاجْعَلْهُنَّ فِي مِزْوَدِكَ هٰذَا أَوْ فِي هٰذَا الْمِزْوَدِ، كُلَّمَا أَرَدْتَ أَنْ تَأْخُذَ مِنْهُ شَيْئًا فَأَدْخِلْ فِيهِ يَدَكَ فَخُذْهُ وَلَا تَنْثُرْهُ نَثْرًا، فَقَدْ حَمَلْتُ مِنْ ذٰلِكَ التَّمْرِ كَذَا وَكَذَا مِنْ وَسْقٍ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ فَكُنَّا نَأْكُلُ مِنْهُ وَنُطْعِمُ وَكَانَ لَا يُفَارِقُ حِقْوِي حَتّٰى كَانَ يَوْمُ قَتْلِ عُثْمَانَ فَإِنَّهُ انْقَطَعَ»[2]

---

[1] مسند أحمد، رقم الحديث [20665]، و إسناده صحيح
[2] سنن الترمذي، رقم الحديث [3839]

Marfat.com

''میں نبی ﷺ کے پاس کھجوریں لایا اور میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ ان میں اللہ سے برکت کی دعا فرمائیں۔ آپ ﷺ نے ان کو جمع کیا اور دعا فرمائی، پھر فرمایا: ان کو پکڑ لو اور اپنے کسی تھیلے میں ڈال لو، جب ضرورت ہو تو تھیلے میں ہاتھ داخل کرنا اور بقدر ضرورت استعمال کر لینا اور انہیں کھلی ہوئی نہ نکالنا۔ (ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں) میں نے تقریباً ایک وسق (ساٹھ صاع) کھجوریں اس تھیلے سے نکال کر اللہ کے راستے میں دیں، ہم خود اس سے کھاتے تھے اور لوگوں کو بھی کھلاتے تھے۔ وہ تھیلی ہمیشہ میرے پاس رہی حتی کہ جس دن حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو شہید کیا گیا، اس دن وہ گم ہوگئی۔''

یہ وہ عظیم الشان برکت تھی جو نبی اکرم ﷺ کی دعا کی بدولت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ کو حاصل ہوئی کہ وہ پچپن سال سے زیادہ عرصہ تک ان کھجوروں کو کھاتے اور کھلاتے رہے۔ اللہ تعالیٰ ان پر دن رات اپنی رحمتیں نازل فرمائے۔

(10) صحیح مسلم میں حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ یا ابو سعید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

«لَمَّا كَانَ غَزْوَةُ تَبُوكَ، أَصَابَ النَّاسَ مَجَاعَةٌ، قَالُوا: يَا رَسُولَ اللّٰهِ لَوْ أَذِنْتَ لَنَا فَنَحَرْنَا نَوَاضِحَنَا، فَأَكَلْنَا وَادَّهَنَّا، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: افْعَلُوا، قَالَ: فَجَاءَ عُمَرُ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنْ فَعَلْتَ قَلَّ الظَّهْرُ وَلَكِنْ ادْعُهُمْ، بِفَضْلِ أَزْوَادِهِمْ، ثُمَّ ادْعُ اللّٰهَ لَهُمْ عَلَيْهَا بِالْبَرَكَةِ، لَعَلَّ اللّٰهَ أَنْ يَجْعَلَ فِي ذٰلِكَ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: نَعَمْ، قَالَ: فَدَعَا بِنِطَعٍ، فَبَسَطَهُ، ثُمَّ دَعَا بِفَضْلِ أَزْوَادِهِمْ، قَالَ: فَجَعَلَ الرَّجُلُ يَجِيءُ بِكَفِّ ذُرَةٍ، قَالَ: وَيَجِيءُ الْآخَرُ بِكَفِّ تَمْرٍ، قَالَ: وَيَجِيءُ الْآخَرُ بِكَسْرَةٍ، حَتّٰى

Marfat.com

اجْتَمَعَ عَلَى النِّطَعِ مِنْ ذَلِكَ شَيْءٌ يَسِيرٌ، قَالَ: فَدَعَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ عَلَيْهِ بِالْبَرَكَةِ، ثُمَّ قَالَ: خُذُوا فِي أَوْعِيَتِكُمْ، قَالَ: فَأَخَذُوا فِي أَوْعِيَتِهِمْ حَتَّى مَا تَرَكُوا فِي الْعَسْكَرِ وِعَاءً إِلَّا مَلَأُوهُ، قَالَ: فَأَكَلُوا حَتَّى شَبِعُوا، وَفَضَلَتْ فَضْلَةٌ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَنِّي رَسُولُ اللّٰهِ، لَا يَلْقَى اللّٰهَ بِهِمَا عَبْدٌ غَيْرَ شَاكٍّ فَيُحْجَبَ عَنِ الْجَنَّةِ» (1)

''جب غزوہ تبوک میں لوگ شدید بھوک میں مبتلا ہو گئے تو لوگوں نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ اگر آپ اجازت دیں تو ہم اپنے اونٹ ذبح کر لیں، ہم کچھ کھا لیں گے اور کچھ تیل بنا لیں گے۔ رسول اللہ ﷺ نے اجازت دے دی۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ آئے اور فرمانے لگے: یا رسول اللہ ﷺ اگر ایسا کر لیا تو سواریاں کم ہو جائیں گی، آپ لوگوں کو کہیں کہ وہ اپنے پاس بچا ہوا زادِ راہ لے آئیں، پھر آپ اس میں اللہ سے برکت کی دعا فرمائیں، شاید اللہ اس میں برکت ڈال دیں۔ رسول اللہ ﷺ نے اس بات کو پسند کیا اور ایک چادر منگوائی اور اسے بچھایا، پھر لوگوں سے کہا کہ جس کے پاس جو کچھ بھی ہے وہ لا کر اس چادر پر رکھ دے، اس کے بعد کوئی مکئی لے کر آتا، کوئی کھجور اور کوئی روٹی کے ٹکرے لے آتا تھا۔ یہاں تک کہ چادر پر یہ سب تھوڑا تھوڑا جمع ہو گیا۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے برکت کی دعا فرمائی۔ پھر آپ ﷺ فرمایا: اس (چادر) سے اپنے اپنے

(1) صحیح مسلم، رقم الحدیث [27]

Marfat.com

برتنوں میں ڈال لو۔ چنانچہ انھوں نے اپنے اپنے برتنوں کو بھر لیا، حتی کہ انھوں نے لشکر میں موجود تمام برتن بھر لیے، پھر انھوں نے خوب سیر ہو کر کھایا، لیکن چادر پر کھانا ابھی پڑا ہوا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں اللہ کا رسول ہوں۔ جو آدمی اللہ تعالیٰ کو اس حالت میں ملا کہ وہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے بارے میں کسی شک میں نہ ہوا، تو وہ جنت سے نہیں روکا جائے گا۔''

4 بابرکت اشیاء کی تمنا:

انبیاء اور نیک لوگ ہمیشہ بابرکت چیزوں کی حرص اور تمنا رکھتے تھے۔

1 صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

«قَدْ رَأَيْتُنِي مَعَ النَّبِيِّ ﷺ، وَقَدْ حَضَرَتِ الْعَصْرُ وَلَيْسَ مَعَنَا مَاءٌ غَيْرَ فَضْلَةٍ فَجُعِلَ فِي إِنَاءٍ، فَأُتِيَ النَّبِيُّ ﷺ بِهِ فَأَدْخَلَ يَدَهُ فِيهِ، وَفَرَّجَ أَصَابِعَهُ، ثُمَّ قَالَ: حَيَّ عَلَى أَهْلِ الْوُضُوءِ الْبَرَكَةُ مِنَ اللّٰهِ، فَلَقَدْ رَأَيْتُ الْمَاءَ يَتَفَجَّرُ مِنْ بَيْنِ أَصَابِعِهِ، فَتَوَضَّأَ النَّاسُ وَشَرِبُوا، فَجَعَلْتُ لَا آلُوا مَا جَعَلْتُ فِي بَطْنِي مِنْهُ فَعَلِمْتُ أَنَّهُ بَرَكَةٌ، قُلْتُ لِجَابِرٍ: كَمْ كُنْتُمْ يَوْمَئِذٍ؟ قَالَ: أَلْفًا وَأَرْبَعَ مِائَةٍ»[1]

''میں (سفر میں) نبی اکرم ﷺ کے ساتھ تھا۔ عصر کی نماز کا وقت ہو گیا اور ہمارے پاس تھوڑا سا پانی تھا۔ اسے برتن میں ڈال کر نبی ﷺ

[1] صحيح البخاري، رقم الحديث [5639]

Marfat.com

کے پاس لایا گیا تو آپ ﷺ نے اپنا ہاتھ اس میں داخل کیا اور اپنی انگلیوں کو کھولا، پھر آپ ﷺ نے فرمایا: آؤ وضو کرلو۔ اللہ کی طرف سے برکت ہے۔ میں نے دیکھا کہ پانی آپ ﷺ کی انگلیوں سے پھوٹ پھوٹ کر گر رہا تھا۔ لوگوں نے وضو کیا اور پیا بھی۔ پھر میں نے بھی یہ پرواہ کیے بغیر کہ میرے پیٹ میں کتنا پانی جا رہا ہے، خوب پیا، اس لیے کہ مجھے معلوم تھا کہ وہ سراپا برکت ہے۔ (راوی کہتے ہیں) میں نے جابر رضی اللہ عنہ سے پوچھا: اس دن تمھاری تعداد کتنی تھی؟ انھوں نے بتایا: چودہ سو، اور دوسری روایت میں ہے: پندرہ سو۔"

امام بخاری نے اس حدیث پر یہ عنوان قائم کیا ہے:

"شُرْبُ الْبَرَكَةِ وَالْمَاءِ الْمُبَارَكِ" "برکت اور بابرکت پانی پینے کا بیان"

امام مہلب رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"پانی کا نام برکت رکھا گیا ہے لہٰذا کسی بھی چیز میں جب برکت آ جائے تو اس کا نام برکت رکھا جا سکتا ہے۔"

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"یعنی حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے برکت کی وجہ سے زیادہ پانی پی لیا۔"

امام ابن بطال رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"جب کھانے، پینے کی اشیاء میں معجزے کی وجہ سے برکت آ جائے تو اس کا زیادہ استعمال کرنا اسراف نہیں بلکہ یہ مستحب ہے۔"

امام ابن المنیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"برکت والے پانی کا زیادہ پینا جبکہ حد سے تجاوز نہ ہو تو مستحب ہے۔ تاکہ کوئی یہ نہ گمان کر لے کہ پیاس کے علاوہ پانی پینا ممنوع

Marfat.com

ہے۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کا یہ عمل اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ برکت والی چیز کی ضرورت دوسری تمام چیزوں کی نسبت زیادہ ہوتی ہے۔ اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اس واقع کا علم تھا، اگر ایسا کرنا ممنوع ہوتا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس سے منع کر دیتے۔"[1]

(2) مسند احمد میں حضرت مقداد رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

« أَقْبَلْتُ أَنَا وَصَاحِبَانِ لِي قَدْ ذَهَبَتْ أَسْمَاعُنَا وَأَبْصَارُنَا مِنَ الْجَهْدِ، قَالَ: فَجَعَلْنَا نَعْرِضُ أَنْفُسَنَا عَلَى أَصْحَابِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، لَيْسَ أَحَدٌ يَقْبَلُنَا، قَالَ: فَانْطَلَقْنَا إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَانْطَلَقَ بِنَا إِلَى أَهْلِهِ فَإِذَا ثَلَاثُ أَعْنُزٍ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: اِحْتَلِبُوا هَذَا اللَّبَنَ بَيْنَنَا، قَالَ فَكُنَّا نَحْتَلِبُ، فَيَشْرَبُ كُلُّ إِنْسَانٍ نَصِيبَهُ، وَنَرْفَعُ لِرَسُولِ اللّٰهِ ﷺ نَصِيبَهُ، فَيَجِيءُ مِنَ اللَّيْلِ فَيُسَلِّمُ تَسْلِيمًا لَا يُوقِظُ نَائِمًا، وَيُسْمِعُ الْيَقْظَانَ، ثُمَّ يَأْتِي الْمَسْجِدَ فَيُصَلِّي، ثُمَّ يَأْتِي شَرَابَهُ فَيَشْرَبُهُ، قَالَ: فَأَتَانِي الشَّيْطَانُ ذَاتَ لَيْلَةٍ، فَقَالَ: مُحَمَّدٌ يَأْتِي الْأَنْصَارَ فَيُتْحِفُونَهُ وَيُصِيبُ عِنْدَهُمْ، مَا بِهِ حَاجَةٌ إِلَى هَذِهِ الْجُرْعَةِ، فَاشْرَبْهَا، قَالَ: مَا زَالَ يُزَيِّنُ لِي، حَتَّى شَرِبْتُهَا، فَلَمَّا وَغَلَتْ فِي بَطْنِي، وَعَرَفَ أَنَّهُ لَيْسَ إِلَيْهَا سَبِيلٌ، قَالَ: نَدَّمَنِي، فَقَالَ: وَيْحَكَ مَا صَنَعْتَ؟ شَرِبْتَ شَرَابَ مُحَمَّدٍ! فَيَجِيءُ، وَلَا يَرَاهُ فَيَدْعُو عَلَيْكَ فَتَهْلِكُ فَتَذْهَبُ دُنْيَاكَ وَآخِرَتُكَ، قَالَ: وَعَلَيَّ شَمْلَةٌ مِنْ صُوفٍ، كُلَّمَا رَفَعْتُهَا عَلَى رَأْسِي خَرَجَتْ

---

(1) فتح الباري [10/102]

Marfat.com

قَدَمَايَ، وَإِذَا أَرْسَلْتُ عَلَى قَدَمَيَّ خَرَجَ رَأْسِي، وَجَعَلَ لَا يَجِيءُ لِى نَوْمٌ، قَالَ: وَأَمَّا صَاحِبَایَ فَنَامَا، فَجَاءَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ، فَسَلَّمَ كَمَا كَانَ يُسَلِّمُ، ثُمَّ أَتَى الْمَسْجِدَ فَصَلَّى، فَأَتَى شَرَابَهُ، فَكَشَفَ عَنْهُ، فَلَمْ يَجِدْ فِيهِ شَيْئًا فَرَفَعَ رَأْسَهُ إِلَى السَّمَاءِ، قَالَ: قُلْتُ: الْآنَ، يَدْعُو عَلَيَّ فَأَهْلِكُ، فَقَالَ: اللّٰهُمَّ أَطْعِمْ مَنْ أَطْعَمَنِي، وَاسْقِ مَنْ سَقَانِي، قَالَ: فَعَمِدْتُ إِلَى الشَّمْلَةِ، فَشَدَدْتُهَا لِي فَأَخَذْتُ الشَّفْرَةَ فَانْطَلَقْتُ إِلَى الْأَعْنُزِ، أَجُسُّهُنَّ أَيُّهُنَّ أَسْمَنُ، فَأَذْبَحُ لِرَسُولِ اللّٰهِ ﷺ، فَإِذَا هُنَّ حُفَّلٌ كُلُّهُنَّ، فَعَمِدْتُ إِلَى إِنَاءٍ لِآلِ مُحَمَّدٍ مَا كَانُوا يَطْمَعُونَ أَنْ يَحْلِبُوا فِيهِ ـوَقَالَ أَبُو النَّضْرِ مَرَّةً أُخْرَى: أَنْ يَحْتَلِبُوا فِيهِـ فَحَلَبْتُ فِيهِ حَتَّى عَلَتْهُ الرَّغْوَةُ، ثُمَّ جِئْتُ بِهِ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ، فَقَالَ: أَمَا شَرِبْتُمْ شَرَابَكُمُ اللَّيْلَةَ يَا مِقْدَادُ؟ قَالَ: قُلْتُ: اشْرَبْ يَا رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ فَشَرِبَ ثُمَّ نَاوَلَنِي، فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ، اشْرَبْ فَشَرِبَ ثُمَّ نَاوَلَنِى، فَأَخَذْتُ مَا بَقِيَ فَشَرِبْتُ، فَلَمَّا عَرَفْتُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَدْ رَوِيَ فَأَصَابَتْنِي دَعْوَتُهُ ضَحِكْتُ حَتَّى أُلْقِيتُ إِلَى الْأَرْضِ، قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: إِحْدَى سَوْآتِكَ يَا مِقْدَادُ، قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ كَانَ مِنْ أَمْرِى كَذَا، صَنَعْتُ كَذَا، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: مَا كَانَتْ هٰذِهِ إِلَّا رَحْمَةً مِنَ اللّٰهِ، أَلَا كُنْتَ آذَنْتَنِى نُوقِظُ صَاحِبَيْكَ هٰذَيْنِ، فَيُصِيبَانِ مِنْهَا؟ قَالَ: قُلْتُ: وَالَّذِى بَعَثَكَ بِالْحَقِّ مَا أُبَالِي إِذَا أَصَبْتَهَا وَأَصَبْتُهَا

Marfat.com

مَعَكَ مَنْ أَصَابَهَا مِنَ النَّاسِ»[1]

"میں اور میرے دو دوست آئے اور مشقت کی وجہ سے ہمارے کان، (سماعت) اور ہماری آنکھیں تھکی ہوئی تھیں، پس ہم نے اپنے آپ کو اصحابِ رسول ﷺ پر پیش کیا، تو ان میں سے کسی نے بھی ہمیں قبول نہ کیا، پھر ہم نبی کریم ﷺ کے پاس آئے، آپ ہمیں اپنے گھر میں لے آئے، وہاں تین بکریاں تھیں، نبی اکرم ﷺ نے کہا: ان کا دودھ دھولو، ہم نے ان کا دودھ دھویا اور ہم میں سے ہر ایک نے اپنا اپنا حصہ پی لیا، اور ہم نے نبی مکرم ﷺ کو آپ ﷺ کا حصہ دیا، پھر آپ ﷺ رات کے وقت آئے، آپ ﷺ نے سلام کہا، آپ ﷺ کی آواز سے سویا ہوا جاگ نہ سکتا تھا، اور جاگنے والا آپ ﷺ کی آواز سن لیتا، پھر آپ ﷺ مسجد میں آئے، نماز پڑھی۔ پھر آپ ﷺ نے اس (دودھ) سے پیا، ایک رات میرے پاس شیطان آیا، اور اس وقت تک میں اپنا حصہ پی چکا تھا، اس (شیطان) نے کہا: محمد ﷺ انصار کی طرف جاتے ہیں وہ آپ ﷺ کی مہمان نوازی کریں گے، آپ ﷺ کو اس ایک گھونٹ دودھ کی ضرورت نہ رہے گی لہٰذا تم اسے پی لو، شیطان میرے لیے اس خیال کو خوبصورت بنا کر پیش کرتا رہا حتی کہ میں نے اسے پی لیا، جب دودھ میرے پیٹ میں چلا گیا تو اس نے مجھے بہت شرمندگی دلائی کہ تو نے یہ کیا کیا ہے؟ تم نے محمد ﷺ کا حصہ پی لیا؟ آپ ﷺ میرے لیے بد دعا کریں گے اور میں ہلاک ہو جاؤں گا اور میری

---

[1] مسند أحمد [23812 و إسناده صحيح]

Marfat.com

دنیا و آخرت برباد ہو جائے گی۔ میرے اوپر اُون کی چادر تھی، جب وہ میرے سر پر ہوتی تو پاؤں ننگے ہو جاتے اور جب پاؤں پر ہوتی سر ننگا ہو جاتا، اور مجھے نیند نہیں آ رہی تھی جبکہ میرے دوسرے دونوں دوست سو رہے تھے۔

''پھر رسول اللہ ﷺ آئے، آپ ﷺ اپنے حصے کے دودھ کی طرف گئے لیکن اس میں کچھ نہ تھا، پھر آپ نے اپنا سر آسمان کی طرف اٹھایا، میں نے سوچا: اب آپ ﷺ میرے لیے بددعا کریں گے اور میں ہلاک ہو جاؤں گا۔ آپ ﷺ نے کہا: اے اللہ! جس نے مجھے کھلایا ہے تو اسے کھلا اور جس نے مجھے پلایا ہے تو اسے پلا۔ میں نے اپنی چادر لی اور اپنے اوپر اسے باندھ لیا، پھر ایک جانب سے ہو کر بکریوں کی طرف گیا، میں نے ان کو ٹٹولا کہ کونسی بکری زیادہ موٹی تازی ہے تاکہ میں اس کو ذبح کروں۔ لیکن سب بکریوں نے دودھ جمع کیا ہوا تھا، تو میں نے آپ ﷺ کے گھر سے ایک برتن لیا۔ جس میں وہ دودھ دھوتے تھے۔ میں نے اس میں دودھ دھویا حتی کہ دودھ کی جھاگ برتن سے باہر آنے لگی، پھر میں اسے رسول اللہ ﷺ کے پاس لے کر آیا۔ آپ ﷺ نے کہا: اے مقداد! کیا تم نے رات کو دودھ پی لیا تھا؟ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول ﷺ! آپ پی لیں، آپ ﷺ نے پی لیا، پھر مجھے دیا، میں نے کہا: اے اللہ کے رسول ﷺ! اور پی لیں، آپ نے پی لیا۔ پھر مجھے دیا، میں نے باقی ماندہ دودھ پی لیا، جب میں نے پہچان لیا کہ رسول

Marfat.com

اللہ ﷺ کی پیاس بجھ گئی ہے اور آپ ﷺ کی دعا بھی مجھے پہنچ گئی ہے، تو میں ہنسنے لگا حتی کہ میں زمین پر گر گیا، آپ ﷺ نے فرمایا: اے مقداد! یہ تیری ایک بدنما حرکت ہے۔ میں نے کہا: یا رسول اللہ ﷺ! میرا معاملہ ہی ایسا تھا جو میں نے کیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: یہ اللہ کی طرف سے رحمت ہے۔ تو نے بتایا کیوں نہیں تاکہ تمھارے دوستوں کو بھی جگا دیتے؟ وہ بھی اس سے پی لیتے۔ میں نے کہا: اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے، مجھے اس بات کی کوئی پروا نہیں کہ جب آپ نے پی لیا اور میں نے بھی پی لیا، پھر دوسرے لوگوں میں سے جو بھی اسے پی لے۔''

دوسری روایت میں ہے کہ نبی مکرم ﷺ نے فرمایا:

((هَذِهِ بَرَكَةٌ نَزَلَتْ مِنَ السَّمَاءِ أَفَلَا أَخْبَرْتَنِي حَتَّى أَسْقِيَ صَاحِبَيْكَ؟ فَقُلْتُ: إِذَا شَرِبْتُ الْبَرَكَةَ أَنَا وَأَنْتَ فَلَا أُبَالِي مَنْ أَخْطَأَتْ)) [1]

''یہ برکت آسمان سے نازل ہوئی تھی، تو نے مجھے بتایا کیوں نہیں کہ میں تیرے دونوں دوستوں کو بھی پلاتا؟ میں نے کہا: جب میں نے اور آپ نے پی لیا ہے تو مجھے اس کا کوئی خیال نہیں جس کو نہیں ملی۔''

3. صحیح بخاری میں حضرت ابو ہریرۃ ﷺ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ فرمایا:

((بَيْنَا أَيُّوبُ عَلَيْهِ السَّلَام يَغْتَسِلُ عُرْيَانًا، فَخَرَّ عَلَيْهِ جَرَادٌ مِنْ ذَهَبٍ، فَجَعَلَ أَيُّوبُ يَحْتِي فِي ثَوْبِهِ، فَنَادَاهُ رَبُّهُ: يَا أَيُّوبُ، أَلَمْ أَكُنْ أَغْنَيْتُكَ عَمَّا تَرَى ؟قَالَ: بَلَى وَ عِزَّتِكَ وَلَكِنْ

---

[1] مسند أحمد [23822 و إسناده صحيح]

Marfat.com

لَا غِنًى بِي عَنْ بَرَكَتِكَ»[1]

''ایوب علیہ السلام ننگے غسل کر رہے تھے کہ سونے کی ٹڈیاں آپ پر گرنے لگیں۔ ایوب علیہ السلام انھیں اپنے کپڑے میں ڈالنے لگے۔ اتنے میں ان کے رب نے انھیں پکارا: اے ایوب! کیا میں نے تمھیں اس چیز سے بے نیاز نہیں کر دیا جسے تم دیکھ رہے ہو؟ ایوب علیہ السلام نے جواب دیا: ہاں تیری بزرگی کی قسم، لیکن تیری برکت سے بے نیازی میرے لیے کیسے ممکن ہے۔''

4. حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«مَنْ أَطْعَمَهُ اللّٰهُ طَعَامًا، فَلْيَقُلْ: اللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِيهِ، وَأَطْعِمْنَا خَيْرًا مِنْهُ، وَمَنْ سَقَاهُ اللّٰهُ لَبَنًا، فَلْيَقُلْ: اللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِيهِ، وَزِدْنَا مِنْهُ فَإِنَّهُ لَيْسَ شَيْءٌ يُجْزِئُ مَكَانَ الطَّعَامِ وَالشَّرَابِ غَيْرُ اللَّبَنِ»[2]

''جس کو اللہ تعالیٰ کھانا کھلائیں تو وہ کہے: اے اللہ! ہمارے لیے اس میں برکت ڈال دے، اور ہمیں اس سے بہتر کھلا۔ اور جس کو اللہ دودھ پلائیں تو وہ کہے: اے اللہ! ہمارے لیے اس میں برکت ڈال دے اور ہمیں اس سے زیادہ دے، بے شک دودھ کے علاوہ کوئی چیز بھی کھانے پینے سے کفایت نہیں کر سکتی۔''

5. برکت کا سوال:

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں تعلیم دی ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ سے برکت کا سوال کریں اور با برکت چیزوں کی حرص رکھیں۔

---

[1] صحيح البخاري، رقم الحديث [279]

[2] مسند أحمد، رقم الحديث [1978، حديث حسن]

Marfat.com

① سنن ترمذی میں حسن بن علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے سکھایا کہ میں دعائے وتر میں یہ کلمات کہوں:

«اَللّٰهُمَّ اهْدِنِیْ فِیْمَنْ هَدَیْتَ، وَعَافِنِیْ فِیْمَنْ عَافَیْتَ، وَتَوَلَّنِیْ فِیْمَنْ تَوَلَّیْتَ، وَبَارِكْ لِیْ فِیْمَآ اَعْطَیْتَ، وَقِنِیْ شَرَّ مَا قَضَیْتَ، فَاِنَّكَ تَقْضِي وَلَا یُقْضٰی عَلَیْكَ، اِنَّه لَّا یَذِلُّ مَنْ وَّالَیْتَ، تَبَارَكْتَ رَبَّنَا وَتَعَالَیْتَ»[1]

''اے اللہ! مجھے ہدایت دے اور ہدایت یافتہ لوگوں میں شامل فرما، مجھے عافیت دے اور مجھے ان لوگوں میں شامل فرما جنہیں تو نے عافیت دی، مجھے اپنا دوست بنا کر ان لوگوں میں شامل فرما جنہیں تو نے اپنا دوست بنایا، جو نعمتیں تو نے مجھے دی ہیں ان میں برکت فرما، اس برائی سے مجھے محفوظ رکھ جس کا تو نے فیصلہ کیا ہے۔ بے شک تو ہی فیصلہ کرنے والا ہے اور تیرے خلاف فیصلہ نہیں کیا جاتا، جسے تو دوست رکھے وہ کبھی رسوا نہیں ہوتا۔ اے ہمارے رب! تیری ذات بڑی بابرکت اور بلند و بالا ہے۔''

② مسند احمد میں حضرت ام ہانی رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«اتَّخِذِي غَنَمًا فَإِنَّ فِيهَا بَرَكَةً»[2]

''بکریاں رکھو، کیونکہ ان میں برکت ہوتی ہے۔''

③ سنن بیہقی کی روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ہم جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھے ان کے ساتھ باتیں کر رہے تھے کہ عصر

---

① سنن الترمذي، رقم الحديث [464 وصححه الألباني]

② مسند أحمد، رقم الحديث [27381 و إسناده صحيح]

Marfat.com

کی نماز کا وقت ہو گیا۔ انھوں نے ہمیں نماز پڑھائی۔ انھوں نے ایک چادر لپیٹی ہوئی تھی۔ پھر زم زم کا پانی لایا گیا، انھوں نے پیا، پھر دوبارہ پیا۔ لوگوں نے کہا: یہ کیا ہے؟ جابر رضی اللہ عنہ نے کہا: یہ زم زم کا پانی ہے۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ "مَاءُ زَمْزَمَ لِمَا شُرِبَ لَهُ" زم زم کا پانی جس مقصد کے لیے بھی پیا جائے وہ پورا ہوتا ہے۔ پھر بتایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ سے قبل سہیل بن عمرو کی طرف پیغام بھیجا کہ ہمیں زم زم کے پانی کا تحفہ بھیجو، چنانچہ انھوں نے دو برتن پانی کے بھیجے۔[1]

سنن ترمذی اور تاریخ کبیر میں مروی ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

«كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم يَحْمِلُ مَاءَ زَمْزَمَ فِي الْأَدَاوِي وَالْقِرَبِ، وَكَانَ يَصُبُّ عَلَى الْمَرْضَى وَيَسْقِيهِمْ»[2]

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم برتنوں میں زم زم کا پانی بھر کر لے جاتے تھے اور مریضوں پر زم زم کا پانی ڈالتے اور انھیں پلاتے تھے۔"

6 نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے جسمانی اعضاء سے برکت کا حصول:

صحابہ کرام نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم اطہر سے تبرک حاصل کرتے تھے، کیونکہ آپ سراپا برکت تھے۔ صحابہ کرام آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم کے تمام اعضاء اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے جدا ہونے والی حسی چیزوں سے تبرک حاصل کرتے تھے۔ مثلاً وضو کا پانی یا سر کے بال وغیرہ۔ اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی اس سے منع نہ کیا تھا۔ یہ سب اس وجہ سے تھا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بے پناہ خیر و برکت سے نوازا تھا۔

امام قرطبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

---

1. السنن الكبرىٰ [10280، و إسناده جيد]
2. سنن الترمذي، رقم الحديث [963 وقال: حديث حسن غريب]

Marfat.com

''رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد صحابہ میں سے کسی کے لیے بھی یہ ثابت نہیں کہ اسے نبی کریم ﷺ کی طرح متبرک سمجھا جاتا رہا ہو۔

''حالانکہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں خلیفہ اول اور رسول اللہ ﷺ کے بعد امت کے افضل ترین انسان حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ موجود تھے۔ ان کے بعد حضرت عمر، عثمان، علی اور دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم تھے۔ جو سب کے سب امت کے افضل ترین لوگ تھے لیکن کسی کے ساتھ بھی تبرک حاصل کرنا ثابت نہیں۔ انھوں نے صرف رسول اللہ ﷺ کی اقتداء کو باقی رکھا اور تمام معاملات میں رسول اللہ ﷺ کی پیروی اختیار کی، ان کا تبرک کے بارے میں یہ طریقہ اجماع کی حیثیت اختیار کر چکا ہے۔''[1]

امام قرطبی رحمہ اللہ ایک دوسری جگہ پر فرماتے ہیں:

''صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا اجماع ہے کہ نبی مکرم ﷺ کے سوا کوئی متبرک نہیں ہے، اور ان کا عقیدہ تھا کہ یہ صرف نبی ﷺ کا خاصہ تھا، جیسے نکاح کے معاملے میں رسول اللہ ﷺ کا چار سے زیادہ نکاح کرنا اور کسی عورت کا اپنے آپ کو رسول اللہ کے لیے ہبہ کرنا وغیرہ آپ ﷺ کے خاصے تھے۔ اس کے علاوہ رسول اللہ ﷺ کو نبوت کا ایک ایسا مقام و مرتبہ حاصل تھا کہ آپ روشنی کی مانند تھے، جو آدمی جس طرف سے بھی چاہتا روشنی پا لیتا تھا، اور یہ مقام آپ ﷺ کے علاوہ امت میں کسی اور کو حاصل نہیں ہے۔

''ساری بحث کا خلاصہ یہ ہے کہ آپ ﷺ کے بعد تبرک کے معاملے میں آپ کی اقتداء صحیح نہیں ہے، جو اس میں آپ ﷺ کی اقتداء

[1] الاعتصام للشاطبي [8/2]

Marfat.com

(کسی دوسرے انسان کے جسم سے برکت حاصل) کرے گا، وہ بدعتی عمل کا مرتکب ہوگا، جس طرح نکاح کے معاملے میں ایک وقت میں چار سے زائد نکاح کرنے والا بدعتی ہے۔"[1]

1. صحیح بخاری اور صحیح مسلم کی روایت ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

«إِذَا مَرِضَ أَحَدٌ مِنْ أَهْلِهِ نَفَثَ عَلَيْهِ بِالْمُعَوِّذَاتِ فَلَمَّا مَرِضَ مَرَضَهُ الَّذِي مَاتَ فِيهِ جَعَلْتُ أَنْفُثُ عَلَيْهِ، وَأَمْسَحُهُ بِيَدِ نَفْسِهِ لِأَنَّهَا كَانَتْ أَعْظَمَ بَرَكَةً مِنْ يَدِي»[2]

"جب رسول اللہ ﷺ کے گھر میں کوئی بیمار ہوتا تو آپ ﷺ معوذات (الفلق، الناس) پڑھ کر اس پر پھونکتے تھے، جب رسول اللہ بیمار ہوئے، جس بیماری میں آپ ﷺ کی وفات ہوئی تھی تو میں آپ ﷺ کو دم کرتی تھی اور آپ ﷺ ہی کا ہاتھ آپ ﷺ پر پھیرتی تھی، کیونکہ آپ ﷺ کا ہاتھ میرے ہاتھ سے زیادہ برکت والا تھا۔"

2. صحیح بخاری اور صحیح مسلم کی روایت ہے کہ حضرت ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

«خَرَجَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ بِالْهَاجِرَةِ إِلَى الْبَطْحَاءِ فَتَوَضَّأَ ثُمَّ صَلَّى الظُّهْرَ رَكْعَتَيْنِ، وَالْعَصْرَ رَكْعَتَيْنِ، وَبَيْنَ يَدَيْهِ عَنَزَةٌ، قَالَ شُعْبَةُ: وَزَادَ فِيهِ عَوْنٌ عَنْ أَبِيهِ أَبِي جُحَيْفَةَ قَالَ: كَانَ يَمُرُّ مِنْ وَرَائِهَا الْمَرْأَةُ، وَقَامَ النَّاسُ فَجَعَلُوا يَأْخُذُونَ يَدَيْهِ فَيَمْسَحُونَ بِهَا وُجُوهَهُمْ، قَالَ فَأَخَذْتُ بِيَدِهِ فَوَضَعْتُهَا عَلَى وَجْهِي فَإِذَا هِيَ أَبْرَدُ مِنَ الثَّلْجِ وَأَطْيَبُ رَائِحَةً مِنَ الْمِسْكِ»[3]

---

1. الاعتصام للشاطبي [9/2]
2. صحيح البخاري، رقم الحديث [5757] صحيح مسلم، برقم [2192]
3. صحيح البخاري، رقم الحديث [3553] صحيح مسلم، برقم [503]

Marfat.com

”رسول اللہ ﷺ دوپہر کے وقت بطحاء کی طرف گئے، آپ نے وضو کیا، پھر ظہر کی دو رکعتیں پڑھیں، پھر عصر کی دو رکعتیں پڑھیں، اور آپ ﷺ کے سامنے ایک نیزہ گاڑا گیا تھا۔ دوسری روایت کے الفاظ ہیں کہ عورتیں وغیرہ آپ ﷺ کے آگے سے گزر رہی تھیں (اور وضو کے وقت) لوگ کھڑے ہو گئے اور آپ ﷺ کے ہاتھوں کو پکڑ کر اپنے چہروں پر پھیرنے لگے، میں نے بھی آپ ﷺ کا ہاتھ پکڑا اور اپنے چہرے پر رکھا، وہ برف سے زیادہ ٹھنڈا اور کستوری کی خوشبو سے بھی زیادہ خوشبودار تھا۔“

3 صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں ہے کہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

« يَدْخُلُ بَيْتَ أُمِّ سُلَيْمٍ، فَيَنَامُ عَلَى فِرَاشِهَا، وَلَيْسَتْ فِيهِ، قَالَ: فَجَاءَ ذَاتَ يَوْمٍ فَنَامَ عَلَى فِرَاشِهَا، فَأُتِيَتْ، فَقِيلَ لَهَا: هَذَا النَّبِيُّ ﷺ، نَامَ فِي بَيْتِكِ عَلَى فِرَاشِكِ، قَالَ: فَجَاءَتْ وَقَدْ عَرِقَ وَاسْتَنْقَعَ عَرَقُهُ عَلَى قِطْعَةِ أَدِيمٍ عَلَى الْفِرَاشِ، فَفَتَحَتْ عَتِيدَتَهَا فَجَعَلَتْ تُنَشِّفُ ذَلِكَ الْعَرَقَ، فَتَعْصِرُهُ فِي قَوَارِيرِهَا فَفَزِعَ النَّبِيُّ ﷺ، فَقَالَ: مَا تَصْنَعِينَ يَا أُمَّ سُلَيْمٍ؟ فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ: نَرْجُو بَرَكَتَهُ لِصِبْيَانِنَا، قَالَ: أَصَبْتِ» [1]

”رسول اللہ ﷺ ام سلیم رضی اللہ عنہا کے گھر جاتے اور اس کے بستر پر سو جاتے جبکہ وہ وہاں نہ ہوتیں۔ ایک دن آپ ﷺ اس کے گھر آئے اور اس کے بستر پر سو گئے۔ جب ام سلیم رضی اللہ عنہا آئیں تو انہیں بتایا گیا کہ نبی مکرم ﷺ تمھارے گھر میں تمھارے بستر پر سوئے ہوئے ہیں

---

[1] صحيح البخاري، رقم الحديث [6281] صحيح مسلم، برقم [2331]

Marfat.com

تو انھوں نے دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ کا پسینہ بہہ رہا تھا اور آپ ﷺ کا پسینہ چمڑے کے بستر پر جمع ہو گیا ہے۔ امّ سلیم رضی اللہ عنہا نے اپنا ڈبہ کھولا اور پسینہ صاف کر کے اس ڈبے میں بھرنے لگیں۔ جب رسول اللہ ﷺ اٹھے تو آپ ﷺ نے فرمایا: اے امّ سلیم رضی اللہ عنہا! تو کیا کر رہی ہے؟ تو انھوں نے کہا: ہم اپنے بچوں کی برکت کے لیے اس کو اکٹھا کر رہے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: تو نے ٹھیک کیا۔"

4 صحیح بخاری کی روایت ہے کہ حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

«جَاءَتِ امْرَأَةٌ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ بِبُرْدَةٍ، فَقَالَ سَهْلٌ لِلْقَوْمِ: أَتَدْرُونَ مَا الْبُرْدَةُ؟ فَقَالَ الْقَوْمُ: هِيَ الشَّمْلَةُ، فَقَالَ سَهْلٌ: هِيَ شَمْلَةٌ مَنْسُوجَةٌ، فِيهَا حَاشِيَتُهَا، فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! أَكْسُوكَ هَذِهِ؟ فَأَخَذَهَا النَّبِيُّ ﷺ مُحْتَاجًا إِلَيْهَا فَلَبِسَهَا، فَرَآهَا عَلَيْهِ رَجُلٌ مِنَ الصَّحَابَةِ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! مَا أَحْسَنَ هَذِهِ! فَاكْسُنِيهَا، فَقَالَ: نَعَمْ: فَلَمَّا قَامَ النَّبِيُّ ﷺ لَامَهُ أَصْحَابُهُ، قَالُوا: مَا أَحْسَنْتَ حِينَ رَأَيْتَ النَّبِيَّ ﷺ أَخَذَهَا مُحْتَاجًا إِلَيْهَا، ثُمَّ سَأَلْتَهُ إِيَّاهَا، وَقَدْ عَرَفْتَ أَنَّهُ لَا يُسْأَلُ شَيْئًا فَيَمْنَعَهُ، فَقَالَ: رَجَوْتُ بَرَكَتَهَا حِينَ لَبِسَهَا النَّبِيُّ ﷺ لَعَلِّي أُكَفَّنُ فِيهَا»[1]

"ایک عورت رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک بردہ (چادر) لے کر آئی۔ سہل نے لوگوں سے پوچھا: کیا تم جانتے ہو: بردہ کیا ہے؟ لوگوں نے جواب دیا: وہ قمیص ہو گی، سہل نے کہا وہ ایسی قمیص ہے جس میں حاشیے تھے، اس عورت نے کہا: یا رسول اللہ ﷺ! میں

[1] صحیح البخاري، رقم الحدیث [6036]

Marfat.com

چاہتی ہوں کہ آپ یہ پہن لیں، نبی ﷺ نے وہ لے لی، آپ ﷺ کو اس کی ضرورت بھی تھی، پھر آپ ﷺ نے وہ پہن لی، صحابہ میں سے ایک آدمی نے اسے دیکھا تو اس نے کہا: اے اللہ کے رسول ﷺ! یہ قمیص کتنی خوبصورت ہے، یہ مجھے پہنا دیں۔ آپ ﷺ نے اسے دے دی، جب رسول اللہ ﷺ چلے گئے تو صحابہ نے اسے ملامت کیا اور کہا: تو نے اچھا نہیں کیا، جبکہ تجھے علم بھی تھا کہ رسول اللہ ﷺ کو اس کی ضرورت تھی، اس کے باوجود تو نے آپ ﷺ سے مانگ لی ہے اور تجھے یہ بھی علم ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے جب کوئی سوال کیا جاتا ہے تو آپ انکار نہیں کرتے۔ اس نے جواب دیا: جب رسول اللہ ﷺ نے اسے پہنا تو میں نے برکت کی امید سے لی ہے اور میں اسے اپنا کفن بنانا چاہتا ہوں۔''

5. مسند احمد میں ہے کہ مسلمہ بن فخر الذرقی نے ایک آدمی کا قصہ بیان کیا ہے کہ اس نے اپنی بیوی سے ظہار کر لیا تھا۔ رمضان میں اس نے اپنی قوم کے لوگوں سے اپنا حال بیان کیا تو انھوں نے نبی مکرم ﷺ کی طرف اس کی راہنمائی کر دی۔ حدیث کے آخر میں ہے کہ اس نے کہا:

«وَجَدْتُ عِندَكُمُ الضِّيقَ وَسُوءَ الرَّأْيِ، وَ وَجَدْتُ عِندَ رَسُولِ اللهِ ﷺ السَّعَةَ وَالبَرَكَةَ»[1]

''میں نے تم سے تنگی اور بری رائے کو پایا اور میں نے رسول اللہ ﷺ کے پاس وسعت اور برکت کو پایا ہے۔''

6. سنن ابو داود میں ہے کہ حارث بن عمرو سہمی فرماتے ہیں:

---

[1] مسند أحمد، رقم الحديث [16421 و حديث صحيح]

Marfat.com

«أَتَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ وَهُوَ بِمِنًى، أَوْ بِعَرَفَاتٍ، وَقَدْ أَطَافَ بِهِ النَّاسُ، قَالَ: فَتَجِيءُ الْأَعْرَابُ فَإِذَا رَأَوْا وَجْهَهُ، قَالُوا: هٰذَا وَجْهٌ مُبَارَكٌ»[1]

''میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا، آپ ﷺ منیٰ یا عرفات میں تھے اور لوگ آپ ﷺ کے پاس آ جا رہے تھے۔ اعرابی لوگ آپ ﷺ کے پاس آئے تو انھوں نے آپ ﷺ کے چہرے کو دیکھ کر کہا: یہ بابرکت چہرہ ہے۔''

⑦ صحیح مسلم میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

«أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ أَتَى مِنًى فَأَتَى الْجَمْرَةَ فَرَمَاهَا، ثُمَّ أَتَى مَنْزِلَهُ بِمِنًى، وَنَحَرَ، ثُمَّ قَالَ لِلْحَلَّاقِ: خُذْ وَأَشَارَ إِلَى جَانِبِهِ الْأَيْمَنِ، ثُمَّ الْأَيْسَرِ، ثُمَّ جَعَلَ يُعْطِيهِ النَّاسَ»[2]

''رسول اللہ ﷺ منیٰ میں جمرہ کے پاس آئے، آپ نے رمی کی، پھر آپ ﷺ منیٰ میں اپنے خیمے میں آئے اور قربانی کی۔ پھر حلاق (حجام) سے بال مونڈھنے کا کہا اور آپ ﷺ نے دائیں جانب اشارہ کیا، پھر بائیں جانب اشارہ کیا۔ پھر آپ ﷺ (بال) لوگوں میں بانٹنے لگے۔''

ایک روایت میں ہے:

«فَبَدَأَ بِالشِّقِّ الْأَيْمَنِ فَوَزَّعَهُ الشَّعَرَةَ وَالشَّعَرَتَيْنِ بَيْنَ النَّاسِ، ثُمَّ قَالَ بِالْأَيْسَرِ، فَصَنَعَ بِهِ مِثْلَ ذٰلِكَ، ثُمَّ قَالَ: هَا هُنَا أَبُو طَلْحَةَ فَدَفَعَهُ إِلَى أَبِي طَلْحَةَ»[3]

---

[1] سنن أبي داود، رقم الحديث [1742]

[2] صحيح مسلم، رقم الحديث [1305]

[3] صحيح مسلم، رقم الحديث [1305]

Marfat.com

"اس نے دائیں جانب سے ابتداء کی، پھر آپ ﷺ نے ایک ایک یا دو دو بال لوگوں میں بانٹ دیے، پھر آپ ﷺ نے بائیں جانب سے مونڈھنے کو کہا۔ اس (حلاّق) نے وہاں سے مونڈھ دیے، پھر آپ ﷺ نے ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کو بلایا اور وہ بال انھیں دے دیے۔"

امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"اس حدیث سے ثابت ہوا کہ نبی کے بال برکت والے ہیں اور تبرک کے لیے ان کا بانٹنا جائز ہے۔"[1]

(8) صحابہ کرام رضی اللہ عنہم رسول اللہ ﷺ کے وضو کے پانی کو بھی متبرک سمجھتے تھے۔ صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں ہے کہ حضرت ابوجحیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

«خَرَجَ عَلَيْنَا النَّبِيُّ ﷺ بِالْهَاجِرَةِ، فَأُتِيَ بِوَضُوءٍ فَتَوَضَّأَ فَجَعَلَ النَّاسُ يَأْخُذُونَ مِنْ فَضْلِ وَضُوئِهِ فَيَتَمَسَّحُونَ بِهِ»[2]

"رسول اللہ ﷺ دوپہر کے وقت ہمارے پاس آئے، تو آپ ﷺ کے پاس پانی لایا گیا، آپ ﷺ نے وضو کیا تو لوگ آپ ﷺ کے وضو کا پانی حاصل کرنے لگے، پھر وہ اسے اپنے (جسم) پر لگاتے تھے۔"

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"مطلب یہ ہے کہ انھوں نے بچے ہوئے پانی کو تقسیم کر لیا۔ اور یہ بھی معنی ہو سکتا ہے کہ وہ آپ ﷺ کے اعضاء سے بہنے والے پانی کو حاصل کر رہے ہوں۔"[3]

---

(1) شرح صحیح مسلم للنووی [54/3]

(2) صحيح البخاري، رقم الحديث [187] صحيح مسلم، برقم [503]

(3) فتح الباري [295/2]

Marfat.com

صحیح بخاری میں عروہ ثقفی اصحابِ رسول ﷺ کے متعلق بیان کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ وضو کرتے تو صحابہ کا حال یہ ہوتا کہ قریب تھا کہ وہ پانی کی خاطر لڑ پڑتے۔[1]

(9) بلکہ نبی اکرم ﷺ بسا اوقات صحابہ کرام کو اس امر کی طرف راہنمائی فرماتے تھے۔ صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں ہے کہ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

«دَعَا رَسُولُ اللّٰہِ ﷺ بِقَدَحٍ فِیهِ مَاءٌ فَغسَلَ یَدَیْهِ وَ وَجْهَهُ فِیهِ وَمَجَّ فِیهِ، ثُمَّ قَالَ: اِشْرَبَا مِنْهُ، وَأَفْرِغَا عَلَی وُجُوهِکُمَا، وَنُحُورِکُمَا، وَأَبْشِرَا، فَأَخَذَا الْقَدَحَ، فَفَعَلَا مَا أَمَرَهُمَا بِهِ رَسُولُ اللّٰہِ ﷺ، فَنَادَتْهُمَا أُمُّ سَلَمَةَ مِنْ وَرَاءِ السِّتْرِ: أَفْضِلَا لِأُمِّکُمَا مِمَّا فِی إِنَائِکُمَا فَأَفْضَلَا لَهَا مِنْهُ طَائِفَةً»[2]

”رسول اللہ ﷺ نے پانی کا ایک پیالہ منگوایا، پھر آپ ﷺ نے اس سے اپنے ہاتھ اور چہرہ دھویا، اور اس میں کلی کی۔ اس کے بعد آپ ﷺ نے فرمایا: اسے پی لو، اور اپنے چہرے اور سینے پر ڈال لو، اور خوش ہو جاؤ۔ انھوں نے پیالہ پکڑا اور اسی طرح کیا جس طرح رسول اللہ ﷺ نے انھیں حکم دیا تھا۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے پردے کے پیچھے سے پکارا اور کہا: اپنے برتن میں اپنی ماں کے لیے بھی پانی بچا کر رکھنا۔ تو انھوں نے ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے لیے تھوڑا سا پانی بچا کر رکھ دیا۔“

(10) صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور تابعین عظام رحمۃ اللہ علیہم رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد بھی

---

(1) صحیح البخاري [189]

(2) صحیح البخاري [4328] صحیح مسلم [2497]

Marfat.com

آپ ﷺ کی باقی ماندہ اشیاء کو متبرک سمجھتے تھے۔ صحیح مسلم کی روایت ہے:

«اَخرَجتُ اَسمَاءُ بِنتُ اَبِي بَكرِ الصِّدِّيقِ جُبَّةً طَيَالِسَةً، وَقَالَتُ: هٰذِهِ كَانَتُ عِندَ عَائِشَةَ حَتّٰى قُبِضَتُ، فَلَمَّا قُبِضَتُ قَبَضُتُهَا، وكَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَلبَسُهَا، فَنَحنُ نَغسِلُهَا لِلمَرضٰى يُستَشفٰى بِهَا» [1]

''حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا نے ایک سیاہ جبّہ نکالا اور کہا: یہ عائشہ کے پاس تھا، جب وہ فوت ہوگئیں تو میں نے لے لیا۔ نبی مکرم ﷺ اسے پہنا کرتے تھے، اور اب ہم اسے بیماروں کو شفایاب کرنے کے لیے دھوتے ہیں۔''

(11) صحیح بخاری میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ایک پیالے میں پانی پیتے تھے۔ ابو حازم کہتے ہیں:

« فَأَخرَجَ لَنَا سَهلٌ ذٰلِكَ القَدَحَ، فَشَرِبنَا مِنهُ، قَالَ: ثُمَّ استَوهَبَهُ عُمَرُ بنُ عَبدِ العَزِيزِ بَعدَ ذٰلِكَ فَوَهَبَهُ لَهُ» [2]

''سہل بن سعد رضی اللہ عنہ نے وہ پیالہ نکالا تو ہم نے بھی اس میں پانی پیا۔ پھر عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ نے وہ تحفتاً ان سے مانگا، تو سہل نے انھیں دے دیا۔''

علامہ ناصر الدین الالبانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''ہم جانتے ہیں کہ یقیناً آپ ﷺ کے آثار: کپڑے، بال یا دیگر چیزیں اب گم ہو چکی ہیں۔ اب چودہ صدیاں گزر جانے کے بعد قطعی

---

(1) صحیح مسلم [2069]

(2) صحیح البخاري، رقم الحدیث [5637]

Marfat.com

طور پر اس کا کوئی امکان نہیں کہ ان میں سے کوئی ایک چیز بھی موجود ہو، یہ بھی امکان ہے کہ لوگوں نے ذاتی مقاصد کی خاطر بعض جھوٹی چیزیں آپ ﷺ کی طرف منسوب کر دی ہیں، جیسے کئی لوگوں نے جھوٹی احادیث وضع کی ہیں۔ ہمیں رسول اللہ کی ہر حالت میں اتباع اور فرمانبرداری کرنی چاہیے، یہی بہترین تبرک ہے اور اسی میں ہر طرح کی بھلائی ہے۔"[1]

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"نبی کریم ﷺ جب اہل مدینہ کے پاس آئے تو وہ آپ پر ایمان لائے اور انھوں نے آپ ﷺ کی اطاعت کی۔ اس کی برکت سے ان کو دنیا اور آخرت کی سعادت حاصل ہوئی، اسی طرح جو بھی مومن صحیح معنوں میں رسول اللہ ﷺ پر ایمان لائے اور آپ ﷺ کی اطاعت کرلے، اسے اس کے سبب ایسی ایسی برکات نصیب ہوں گی جن کا علم صرف اللہ کو ہے۔"[2]

---

(1) التوسل؛ أنواعه و أحكامه [ص: 145]

(2) مجموع الفتاوى [113/11]

Marfat.com

برکت اور کثرت کا باہمی تعلق

کسی چیز کی کثرت اس کے اچھا ہونے کی دلیل نہیں ہوتی، بلکہ اچھی وہ چیز ہوتی ہے جس میں برکت ہو، اگرچہ وہ تھوڑی ہی کیوں نہ ہو۔ بابرکت چیز دیکھنے میں اگرچہ تھوڑی ہی ہو لیکن وہ بے برکتی والی زیادہ چیز سے افضل ہوتی ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿ قُلْ لَّا يَسْتَوِي الْخَبِيْثُ وَ الطَّيِّبُ وَ لَوْ اَعْجَبَكَ كَثْرَةُ الْخَبِيْثِ﴾ [المائدہ: 100]

''کہہ دے ناپاک اور پاک برابر نہیں، خواہ ناپاک کی کثرت تجھے تعجب میں ڈالے۔ پس اللہ سے ڈرو اے عقلوں والو! تاکہ تم فلاح پاؤ۔''

یہ ایک ایسی حقیقت ہے جس سے صاحب علم لوگ ہی صحیح معنوں میں بہرہ ور ہوتے ہیں۔ وہ وقت بابرکت ہوتا ہے جس میں کثرت کے ساتھ اعمال صالحہ کیے جائیں۔ وہ علم بابرکت ہے جس پہ عمل کیا جائے اور لوگ اس سے فائدہ اٹھائیں۔ وہ مال بابرکت ہوتا ہے جس سے کفایت شعاری اور قناعت پسندی حاصل ہو۔ وہ صحت بابرکت ہوتی ہے جس سے سکون و سلامتی نصیب ہو۔ وہ اولاد بابرکت ہوتی ہے جو نیک ہو۔ وہ بیوی بابرکت ہوتی ہے جو خاوند سے حسن سلوک سے پیش آئے، اولاد کی اچھی تربیت کرے اور حسنِ ترتیب سے زندگی گزارے۔

(1) حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹے (عبداللہ) کو وصیت کی کہ میری

Marfat.com

طرف سے قرض ادا کر دینا۔ اس وقت ان کا قرض بائیس لاکھ تھا۔
زبیر رضی اللہ عنہ نے کہا: اے میرے بیٹے! اگر قرض کے معاملے میں تجھے کوئی پریشانی آئے تو میرے مولا (اللہ تعالیٰ) سے مدد مانگ لینا۔

عبداللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں:

''اللہ کی قسم! مجھے قرض کی ادائیگی میں جب بھی کوئی دشواری آئی تو میں نے کہا: اے زبیر رضی اللہ عنہ کے مولا! زبیر کا قرض ادا کرنے میں میری مدد فرما۔

''زبیر رضی اللہ عنہ نے ترکے میں درہم و دینار نہیں چھوڑے تھے، بلکہ انھوں نے زمین چھوڑی تھی۔ گزرتے دنوں کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے زبیر رضی اللہ عنہ کی زمین میں برکت ڈال دی۔ چنانچہ جب بیچنے کا وقت آیا تو زبیر کا ترکہ پانچ کروڑ دو لاکھ تک پہنچ گیا۔ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کی چار بیویاں تھیں اور ہر بیوی کے حصے میں بارہ بارہ لاکھ درہم آئے۔''[1]

(2) صحیح مسلم میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے آخری زمانے میں نزولِ عیسیٰ علیہ السلام کا تذکرہ کیا تو فرمایا:

«فِي آخِرِ الزَّمَنِ اَنَّهُ تَحْصُلُ الْبَرَكَةُ، فَيُقَالُ لِلْأَرْضِ: أَنْبِتِي ثَمَرَتَكِ، وَرُدِّي بَرَكَتَكِ، فَيَوْمَئِذٍ تَأْكُلُ الْعِصَابَةُ مِنَ الرُّمَّانَةِ، وَيَسْتَظِلُّونَ بِقِحْفِهَا، وَيُبَارَكُ فِي الرِّسْلِ حَتَّى أَنَّ اللِّقْحَةَ مِنَ الْإِبِلِ لَتَكْفِي الْفِئَامَ مِنَ النَّاسِ، وَاللِّقْحَةَ مِنَ الْبَقَرِ لَتَكْفِي الْقَبِيلَةَ مِنَ النَّاسِ، وَاللِّقْحَةُ مِنَ الْغَنَمِ لَتَكْفِي الْفَخِذَ مِنَ النَّاسِ»[2]

---

(1) صحيح البخاري، رقم الحديث [3129]

(2) صحيح مسلم، رقم الحديث [3129]

Marfat.com

”آخری زمانے میں برکت ہوگی، تو زمین کو کہا جائے گا: اپنے پھلوں کو اُگاؤ، اور اپنی برکت کو باہر نکال۔ اس وقت ایک انار کو ایک جماعت کھائے گی اور اس کے چھلکے کے سائے میں لوگ بیٹھیں گے۔ اور ان کے دودھ میں برکت ہوگی حتی کہ ایک دودھ والی اونٹنی لوگوں کی ایک بڑی جماعت کو کفایت کرے گی، اور دودھ والی ایک گائے لوگوں کے ایک قبیلے کو کفایت کرے گی، اور دودھ والی ایک بکری لوگوں کی ایک جماعت کو کفایت کرے گی۔“

امام ابن قیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

”اس وقت گندم وغیرہ کا دانہ آج کے دن سے بڑا ہوگا، کیونکہ اس میں برکت ہوگی۔ امام احمد نے بیان کیا ہے کہ بنو امیہ کے خزانوں میں سے ایک تھیلی ملی، اس میں کھجور کی گٹھلی کے برابر گندم کے دانے تھے۔ اس تھیلی کے اوپر لکھا ہوا تھا: عدل و انصاف کے دور میں اس طرح کا غلہ ہوتا تھا۔“[1]

امام ابن قیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

”ہر وہ وقت، مال، جاہ ومنصب، علم اور عمل جس میں اللہ کی نافرمانی ہو، وہ انسان کے لیے وبال ہوتا ہے۔ انسان کی زندگی، مال، جاہ ومنصب، علم اور عمل میں سے جو چیز اللہ کی اطاعت میں ہوگی، وہی اس کے لیے نفع کا باعث ہوگی۔ اسی لیے لوگوں میں سے جو اس دنیا میں سو سال تک زندہ رہتا ہے، حقیقت میں اس کی عمر بیس سال بھی نہیں ہوتی۔ جو سونے کے خزانوں کا مالک بنتا ہے، حقیقت میں وہ

[1] زاد المعاد [333/4]

Marfat.com

ایک ہزار درہم کے برابر بھی نہیں ہوتے۔ یہی جاہ و منصب اور علم کا حال ہے کہ اگر ان میں اللہ کی اطاعت نہیں تو یہ چیزیں کچھ بھی نہیں۔ سنن ترمذی میں نبی مکرم ﷺ کا فرمان ہے:

«اَلَا إِنَّ الدُّنْيَا مَلْعُونَةٌ، مَلْعُونٌ مَا فِيهَا إِلَّا ذِكْرُ اللّٰهِ وَمَا وَالَاهُ وَعَالِمٌ أَوْ مُتَعَلِّمٌ»[1]

”دنیا اور جو کچھ دنیا میں ہے سب ملعون ہے سوائے اللہ کے ذکر کے، اور جو اس کا دوست بن گیا، اور سوائے عالم اور علم سیکھنے والے کے۔“

3 صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی مکرم ﷺ نے فرمایا:

«مَنْ سَرَّهُ اَنْ يُبْسَطَ لَهُ فِي رِزْقِهِ وَيُنْسَأَ لَهُ فِي اَثَرِهِ، فَلْيَصِلْ رَحِمَهُ»[2]

”جسے یہ بات پسند لگے کہ اس کا رزق کشادہ ہو اور اس کی عمر دراز ہو تو وہ صلہ رحمی کرے۔“

بعض اہل علم کا کہنا ہے کہ عمر کی زیادتی سے مراد اس میں برکت کا شامل ہونا ہے۔ ایسے آدمی کو نیکی کے کاموں کی توفیق ملتی ہے اور وہ تھوڑے ہی عرصے میں اتنا کچھ حاصل کر لیتا ہے جو اس کے علاوہ کوئی دوسرا بہت زیادہ عرصے میں بھی حاصل نہیں کر سکتا۔

4 صحیح بخاری اور صحیح مسلم کی روایت ہے، حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

«سَأَلْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ فَأَعْطَانِي، ثُمَّ سَأَلْتُهُ فَأَعْطَانِي، ثُمَّ سَأَلْتُهُ فَأَعْطَانِي، ثُمَّ قَالَ: يَا حَكِيمُ إِنَّ هٰذَا الْمَالَ خَضِرَةٌ

---

1 سنن الترمذي، رقم الحديث [2322]

2 صحيح البخاري، رقم الحديث [5986]

Marfat.com

حُلْوَةٌ، فَمَنْ أَخَذَهُ بِسَخَاوَةِ نَفْسٍ بُورِكَ لَهُ فِيهِ، وَمَنْ أَخَذَهُ بِإِشْرَافِ نَفْسٍ لَمْ يُبَارَكْ لَهُ فِيهِ، كَالَّذِي يَأْكُلُ وَلَا يَشْبَعُ»[1]

''میں نے رسول اللہ ﷺ سے مانگا تو آپ نے مجھے دے دیا، میں نے پھر مانگا، آپ ﷺ نے پھر دے دیا، میں نے تیسری مرتبہ بھی مانگا تو آپ ﷺ نے دے دیا۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا: اے حکیم! یہ مال بڑا سرسبز اور میٹھا ہے۔ جو اسے سخاوت اور استغناء کے ساتھ لیتا ہے، اس کے لیے اس مال میں برکت آ جاتی ہے، اور جو اسے لالچ کے ساتھ لیتا ہے اس کے لیے اس مال میں برکت نہیں ہوتی۔ اور وہ اس آدمی کی طرح بن جاتا ہے جو کھاتا ہے لیکن سیر نہیں ہوتا۔''

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''یہ ایسی مثال ہے جو محض سن لینے سے سمجھ نہیں آتی، کیونکہ اکثر لوگوں کا خیال ہے جو چیز زیادہ ہوتی ہے اس میں برکت ہوتی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے اس مثال میں واضح کیا ہے کہ برکت بھی اللہ تعالیٰ کی پیدا کردہ ایک چیز ہے۔ آپ ﷺ نے لوگوں کو سمجھانے کے لیے ایک مثال بیان فرمائی کہ کھانا اس لیے کھایا جاتا ہے تاکہ بھوک دور ہو۔ لیکن اگر کھانے سے بھوک دور نہ ہو تو وہ بے فائدہ ہوتا ہے۔ ایسے ہی مال اس لیے ہوتا ہے کہ اس سے نفع اور فائدہ حاصل ہو، اور اگر مال کی کثرت ہو اور اس سے فائدہ کچھ بھی نہ ہو تو ایسا مال بھی نہ ہونے کے برابر ہوتا ہے۔''[2]

---

[1] صحيح البخاري، رقم الحديث [1472] صحيح مسلم، برقم [1035]

[2] فتح الباري [337/3]

Marfat.com

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے جو فرمایا ہے اس پر حضرت انس رضی اللہ عنہ کا مذکورہ قصہ بھی شاہد ہے، جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے لیے مال اور اولاد کی کثرت کی دعا فرمائی اور اس کے ساتھ خاص طور پر برکت کی بھی دعا فرمائی۔

فوائد:

1. بابرکت چیز کا ارادہ کریں۔ بابرکت چیز کی تلاش میں رہیں اور اسی کو اختیار کریں۔
2. جب متعدد چیزوں میں اختیار دیا جائے تو اس چیز کو اختیار کریں جس کے بابرکت ہونے کی طرف شریعت نے راہنمائی کی ہے۔
3. بابرکت چیز اگرچہ تھوڑی ہی کیوں نہ ہو، وہ اس زیادہ چیز سے بہتر ہے جس میں برکت نہ ہو۔

Marfat.com

برکت حاصل کرنے کے اسباب

قرآن وحدیث کی نصوص میں برکت حاصل کرنے کے کئی اسباب بیان ہوئے ہیں، جن میں سے ذیل میں دس اسباب ذکر کیے جا رہے ہیں۔

پہلا سبب؛ تقویٰ:

جو انسان اپنے معاملات میں اللہ کا ڈر اور تقویٰ اختیار کرتا ہے، اللہ تعالیٰ اس میں برکت ڈال دیتے ہیں۔

① قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿وَ لَوْ اَنَّ اَهْلَ الْقُرٰۤى اٰمَنُوْا وَ اتَّقَوْا لَفَتَحْنَا عَلَيْهِمْ بَرَكٰتٍ مِّنَ السَّمَآءِ وَ الْاَرْضِ وَ لٰكِنْ كَذَّبُوْا فَاَخَذْنٰهُمْ بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ﴾ [الأعراف: 96]

”اور اگر واقعی بستیوں والے ایمان لے آتے اور بچ کر چلتے تو ہم ضرور ان پر آسمان اور زمین سے بہت سی برکتیں کھول دیتے اور لیکن انھوں نے جھٹلایا تو ہم نے انھیں اس کی وجہ سے پکڑ لیا جو وہ کمایا کرتے تھے۔“

امام رازی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

”اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے واضح کیا ہے کہ اگر لوگ اللہ کی اطاعت کریں گے تو وہ ان پر آسمان سے بارش کی صورت میں برکات کا نزول فرما کر بھلائیوں کے دروازے کھول دے گا اور زمین سے

Marfat.com

پھل اناج اُگا کر برکات نازل کرے گا۔ اور انہیں سواری کے لیے جانور اور امن وسلامتی عطا فرمائے گا۔''[1]

② نیز اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿وَاَنْ لَّوِ اسْتَقَامُوْا عَلَى الطَّرِيْقَةِ لَاَسْقَيْنٰهُمْ مَّآءً غَدَقًا﴾

[الجن: 16]

''اور (یہ وحی کی گئی ہے) کہ اگر وہ راستے پر سیدھے رہتے تو ہم انھیں ضرور بہت وافر پانی پلاتے۔''

③ دوسری جگہ فرمایا:

﴿وَلَوْ اَنَّ اَهْلَ الْكِتٰبِ اٰمَنُوْا وَاتَّقَوْا لَكَفَّرْنَا عَنْهُمْ سَيِّاٰتِهِمْ وَلَاَدْخَلْنٰهُمْ جَنّٰتِ النَّعِيْمِ﴾ [المائدہ: 65]

''اور اگر واقعی اہل کتاب ایمان لے آتے اور ڈرتے تو ہم ضرور ان سے ان کے گناہ دور کر دیتے اور انھیں ضرور نعمت کے باغوں میں داخل کرتے۔''

یہی وجہ ہے کہ نبی مکرم ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم تقویٰ کے اعتبار سے سب لوگوں سے آگے تھے، اسی لیے ان پر ہمہ وقت برکتوں کا نزول ہوتا تھا۔

④ حضرت طلق بن حبیب فرماتے ہیں:

''تقویٰ یہ ہے کہ تم اللہ کی دی ہوئی ہدایت کی روشنی میں اس کی اطاعت کرو اور اس میں نافرمانی کو چھوڑ دو۔ اور اللہ کے عذاب سے ڈرو۔ واجبات کی ادائیگی اور محرمات ومشتبہات کا ترک کرنا بہترین تقویٰ ہے۔

---

[1] تفسير الرازي [151/14]

Marfat.com

اور جب جائز کاموں پر عمل کیا جائے اور مکروہات کو چھوڑ دیا جائے تو یہ اعلیٰ درجے کا تقویٰ ہے۔"[1]

دوسرا سبب؛ دعا:

ایک مسلمان کے لیے لازم ہے کہ وہ اپنے وقت، مال، بیوی، اولاد اور تمام معاملات میں برکت کی دعا کرے۔ نبی مکرم ﷺ صحابہ کرام کے لیے اللہ تعالیٰ سے عموماً برکت کا سوال کیا کرتے تھے۔

(1) صحیح بخاری میں ہے کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"مہاجرین اور انصار رضی اللہ عنہم مدینہ کے اردگرد خندق کھود رہے تھے اور اپنی کمر پر مٹی لاد کر دوسری جگہ پر منتقل کر رہے تھے، اور اس کے ساتھ ساتھ یہ کہہ رہے تھے کہ ہم وہ ہیں جنھوں نے محمد ﷺ کے ہاتھ پر اس وقت تک اسلام کے لیے بیعت کی ہے جب تک ہماری جان میں جان ہے۔ اور نبی اکرم ﷺ اس طرح ان کا جواب دیتے تھے: اے اللہ! آخرت کی خیر کے سوا اور کوئی خیر نہیں، پس تو انصار اور مہاجرین کو برکت عطا فرما۔"[2]

(2) نیز صحیح بخاری اور صحیح مسلم کی روایت ہے، حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

«أَلَا تُرِيحُنِي مِنْ ذِي الْخَلَصَةِ؟ وَكَانَ بَيْتًا فِي خَثْعَمَ، يُسَمَّى كَعْبَةَ الْيَمَانِيَةِ، قَالَ: فَانْطَلَقْتُ فِي خَمْسِينَ وَمِائَةِ فَارِسٍ مِنْ أَحْمَسَ، وَكَانُوا أَصْحَابَ خَيْلٍ قَالَ: وَكُنْتُ لَا أَثْبُتُ عَلَى

---

(1) جامع العلوم و الحكم [ص: 191]

(2) صحيح البخاري، رقم الحديث [2835]

Marfat.com

الْخَيْلِ، فَضَرَبَ فِی صَدْرِی حَتَّى رَأَيْتُ أَثَرَ أَصَابِعِهِ فِی صَدْرِی، وَقَالَ: اللَّهُمَّ ثَبِّتْهُ، وَاجْعَلْهُ هَادِيًا مَهْدِيًّا، فَانْطَلَقَ إِلَيْهَا فَكَسَرَهَا، وَحَرَّقَهَا، ثُمَّ بَعَثَ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ يُخْبِرُهُ، فَقَالَ رَسُولُ جَرِيرٍ: وَالَّذِی بَعَثَكَ بِالْحَقِّ مَا جِئْتُكَ حَتَّى تَرَكْتُهَا كَأَنَّهَا جَمَلٌ أَجْوَفُ، أَوْ أَجْرَبُ۔ قَالَ: فَبَارَكَ فِي خَيْلِ أَحْمَسَ وَرِجَالِهَا خَمْسَ مَرَّاتٍ» [1]

''ذوالخلصہ کو (برباد کر کے) مجھے راحت کیوں نہیں دیتے؟ یہ ذوالخلصہ قبیلہ خثعم میں ایک گھر تھا جسے ''كعبة اليمانيه'' کہتے تھے۔ انھوں نے بیان کیا کہ پھر میں قبیلہ احمس کے ایک سو پچاس سواروں کو لے کر چلا۔ یہ سب بڑے اچھے گھڑسوار تھے، لیکن میں گھوڑے کی سواری اتنی اچھی نہ کر سکتا تھا۔ نبی کریم ﷺ نے اپنا ہاتھ میرے سینے پر مارا، تو میں نے آپ ﷺ کی انگلی مبارک کا نشان اپنے سینے پر دیکھا اور آپ ﷺ نے فرمایا: اے اللہ! اسے گھوڑے کی پشت پر ثابت رکھنا اور اسے راہنمائی کرنے والا اور ہدایت یافتہ بنا۔ اس کے بعد جریر رضی اللہ عنہ ذوالخلصہ کی طرف گئے، اسے توڑ دیا اور آگ لگا دی۔ پھر رسول اللہ ﷺ کو اس کی خبر بھیجی۔ حضرت جریر رضی اللہ عنہ کے قاصد نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا: اس ذات کی قسم جس نے آپ ﷺ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے، میں اس وقت تک آپ ﷺ کے پاس حاضر نہ ہوا جب تک ہم نے ذوالخلصہ کو خالی پیٹ والے اونٹ کی طرح یا خارش والے اونٹ کی

---

[1] صحيح البخاري، رقم الحديث [3020] صحيح مسلم، برقم [2476]

Marfat.com

طرح نہ بنا دیا۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے قبیلہ احمس کے سوار اور پیادہ تمام لوگوں کے لیے پانچ مرتبہ برکت کی دعا فرمائی۔“

③ نیز صحیح بخاری کی روایت ہے:

« عَنْ عُرْوَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ أَعْطَاهُ دِينَارًا يَشْتَرِي لَهُ بِهِ شَاةً، فَاشْتَرَى لَهُ بِهِ شَاتَيْنِ؛ فَبَاعَ إِحْدَاهُمَا بِدِينَارٍ، وَجَاءَهُ بِدِينَارٍ وَشَاةٍ، فَدَعَا لَهُ بِالْبَرَكَةِ فِي بَيْعِهِ، وَكَانَ لَوِ اشْتَرَى التُّرَابَ لَرَبِحَ فِيهِ »[1]

”نبی مکرم ﷺ نے عروۃ رضی اللہ عنہ کو ایک دینار دیا کہ اس کے ساتھ ایک بکری خرید کر لائے۔ عروۃ رضی اللہ عنہ نے اس ایک دینار سے دو بکریاں خریدیں، پھر ایک دینار کے عوض ایک بکری بیچ دی اور ایک دینار اور ایک بکری رسول اللہ ﷺ کے پاس لے آئے، تو آپ ﷺ نے ان کے لیے برکت کی دعا فرمائی۔ چنانچہ اس کے بعد اگر وہ مٹی بھی خریدتے تو اس میں بھی ان کو نفع ملتا۔“

یہ نفع نبی کریم ﷺ کی دعا کی برکت سے تھا۔

جامع ترمذی کی روایت ہے کہ نبی مکرم ﷺ نے عروۃ رضی اللہ عنہ سے کہا:

« بَارَكَ اللّٰهُ لَكَ فِي صَفْقَةِ يَمِينِكَ فَكَانَ يَخْرُجُ بَعْدَ ذٰلِكَ إِلَى كُنَاسَةِ الْكُوفَةِ فَيَرْبَحُ الرِّبْحَ الْعَظِيمَ فَكَانَ مِنْ أَكْثَرِ أَهْلِ الْكُوفَةِ مَالًا »[2]

”اللہ تیرے دائیں ہاتھ کے سودے میں برکت عطا فرمائے۔ چنانچہ اس کے بعد جب وہ کناسہ کوفہ (جگہ) کی طرف جاتے تو

---

① صحيح البخاري، رقم الحديث [3642]

② سنن الترمذي، رقم الحديث [1258]

Marfat.com

انھیں بہت زیادہ نفع ملتا، اور وہ اہل کوفہ کے سب سے زیادہ مالدار لوگوں میں شمار ہونے لگے۔“

4 مسند احمد کی روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی وفات کے وقت ان کی بیوی اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا کے پاس گئے، آپ ﷺ نے کہا: ”میرے دونوں بھتیجوں کو میرے پاس لاؤ۔“ جب انہیں لایا گیا تو وہ چوزوں کی طرح تھے۔ عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: پھر آپ ﷺ نے میرا ہاتھ پکڑا، اسے بلند کیا اور فرمایا: ”اَللّٰھُمَّ اخْلُفْ جَعْفَرًا فِی اَھْلِهٖ، وَبَارِكْ لِعَبْدِ اللّٰهِ فِی صَفْقَةِ یَمِینِهٖ“ اے اللہ! اسے جعفر رضی اللہ عنہ کا اس کے گھر والوں میں نائب بنا اور عبداللہ رضی اللہ عنہ کے دائیں ہاتھ کے سودے میں برکت پیدا فرما۔[1]

5 صحیح بخاری اور صحیح مسلم کی روایت ہے کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میری والدہ نے کہا: اے اللہ کے رسول ﷺ! انس رضی اللہ عنہ آپ کا خادم ہے، اس کے لیے اللہ سے دعا کریں۔ آپ ﷺ نے کہا:

«اَللّٰهُمَّ اَكْثِرْ مَالَهُ وَ وَلَدَهُ، وَبَارِكْ لَهُ فِيمَا أَعْطَيْتَهُ»[2]

”اے اللہ! اسے مال اور اولاد زیادہ عطا فرما، اور اسے جو بھی عطا فرمائے، اس میں برکت ڈال دے۔“

چنانچہ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

«فَوَاللّٰهِ إِنَّ مَالِی لَكَثِيرٌ وَإِنَّ وَلَدِي وَوَلَدَ وَلَدِي لَيَتَعَادُّونَ عَلَى نَحْوِ الْمِائَةِ الْيَوْمَ»[3]

---

1 مسند أحمد، رقم الحديث [1750]

2 صحيح البخاري، رقم الحديث [6344]

3 صحيح مسلم، رقم الحديث [2480]

Marfat.com

''اللہ کی قسم! میرے پاس بہت زیادہ مال ہے اور میری اولاد اور پوتے ایک سو سے زائد ہیں۔''

امام قرطبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''نبی اکرم ﷺ جب کسی کے لیے دعا کرتے تھے تو آپ ﷺ کی دعا قبول کی جاتی تھی اور آپ ﷺ کی دعا کی برکت کے آثار نظر آنے لگتے تھے، حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے تھے: رسول اللہ ﷺ کی دعا کا اثر اس آدمی کی نسلوں تک جاری رہتا تھا۔''[1]

6 رسول اللہ ﷺ کی دعاؤں میں سے ایک دعا جو آپ ﷺ نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کے اونٹ کے لیے فرمائی تھی۔ صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں مذکور ہے۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

« غَزَوْتُ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: فَتَلَاحَقَ بِيَ النَّبِيُّ ﷺ وَأَنَا عَلَى نَاضِحٍ لَنَا قَدْ أَعْيَا فَلَا يَكَادُ يَسِيرُ، فَقَالَ لِي: مَا لِبَعِيرِكَ؟ قُلْتُ: عَيِيَ، قَالَ: فَتَخَلَّفَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فَزَجَرَهُ وَدَعَا لَهُ، فَمَا زَالَ بَيْنَ يَدَيِ الْإِبِلِ قُدَّامَهَا يَسِيرُ، فَقَالَ لِي: كَيْفَ تَرَى بَعِيرَكَ؟ قُلْتُ: بِخَيْرٍ، قَدْ أَصَابَتْهُ بَرَكَتُكَ »[2]

''میں ایک غزوے میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھا۔ تو آپ ﷺ مجھے ملے اور میں اپنے پانی لانے والے اونٹ پر سوار تھا، جو تھکاوٹ کی وجہ سے آہستہ آہستہ چل رہا تھا۔ آپ ﷺ نے مجھے کہا: تیرے اونٹ کو کیا ہے؟ میں نے جواب دیا: وہ تھک چکا ہے۔ رسول

---

[1] الإعلام بما في دين النصارى من الفساد والأوهام [ص: 367]

[2] صحيح البخاري، رقم الحديث [2967] صحيح مسلم، برقم [715]

Marfat.com

اللہ ﷺ پیچھے گئے، اسے ڈانٹا اور اس کے لیے دعا فرمائی، تو پھر وہ اونٹ سب سے آگے تھا۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے مجھے کہا: تیرے اونٹ کا کیا حال ہے؟ میں نے جواب دیا: بہت بہتر ہے، کیونکہ اسے آپ ﷺ کی برکت پہنچ چکی ہے۔''

7. مسند احمد کی روایت ہے:

«أَنَّهُ لَمَّا أَذَّنَ عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ أَعْطَانِي صُرَّةً، فِيهَا شَيْءٌ مِنْ فِضَّةٍ، ثُمَّ وَضَعَ يَدَهُ عَلَى نَاصِيَةِ أَبِي مَحْذُورَةَ، ثُمَّ أَمَارَّهَا عَلَى وَجْهِهِ مَرَّتَيْنِ، ثُمَّ مَرَّ بَيْنَ يَدَيْهِ، ثُمَّ عَلَى كَبِدِهِ، ثُمَّ بَلَغَتْ يَدُ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ سُرَّةَ أَبِي مَحْذُورَةَ، ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: بَارَكَ اللّٰهُ فِيكَ» [1]

''حضرت ابو محذورہ رضی اللہ عنہ نے جب رسول اللہ ﷺ کے پاس اذان کہی تو آپ ﷺ نے ابو محذورہ رضی اللہ عنہ کو ایک تھیلی دی جس میں چاندی کی کوئی چیز تھی، پھر آپ ﷺ نے اپنا ہاتھ ابو محذورہ رضی اللہ عنہ کی پیشانی پر رکھا، اور اسے ابو مخدورہ رضی اللہ عنہ کے چہرے پر دو دفعہ پھیرا، پھر اس کے آگے سے اس کے جگر پر پھیرا، حتی کہ رسول اللہ ﷺ کا ہاتھ ابو محذورہ رضی اللہ عنہ کی ناف تک پہنچ گیا۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ تجھے برکت عطا فرمائے۔

8. نبی مکرم ﷺ نے ہمیں تعلیم دی ہے کہ شادی کرنے والے کو ہم یہ دعا دیں:

«بَارَكَ اللّٰهُ لَكَ، وَبَارَكَ عَلَيْكَ، وَجَمَعَ بَيْنَكُمَا فِي الْخَيْرِ» [2]

---

1. مسند أحمد، رقم الحديث [15380]
2. سنن الترمذي، رقم الحديث [1091]

Marfat.com

''اللہ تیرے لیے اور تمھارے اوپر برکت نازل فرمائے، اور تم دونوں کو خیر پر جمع فرمائے۔''

(9) صحیح بخاری اور صحیح مسلم کی روایت ہے:

«أَنَّهُ جَاءَ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ فَأَخْبَرَهُ أَنَّهُ تَزَوَّجَ امْرَأَةً مِنَ الْأَنْصَارِ، فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: بَارَكَ اللّٰهُ لَكَ، أَوْلِمْ وَلَوْ بِشَاةٍ»[1]

''نبی اکرم ﷺ کے پاس حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ آئے اور بتایا کہ میں نے ایک انصاری عورت سے شادی کر لی ہے، تو آپ ﷺ نے انھیں کہا: اللہ تجھے برکت عطا فرمائیں، ولیمہ کرو، اگرچہ ایک بکری کا ہی۔''

(10) صحیح بخاری اور صحیح مسلم کی روایت ہے، حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے نبی اکرم ﷺ سے عرض کیا:

« اِنَّ اَبِي هَلَكَ، وَ تَرَكَ سَبْعَ اَو تِسْعَ بَنَاتٍ، فَكَرِهْتُ اَنْ أَجِيئَهُنَّ بِمِثْلِهِنَّ فَتَزَوَّجْتُ امْرَأَةً تَقُومُ عَلَيْهِنَّ، قَالَ: فَبَارَكَ اللّٰهُ عَلَيْكَ»[2]

''میرے باپ فوت ہو گئے ہیں اور ان کی سات یا نو بیٹیاں ہیں۔ تو مجھے ناپسند لگا کہ انھی جیسی (کنواری) سے شادی کروں، لہٰذا میں نے ایسی عورت سے شادی کی ہے جو ان کی تربیت کر سکے۔ یعنی بیوہ یا مطلقہ سے۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ تجھے برکت عطا فرمائے۔''

(11) معجم طبرانی میں حضرت بریدۃ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب حضرت علی رضی اللہ عنہ کی

---

[1] صحیح البخاري، رقم الحديث [6386] صحیح مسلم، برقم [1427]

[2] صحیح البخاري، رقم الحديث [6387] صحیح مسلم، برقم [715]

Marfat.com

شادی حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے ہوئی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کہا: فاطمہ رضی اللہ عنہا سے کوئی بات کرنے سے پہلے مجھے مل لینا (جب وہ ملے) تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پانی منگوایا، وضو کیا، پھر علی رضی اللہ عنہ پر پانی ڈالا اور کہا: اے اللہ! ان میں اور ان کی اولاد میں برکت پیدا فرما۔[1]

(12) صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا سے شادی کے قصے میں مروی ہے:

«فَانْطَلَقَ إِلَى حُجْرَةِ عَائِشَةَ فَقَالَ: السَّلَامُ عَلَيْكُمْ أَهْلَ الْبَيْتِ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ، فَقَالَتْ: وَعَلَيْكَ السَّلَامُ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ، كَيْفَ وَجَدْتَ أَهْلَكَ؟ بَارَكَ اللّٰهُ لَكَ. فَتَقَرَّى حُجَرَ نِسَائِهِ كُلِّهِنَّ، يَقُولُ لَهُنَّ كَمَا يَقُولُ لِعَائِشَةَ، وَيَقُلْنَ لَهُ كَمَا قَالَتْ عَائِشَةُ»[2]

"نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرہ کی طرف گئے اور کہا: "السّلام علیکم" اے گھر والو! تم پر سلام ہو۔ تو عائشہ رضی اللہ عنہا نے جواب دیا: "وعلیکم السّلام ورحمة اللّٰہ" آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی بیوی (زینب رضی اللہ عنہا) کیسی لگی؟ اللہ آپ کو برکت عطا فرمائے۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سب بیویوں کی طرف گئے، ان سے بھی وہی کہا جو عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہا تھا۔ جواب میں سب نے وہی کہا جو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا تھا۔"

(13) صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں مروی ہے کہ عروۃ بن زبیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے شادی ہوئی اور وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم

(1) الطبراني في الكبير [1153 وصححه الألباني]

(2) صحيح البخاري، رقم الحديث [4793] صحيح مسلم، برقم [89]

Marfat.com

کے گھر آئیں تو عورتوں نے ان سے کہا:

«عَلَى الْخَيْرِ وَالْبَرَكَةِ، وَ عَلَى خَيْرِ طَائِرٍ»[1]

''تم پر خیر اور برکت ہو، اور تمھارا نصیب اچھا ہو۔''

(14) نبی کریم ﷺ کے پاس نومولود بچوں کو لایا جاتا تو آپ ﷺ ان کے لیے دعا کرتے اور انھیں گھٹی دیتے۔ ام سلیم رضی اللہ عنہا کی مشہور روایت میں ہے:

«كَانَ ابْنٌ لِأَبِي طَلْحَةَ يَشْتَكِي، فَخَرَجَ أَبُو طَلْحَةَ، فَقُبِضَ الصَّبِيُّ، فَلَمَّا رَجَعَ أَبُو طَلْحَةَ قَالَ: مَا فَعَلَ ابْنِي؟ قَالَتْ أُمُّ سُلَيْمٍ: هُوَ أَسْكَنُ مِمَّا كَانَ، فَقَرَّبَتْ إِلَيْهِ الْعَشَاءَ فَتَعَشَّى، ثُمَّ أَصَابَ مِنْهَا، فَلَمَّا فَرَغَ، قَالَتْ: وَارُوا الصَّبِيَّ، فَلَمَّا أَصْبَحَ أَبُو طَلْحَةَ أَتَى رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ فَأَخْبَرَهُ، فَقَالَ: أَعْرَسْتُمُ اللَّيْلَةَ؟ قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: اللّٰهُمَّ بَارِكْ لَهُمَا، فَوَلَدَتْ غُلَامًا فَقَالَ لِي أَبُو طَلْحَةَ: احْمِلْهُ حَتَّى تَأْتِيَ بِهِ النَّبِيَّ ﷺ، فَأَتَى بِهِ النَّبِيَّ ﷺ وَبَعَثَتْ مَعَهُ بِتَمَرَاتٍ فَأَخَذَهُ النَّبِيُّ ﷺ فَقَالَ: أَمَعَهُ شَيْءٌ؟ قَالُوا: نَعَمْ، تَمَرَاتٌ، فَأَخَذَهَا النَّبِيُّ ﷺ فَمَضَغَهَا، ثُمَّ أَخَذَهَا مِنْ فِيهِ فَجَعَلَهَا فِي فِي الصَّبِيِّ ثُمَّ حَنَّكَهُ، وَسَمَّاهُ عَبْدَ اللّٰهِ»[2]

''ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کا ایک بیٹا بیمار تھا۔ ابوطلحہ رضی اللہ عنہ گھر سے باہر گئے ہوئے تھے کہ بچہ فوت ہو گیا۔ جب ابوطلحہ رضی اللہ عنہ واپس آئے تو انھوں نے پوچھا: بچے کا کیا حال ہے؟ ام سلیم رضی اللہ عنہا نے کہا: وہ پہلے سے زیادہ پُرسکون ہے۔ ام سلیم رضی اللہ عنہا نے ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کو کھانا دیا، انھوں نے کھانا کھایا، پھر ام سلیم رضی اللہ عنہا سے ہم بستری کی۔ جب وہ

(1) صحيح البخاري، رقم الحديث [5156] صحيح مسلم، برقم [1422]

(2) صحيح البخاري، رقم الحديث [5470] صحيح مسلم، برقم [2146]

Marfat.com

فارغ ہوئے تو ام سلیم رضی اللہ عنہا نے بچے کے بارے میں بتایا اور کہا کہ اس کو دفن کر دو۔ صبح ہوئی تو ابو طلحہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور ساری خبر دی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا: کیا رات کے وقت تم نے ہم بستری کی ہے؟ ابو طلحہ نے کہا: ہاں، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے اللہ! ان دونوں میں برکت پیدا فرما۔ انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: پھر بیٹا پیدا ہوا تو ابو طلحہ رضی اللہ عنہ نے مجھے کہا: اسے حفاظت سے رکھو اور پہلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے جاؤ۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں بچے کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لایا، اور ساتھ کھجوریں بھی تھیں، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بچے کو پکڑا اور پوچھا: اس کے ساتھ بھی کچھ ہے؟ انھوں نے بتایا: ہاں، یہ کھجوریں ہیں، تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کھجور پکڑی، اسے چبایا، پھر اپنے منہ سے نکال کر بچے کے منہ میں ڈالی اور اسے گھٹی دی اور اس کا نام عبداللہ رکھا۔"

15 حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"میرے ہاں بچہ پیدا ہوا تو میں اسے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لایا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا نام ابراہیم رکھا اور کھجور کے ساتھ اسے گھٹی دی۔ اور اس کے لیے برکت کی دعا فرمائی، اور مجھے واپس دے دیا۔ یہ ابو موسیٰ کا بڑا بیٹا تھا۔"[1]

16 صحیح بخاری اور صحیح مسلم کی روایت ہے:

«عَنْ أَسْمَاءَ أَنَّهَا حَمَلَتْ بِعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الزُّبَيْرِ بِمَكَّةَ، قَالَتْ: فَخَرَجْتُ وَأَنَا مُتِمٌّ فَأَتَيْتُ الْمَدِينَةَ فَنَزَلْتُ بِقُبَاءٍ فَوَلَدْتُهُ بِقُبَاءٍ،

---

[1] صحيح البخاري، رقم الحديث [5467] صحيح مسلم، برقم [2145]

Marfat.com

ثُمَّ أَتَيْتُ بِهِ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ فَوَضَعَهُ فِي حَجْرِهِ، ثُمَّ دَعَا بِتَمْرَةٍ فَمَضَغَهَا، ثُمَّ تَفَلَ فِي فِيهِ، فَكَانَ أَوَّلَ شَيْءٍ دَخَلَ جَوْفَهُ رِيقُ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ، ثُمَّ حَنَّكَهُ بِالتَّمْرَةِ، ثُمَّ دَعَا لَهُ، وَبَرَّكَ عَلَيْهِ، وَكَانَ أَوَّلَ مَوْلُودٍ وُلِدَ فِي الْإِسْلَامِ» (1)

''حضرت اسماء رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: مکہ میں مجھے عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کا حمل ٹھہر گیا، میں مکہ سے نکلی تو حمل کا وقت بھی پورا ہونے والا تھا۔ میں نے مدینہ میں قباء نامی جگہ پر پہنچ کر عبداللہ رضی اللہ عنہ کو جنم دیا، پھر میں اسے رسول اللہ ﷺ کے پاس لے آئی تو آپ ﷺ نے اسے اپنی گود میں رکھا، پھر کھجور منگوائی، اسے چبایا، پھر اس کے منہ میں تھوکا۔ اس طرح پہلی چیز جو عبداللہ کے پیٹ میں داخل ہوئی، وہ رسول اللہ ﷺ کا لعاب تھا۔ پھر آپ ﷺ نے کھجور کے ساتھ اسے گھٹی دی اور پھر اس کے لیے برکت کی دعا فرمائی۔ اور عبداللہ رضی اللہ عنہ پہلے بچے تھے جو اسلام کے دور میں پیدا ہوئے۔''

(17) نبی کریم ﷺ نے ہمیں تعلیم دی ہے کہ جب ہم کوئی پسندیدہ چیز دیکھیں تو برکت کی دعا کریں۔ فرمایا:

«إِذَا رَأَى أَحَدُكُم مِنْ أَخِيهِ أَوْ مِنْ نَفْسِهِ أَوْ مِنْ مَالِهِ مَا يُعْجِبُهُ فَلْيُبَرِّكْهُ فَإِنَّ الْعَيْنَ حَقٌّ» (2)

''تم میں سے جب کوئی اپنے بھائی میں، اپنے آپ میں یا اپنے مال میں کوئی خوش کن چیز دیکھے تو اس کے لیے برکت کی دعا کرے۔ اس لیے کہ نظر برحق ہے۔''

---

(1) صحيح البخاري، رقم الحديث [3909]

(2) مسند أحمد، رقم الحديث [15700، صحيح لغيره]

Marfat.com

(18) اسی طرح جب نبی اکرم ﷺ کسی کا قرض واپس کرتے تو اسے کہتے:

«بَارَكَ اللهُ لَكَ فِي أَهْلِكَ وَمَالِكَ، إِنَّمَا جَزَاءُ السَّلَفِ الْوفَاءُ وَالْحَمْدُ»[1]

''اللہ تیرے اہل اور مال میں برکت پیدا فرمائے، بے شک ادھار کا بدلہ پورا پورا لوٹانا اور تعریف کرنا ہے۔''

(19) نبی کریم ﷺ نے ہمیں تعلیم دی ہے کہ ہم اپنے کھانے میں برکت کے لیے ان الفاظ میں دعا کریں:

«اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِيهِ، وَأَطْعِمْنَا خَيْرًا مِّنْهُ»[2]

''اے اللہ! ہمارے لیے اس (کھانے) میں برکت ڈال اور ہمیں اس سے بہتر عطا فرما۔''

(20) اور نبی کریم ﷺ نے ہمیں یہ بھی تعلیم دی ہے کہ ہمیں جو شخص کھانا کھلائے، اس کے لیے ان الفاظ میں برکت کی دعا کریں:

«اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَهُمْ فِيمَا رَزَقْتَهُمْ، وَاغْفِرْ لَهُمْ وَارْحَمْهُمْ»[3]

''اے اللہ! ان کے رزق میں برکت ڈال اور ان کو معاف کر اور ان پر رحم فرما۔''

بہتر بات یہ ہے کہ جب کسی کو کھانے کا تحفہ دیا جائے تو وہ ہدیہ یا تحفہ دینے والے کو یہ دعا دے: ''بَارَكَ اللهُ فِيكُمْ'' اللہ تمھیں برکتیں عطا کرے۔ اور پھر ہدیہ یا تحفہ دینے والا جواب میں یہ کہے: ''وَفِيكُمْ بَارَكَ اللهُ'' تمھیں بھی

(1) سنن ابن ماجه، رقم الحديث [2424، حديث حسن]

(2) صحيح مسلم، رقم الحديث [2042]

(3) سنن أبي داود، رقم الحديث [3730، حسن]

Marfat.com

اللہ برکت دے۔

ابن السنی کی روایت ہے، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک بکری کا تحفہ دیا گیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اسے تقسیم کردو۔ راوی فرماتے ہیں: جب خادم بکری کا گوشت تقسیم کر کے واپس آیا تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس سے پوچھا: لوگوں نے کیا کہا تھا؟ خادم نے بتایا کہ لوگوں نے ''بَارَكَ اللهُ فِيكُمْ'' کہا تھا، پھر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: ''وَفِيهِمْ بَارَكَ الله'' انھوں نے جو دعائیہ کلمات کہے ہیں ہم ان کا جواب دیتے ہیں اور ہمارے ہدیے کا ہمیں اجر مل جائے گا۔''[1]

21 نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں تعلیم دی ہے کہ جب ہم کوئی لونڈی یا جانور خریدیں تو اس میں برکت کی دعا کریں۔ مستدرک حاکم کی روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«إِذَا أَفَادَ أَحَدُكُمُ الْجَارِيَةَ أَوِ الْمَرْأَةَ، أَوِ الدَّابَّةَ، فَلْيَأْخُذْ بِنَاصِيَتِهَا، وَلْيَدْعُ بِالْبَرَكَةِ، وَلْيَقُلْ: اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ خَيْرَهَا وَخَيْرَ مَا جُبِلَتْ عَلَيْهِ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّهَا وَشَرِّ مَا جُبِلَتْ عَلَيْهِ، وَإِنْ كَانَ بَعِيراً فَلْيَأْخُذْ بِذِرْوَةِ سَنَامِهِ»[2]

''جب تم میں سے کسی کو کوئی لونڈی، عورت یا جانور ملے تو وہ اس کے سر کے بال پکڑ کر برکت کی دعا کرے۔ اور کہے: اے اللہ میں اس کی بھلائی اور اس کی جبلت کی بھلائی کا سوال کرتا ہوں اور میں

---

[1] عمل اليوم والليلة لابن السني [303، و سنده جيد]

[2] مستدرك حاكم [2811]

Marfat.com

اس کی برائی اور اس کی جبلت کی برائی سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔ اور اگر اونٹ ہو تو اس کی کوہان کو پکڑ کر یہ دعا کرے۔‘‘

(22) نبی اکرم ﷺ کے پاس جب نیا پھل لایا جاتا تو آپ ﷺ فرماتے:

((اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِي مَدِينَتِنَا وَفِي ثِمَارِنَا وَفِي مُدِّنَا وَفِي صَاعِنَا بَرَكَةً مَعَ بَرَكَةٍ، ثُمَّ يُعْطِيهِ أَصْغَرَ مَنْ يَحْضُرُهُ مِنَ الْوِلْدَانِ))[1]

’’اے اللہ! ہمارے شہر، پھل، مُد اور صاع میں برکت نازل فرما۔ پھر آپ ﷺ وہ پھل سب سے چھوٹے بچے کو دیتے تھے۔‘‘

تیسرا سبب؛ حلال کمائی:

صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی مکرم ﷺ کے سامنے ان صحابہ کا ذکر کیا گیا جن پر دنیا کی فراوانی تھی، تو آپ ﷺ نے فرمایا:

((فَمَنْ يَأْخُذُ مَالًا بِحَقِّهِ يُبَارَكُ لَهُ فِيهِ، وَمَنْ يَأْخُذُ مَالًا بِغَيْرِ حَقِّهِ فَمَثَلُهُ كَمَثَلِ الَّذِي يَأْكُلُ وَلَا يَشْبَعُ))[2]

’’جو مال کو اس کے حق کے ساتھ حاصل کرتا ہے، اس کے لیے مال میں برکت آ جاتی ہے۔ اور جو بغیر حق کے اس کو حاصل کرتا ہے، وہ اس آدمی کی طرح ہے جو کھاتا ہے لیکن سیر نہیں ہوتا۔‘‘

چوتھا سبب؛ سخاوت و استغنا کے ساتھ مال حاصل کرنا:

یعنی کسی برے طریقے سے یا سوال کر کے مال حاصل نہ کرنا۔

(1) صحیح بخاری اور صحیح مسلم کی روایت ہے، حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ کہتے ہیں:

---

(1) صحيح مسلم، رقم الحديث [1373]

(2) صحيح البخاري، رقم الحديث [6427] صحيح مسلم، برقم [1052]

Marfat.com

«سَأَلْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ فَأَعْطَانِي ثُمَّ سَأَلْتُهُ فَأَعْطَانِي ثُمَّ سَأَلْتُهُ فَأَعْطَانِي ثُمَّ قَالَ: يَا حَكِيمُ! إِنَّ هَذَا الْمَالَ خَضِرَةٌ حُلْوَةٌ فَمَنْ أَخَذَهُ بِسَخَاوَةِ نَفْسٍ بُورِكَ لَهُ فِيهِ وَمَنْ أَخَذَهُ بِإِشْرَافِ نَفْسٍ لَمْ يُبَارَكْ لَهُ فِيهِ، كَالَّذِي يَأْكُلُ وَلَا يَشْبَعُ»[1]

''میں نے رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا، آپ ﷺ نے مجھے دے دیا، میں نے پھر سوال کیا، آپ ﷺ نے پھر دے دیا، میں نے پھر سوال کیا تو آپ ﷺ نے پھر دے دیا۔ پھر آپ ﷺ نے کہا: اے حکیم! یہ مال سرسبز اور میٹھا ہے، جو اسے نفس کی سخاوت سے لیتا ہے اس کے لیے اس میں برکت ڈال دی جاتی ہے اور جو اسے لالچ کے ساتھ حاصل کرتا ہے، اس کے لیے اس میں برکت نہیں ہوتی۔ وہ اس آدمی کی طرح ہے جو کھاتا ہے لیکن اس کا پیٹ نہیں بھرتا۔''

جو رزق اللہ تعالیٰ نے مقدر میں لکھا ہے اس پر قناعت کرنا اور اسی پر راضی ہونا، جو دوسروں کے پاس ہے اس کی لالچ نہ رکھنا اور نہ ان سے مانگنا، یہ برکت حاصل کرنے کا بہت بڑا سبب ہے۔ اگرچہ اس کا رزق بہت تھوڑا ہی کیوں نہ ہو۔ اور دوسروں سے مانگنا اور دل میں لالچ رکھنا، یہ برکت کے ختم ہونے کا بہت بڑا سبب ہے، اگرچہ ایسے آدمی کو بہت زیادہ رزق مل جائے۔

(2) نیکی کے کاموں پر مال خرچ کرنا، زکوٰۃ ادا کرنا، خوشی اور اخلاص کے ساتھ حق ادا کرنا بھی باعثِ برکت ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿وَ مَآ اَنْفَقْتُمْ مِّنْ شَيْءٍ فَهُوَ يُخْلِفُهٗ وَ هُوَ خَيْرُ الرّٰزِقِيْنَ﴾ [سبا: 39]

---

[1] صحيح البخاري، رقم الحديث [1472] صحيح مسلم، برقم [1035]

Marfat.com

''اور تم جو بھی چیز خرچ کرتے ہو تو وہ اس کی جگہ اور دیتا ہے، اور وہ سب رزق دینے والوں سے بہتر ہے۔''

③ صحیح مسلم میں ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«مَا نَقَصَتْ صَدَقَةٌ مِنْ مَالٍ»[1]

''صدقے سے مال کم نہیں ہوتا۔''

④ صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«مَا مِنْ يَوْمٍ يُصْبِحُ الْعِبَادُ فِيهِ إِلَّا مَلَكَان يَنْزِلَان، فَيَقُولُ أَحَدُهُمَا: اَللّٰهُمَّ أَعْطِ مُنْفِقًا خَلَفًا، وَيَقُولُ الْآخَرُ: اَللّٰهُمَّ أَعْطِ مُمْسِكًا تَلَفًا»[2]

''جب بندے ہر روز صبح اٹھتے ہیں تو دو فرشتے آسمان سے اترتے ہیں۔ ان میں سے ایک کہتا ہے: اے اللہ! مال خرچ کرنے والے کو اور دے۔ اور دوسرا کہتا ہے: اے اللہ! خرچ نہ کرنے والے کے مال کو تلف کر دے۔''

بعض لوگ بیان کرتے ہیں کہ جب وہ ماہانہ تنخواہ لیتے ہیں اور اس میں سے صدقہ کرتے ہیں، اگرچہ تھوڑا سا ہی، تو وہ مہینے کے آخر میں برکت محسوس کرتے ہیں۔ یہ ایک تجربہ شدہ بات ہے، اور پاکیزہ کمائی سے خرچ کرنا بھی اسی زمرے میں آتا ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَنفِقُوا مِن طَيِّبَاتِ مَا كَسَبْتُمْ ﴾

[البقرة: 267]

---

① صحيح مسلم، رقم الحديث [2588]

② صحيح البخاري، رقم الحديث [1442] صحيح مسلم، برقم [1010]

Marfat.com

''اے لوگو جو ایمان لائے ہو! ان پاکیزہ چیزوں میں سے خرچ کرو جو تم نے کمائی ہیں۔''

دوسری جگہ فرمایا:

﴿لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ وَ مَا تُنْفِقُوْا مِنْ شَیْءٍ فَاِنَّ اللّٰهَ بِهٖ عَلِیْمٌ﴾ [آل عمران: 92]

''تم پوری نیکی ہرگز حاصل نہیں کرو گے، یہاں تک کہ اس میں سے کچھ خرچ کرو جس سے تم محبت رکھتے ہو، اور تم جو چیز بھی خرچ کرو گے تو بے شک اللہ اسے خوب جاننے والا ہے۔''

5 صحیح مسلم میں حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

« بَيْنَمَا رَجُلٌ بِفَلَاةٍ مِنَ الْأَرْضِ، فَسَمِعَ صَوْتًا فِي سَحَابَةٍ: اِسْقِ حَدِيقَةَ فُلَانٍ فَتَنَحَّى ذَلِكَ السَّحَابُ، فَأَفْرَغَ مَاءَهُ فِي حَرَّةٍ، فَإِذَا شَرْجَةٌ مِنْ تِلْكَ الشِّرَاجِ قَدِ اسْتَوْعَبَتْ ذَلِكَ الْمَاءَ كُلَّهُ، فَتَتَبَّعَ الْمَاءَ فَإِذَا رَجُلٌ قَائِمٌ فِي حَدِيقَتِهِ، يُحَوِّلُ الْمَاءَ بِمِسْحَاتِهِ، فَقَالَ لَهُ يَا عَبْدَ اللّٰهِ: مَا اسْمُكَ؟ قَالَ: فُلَانٌ، لِلِاسْمِ الَّذِي سَمِعَ فِي السَّحَابَةِ، فَقَالَ لَهُ يَا عَبْدَ اللّٰهِ: لِمَ تَسْأَلُنِي عَنْ اسْمِي؟ فَقَالَ: إِنِّي سَمِعْتُ صَوْتًا فِي السَّحَابِ الَّذِي هَذَا مَاؤُهُ يَقُولُ: اِسْقِ حَدِيقَةَ فُلَانٍ، لِاسْمِكَ، فَمَا تَصْنَعُ فِيهَا؟ قَالَ: أَمَّا إِذْ قُلْتَ هَذَا فَإِنِّي أَنْظُرُ إِلَى مَا يَخْرُجُ مِنْهَا فَأَتَصَدَّقُ بِثُلُثِهِ، وَآكُلُ أَنَا وَعِيَالِي ثُلُثًا، وَأَرُدُّ فِيهَا ثُلُثَهُ »[1]

''ایک آدمی نے غیر آباد زمین میں بادل میں سے ایک آواز سنی کہ

[1] صحیح مسلم، رقم الحدیث [2984]

Marfat.com

فلاں کے باغ پر برسو۔ وہ آدمی اس بادل کے پیچھے چلنے لگا۔ اس بادل نے ایک جگہ پر خوب پانی برسایا، وہ سارا پانی ایک نالے میں جمع ہوکر چلنے لگا، وہ آدمی بھی ساتھ ساتھ چلنے لگا، وہ پانی ایک باغ میں پہنچا، تو وہاں ایک آدمی کھڑا تھا جو پانی کو اپنی کسّی کے ساتھ اِدھر اُدھر کر رہا تھا۔ اس آدمی نے پوچھا: اے اللہ کے بندے! تیرا نام کیا ہے؟ اس نے نام بتایا، جو وہی نام تھا جو اس نے بادل سے سنا تھا۔ باغ والے نے پوچھا: تو نے میرا نام کیوں پوچھا ہے؟ اس نے جواب دیا: میں نے بادل سے آواز سنی تھی کہ فلاں کے باغ پر برسو، یہ وہی نام تھا جو تیرا ہے اور یہ پانی بھی اسی بادل کا ہے۔ تو اس میں کیا خاص کام کرتا ہے؟ باغ والے نے کہا کہ جب تو نے پوچھ ہی لیا ہے تو میں اس باغ کے پھل کا ایک تہائی صدقہ کرتا ہوں، دوسرا تہائی اپنے اور اپنے اہل وعیال پر خرچ کرتا ہوں، اور تیسرا تہائی اسی میں لوٹا دیتا ہوں۔''

6 صحیح بخاری اور صحیح مسلم کی روایت ہے، حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

«كَانَ أَبُو طَلْحَةَ أَكْثَرَ الْأَنْصَارِ بِالْمَدِينَةِ مَالًا مِنْ نَخْلٍ، وَكَانَ أَحَبُّ أَمْوَالِهِ إِلَيْهِ بَيْرُحَاءَ، وَكَانَتْ مُسْتَقْبِلَةَ الْمَسْجِدِ، وَكَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يَدْخُلُهَا، وَيَشْرَبُ مِنْ مَاءٍ فِيهَا طَيِّبٍ، قَالَ أَنَسٌ: فَلَمَّا أُنْزِلَتْ هٰذِهِ الْآيَةُ: ﴿لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتَّى تُنْفِقُوا مِمَّا تُحِبُّونَ﴾ قَامَ أَبُو طَلْحَةَ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، إِنَّ اللّٰهَ تَبَارَكَ وَتَعَالَى يَقُولُ ﴿لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتَّى تُنْفِقُوا مِمَّا تُحِبُّونَ﴾ وَإِنَّ أَحَبَّ أَمْوَالِي إِلَيَّ بَيْرُحَاءَ،

Marfat.com

وَإِنَّهَا صَدَقَةٌ لِلَّهِ، أَرْجُو بِرَّهَا وَذُخْرَهَا عِنْدَ اللّٰهِ، فَضَعْهَا يَا رَسُولَ اللّٰهِ، حَيْثُ أَرَاكَ اللّٰهُ، قَالَ: فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: بَخٍ، ذٰلِكَ مَالٌ رَابِحٌ، ذٰلِكَ مَالٌ رَابِحٌ، وَقَدْ سَمِعْتُ مَا قُلْتَ، وَإِنِّي أَرَى أَنْ تَجْعَلَهَا فِي الْأَقْرَبِينَ، فَقَالَ أَبُو طَلْحَةَ: أَفْعَلُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ، فَقَسَمَهَا أَبُو طَلْحَةَ فِي أَقَارِبِهِ وَبَنِي عَمِّهِ»[1]

''حضرت ابو طلحہ مدینہ کے سب سے زیادہ مال دار لوگوں میں سے تھے۔ اور ان کا سب سے پسندیدہ باغ ''بیر حاء'' تھا۔ یہ باغ مسجد کے سامنے تھا۔ رسول اللہ ﷺ اس باغ میں جاتے تھے اور اس کا پاکیزہ پانی پیتے تھے۔ انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: جب یہ آیت ﴿لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ﴾ (تم پوری نیکی ہرگز حاصل نہیں کرو گے، یہاں تک کہ اس میں سے کچھ خرچ کرو جس سے تم محبت رکھتے ہو) نازل ہوئی تو ابو طلحہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے پاس گئے اور عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ﴿لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ﴾ اور میرا سب سے پسندیدہ مال بیر حاء کا باغ ہے اور میں اسے اللہ کے لیے صدقہ کرتا ہوں۔ میں اللہ کے ہاں اس کی نیکی اور اجر کی امید کرتا ہوں۔ آپ اسے رکھ لیں اور اللہ کی مرضی کے مطابق اسے خرچ کر دیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: شاباش! یہ نفع والا مال ہے۔ یہ نفع والا مال ہے۔ جو تو نے کہا ہے میں نے اسے سن لیا ہے، اور میرا خیال ہے کہ تم اسے اپنے قریبی رشتہ داروں میں تقسیم کردو۔ ابو طلحہ رضی اللہ عنہ نے کہا: اے

[1] صحيح البخاري، رقم الحديث [1461] صحيح مسلم، برقم [998]

Marfat.com

اللہ کے رسول ﷺ! میں ایسا ہی کروں گا، چنانچہ ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے وہ باغ اپنے رشتہ داروں اور اپنے چچا کی اولاد میں بانٹ دیا۔“

پانچواں سبب؛ کاروبار میں سچ بولنا:

صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

«اَلْبَيِّعَانِ بِالْخِيَارِ مَا لَمْ يَفْتَرِقَا، فَإِنْ صَدَقَا وَبَيَّنَا بُورِكَ فِي بَيْعِهِمَا، وَإِنْ كَذَبَا وَكَتَمَا مُحِقَ بَرَكَةُ بَيْعِهِمَا»[1]

”دو خرید و فروخت کرنے والے جب تک جدا نہ ہوں ان کو (سودا فسخ کرنے کا) اختیار ہوتا ہے، اگر وہ دونوں سچ بولیں اور ہر چیز کی وضاحت کریں تو اس سودے میں ان دونوں کے لیے برکت ہوتی ہے، اور اگر وہ جھوٹ بولیں اور (عیوب و نقائص) چھپائیں تو اس سودے سے برکت ختم ہو جاتی ہے۔“

چھٹا سبب؛ صبح کے وقت معاملہ کرنا:

معاملات، تجارت اور حصولِ علم وغیرہ میں صبح کا وقت اختیار کرنا بھی خیر و برکت کا باعث ہوتا ہے۔

(1) مسند احمد کی روایت میں ہے، صخر الغامدی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

«اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لِأُمَّتِي فِي بُكُورِهَا»[2]

---

(1) صحيح البخاري، رقم الحديث [2110] صحيح مسلم، برقم [1532]

(2) مسند أحمد [3/416، و صححه الألباني]

Marfat.com

''اے اللہ! میری امت کے صبح کے اوقات میں برکت ڈال دے۔''

نبی اکرم ﷺ لشکروں کو صبح کے وقت روانہ کرتے تھے۔ حدیث کے راوی صخر تاجر آدمی تھے اور اپنے غلاموں کو صبح کے وقت بھیجتے تھے، چنانچہ ان کا مال اس قدر بڑھ گیا کہ انھیں سنبھالنا مشکل ہوگیا۔ یہ آزمائی ہوئی بات ہے کہ انسان جب اس وقت سے فائدہ اٹھاتا ہے تو وہ سارا دن برکت محسوس کرتا ہے، اور اگر صبح کا وقت ضائع کر لے تو وہ سارا دن اس کا نقصان محسوس کرتا ہے۔

(2) صحیح مسلم کی روایت ہے:

«عَنْ أَبِي وَائِلٍ قَالَ: غَدَوْنَا عَلَى عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُودٍ يَوْمًا بَعْدَ مَا صَلَّيْنَا الْغَدَاةَ، فَسَلَّمْنَا بِالْبَابِ، فَأَذِنَ لَنَا، قَالَ: فَمَكَثْنَا بِالْبَابِ هُنَيَّةً، قَالَ: فَخَرَجَتِ الْجَارِيَةُ فَقَالَتْ: أَلَا تَدْخُلُونَ؟ فَدَخَلْنَا فَإِذَا هُوَ جَالِسٌ يُسَبِّحُ، فَقَالَ: مَا مَنَعَكُمْ أَنْ تَدْخُلُوا وَقَدْ أُذِنَ لَكُمْ؟ فَقُلْنَا: لَا، إِلَّا أَنَّا ظَنَنَّا أَنَّ بَعْضَ أَهْلِ الْبَيْتِ نَائِمٌ، قَالَ: ظَنَنْتُمْ بِآلِ ابْنِ أُمِّ عَبْدٍ غَفْلَةً؟»[1]

''ابو وائل فرماتے ہیں: ایک دن صبح کی نماز ادا کرنے کے بعد ہم عبداللہ بن مسعود کے گھر گئے، تو ہم نے دروازے پر جا کر سلام کہا، انھوں نے ہمیں اندر داخل ہونے کی اجازت دے دی، لیکن ہم تھوڑی دیر دروازے پر ہی ٹھہرے رہے، پھر ایک لونڈی آئی تو اس نے کہا: تم اندر داخل کیوں نہیں ہوتے؟ ہم داخل ہوئے تو ابن مسعود رضی اللہ عنہ بیٹھے تسبیح کر رہے تھے۔ انھوں نے کہا: جب میں نے تمھیں گھر میں داخل ہونے کی اجازت دے دی تھی تو پھر تم کیوں نہ

---

(1) صحيح مسلم، رقم الحديث [822]

Marfat.com

داخل ہوئے؟ ہم نے کہا: ہمارا خیال تھا کہ کہیں گھر کے بعض افراد سوئے ہوئے نہ ہوں۔ انھوں نے جواب دیا: تمھارا خیال ہے کہ ابن امّ عبد کے گھر والے غافل ہیں؟''

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اسلاف اور ائمہ کرام رحمہم اللہ صبح کے اوقات سے خوب فائدہ اٹھاتے تھے اور اس وقت میں برکت حاصل کرنے کی حرص رکھتے تھے۔

امام ابن قیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''سلف صالحین کے نزدیک صبح کی نماز کے بعد طلوع آفتاب تک سونا مکروہ ہے۔ کیونکہ یہ وقت غنیمت والا ہے، خصوصاً سفر کرنے والوں کے لیے یہ وقت بڑا مفید ہے۔ حتی کہ اگر کوئی لشکر رات کے وقت دیر تک سفر میں رہے تو صبح طلوعِ آفتاب کے بعد اسے پڑاؤ ڈالنا چاہیے، یہ وقت رزق کی تقسیم اور برکت کا ہے، اس میں صرف اسے ہی سونا چاہیے جسے کوئی مجبوری ہو۔''[1]

امام عجلونی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''عقل صبح کے اوقات میں دوسرے اوقات کی نسبت زیادہ کامل اور بہتر حالت میں ہوتی ہے۔ خاص طور پر طلبِ علم اور اس جیسے دیگر اہم کاموں کے لیے یہ وقت بڑا اہم ہے۔''[2]

ساتواں سبب؛ کھانے کے آداب میں سنت کا اہتمام:

(1) «أَنَّ أَصْحَابَ النَّبِيِّ ﷺ قَالُوا: يَا رَسُولَ اللهِ! إِنَّا نَأْكُلُ وَلَا نَشْبَعُ؟ قَالَ: فَلَعَلَّكُمْ تَفْتَرِقُونَ؟ قَالُوا: نَعَمْ، قَالَ: فَاجْتَمِعُوا

---

(1) مدارج السالكين [459/1]

(2) كشف الخفاء [214/1]

Marfat.com

عَلَى طَعَامِكُمْ، وَاذْكُرُوا اسْمَ اللَّهِ عَلَيْهِ يُبَارَكْ لَكُمْ فِيهِ»[1]

''صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ ہم کھانا کھاتے ہیں لیکن ہمارا پیٹ نہیں بھرتا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: شاید تم علاحدہ علاحدہ بیٹھ کر کھاتے ہو؟ صحابہ کرام نے جواب دیا: ہاں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ایک جگہ پر جمع ہو کر کھانا کھاؤ اور بسم اللہ پڑھ لیا کرو۔ اس سے کھانے میں برکت آجائے گی۔''

② اسی طرح صحیح بخاری اور صحیح مسلم کی ایک اور روایت اس بات کی تائید کرتی ہے کہ جمع ہو کر کھانے میں برکت آجاتی ہے۔

حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«طَعَامُ الاثْنَيْنِ كَافِي الثَّلَاثَةِ، وَطَعَامُ الثَّلَاثَةِ كَافِي الْأَرْبَعَةِ»[2]

''دو آدمیوں کا کھانا تین کو کافی ہوتا ہے اور تین کا کھانا چار کو کافی ہوتا ہے۔''

③ صحیح مسلم میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«طَعَامُ الْوَاحِدِ يَكْفِي الِاثْنَيْنِ، وَطَعَامُ الِاثْنَيْنِ يَكْفِي الْأَرْبَعَةَ، وَطَعَامُ الْأَرْبَعَةِ يَكْفِي الثَّمَانِيَةَ»[3]

''ایک آدمی کا کھانا دو آدمیوں کو کافی ہوتا ہے اور دو کا چار کو، اور چار کا آٹھ آدمیوں کو کافی ہوتا ہے۔''

امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

---

① سنن أبي داود، رقم الحديث [3199، صحيح]

② صحيح البخاري، رقم الحديث [5392] صحيح مسلم، برقم [2058]

③ صحيح مسلم، رقم الحديث [2059]

Marfat.com

''اس حدیث میں کھانے میں ایک دوسرے کا خیال رکھنے کی ترغیب دی گئی ہے، اگرچہ کھانا تھوڑا ہی کیوں نہ ہو، مل کر کھانے سے وہ سب کو کفایت کر جاتا ہے اور اس میں برکت آ جاتی ہے۔''[1]

نیز حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ جمع ہو کر کھانا برکت کی وجہ سے سب کو کفایت کر جاتا ہے۔ اور کھانے پر جتنا زیادہ اجتماع ہو گا اس میں اتنی ہی زیادہ برکت ہو گی۔''[2]

4. اسی طرح کھانے سے پہلے بسم اللہ پڑھنا بھی باعث برکت ہے اور بسم اللہ نہ پڑھنا برکت کو روک دیتا ہے۔ حتی کہ جس کھانے پر اللہ کا نام نہ لیا جائے، شیطان بھی اس میں شریک ہو جاتا ہے۔

صحیح مسلم میں حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«اِنَّ الشَّیْطٰنَ یَسْتَحِلُّ الطَّعَامَ اَنْ لَّا یُذْکَرَ اسْمُ اللّٰہِ عَلَیْہِ»[3]

''شیطان اس کھانے کو اپنے لیے حلال کر لیتا ہے جس پر اللہ کا نام نہ لیا جائے۔''

امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''اس حدیث کا معنی یہ ہے کہ جب انسان بسم اللہ پڑھے بغیر کھانا شروع کرتا ہے تو اس کا یہ عمل کھانے میں شیطان کو شریک بنا دیتا ہے۔ اور اگر ایک جماعت کھانا کھانے بیٹھے تو ان میں سے بعض

---

1. شرح صحیح مسلم [23/5]
2. فتح الباري [9/ 535]
3. صحیح مسلم، رقم الحدیث [2017]

Marfat.com

لوگ بسم اللہ پڑھ لیں اور بعض نہ پڑھیں تو اس سے شیطان کے لیے کھانا ممکن نہیں ہوتا۔“[1]

5 اسی طرح برتن کے ارد گرد سے کھانا اور درمیان سے نہ کھانا بھی باعث برکت ہے۔ سنن ترمذی میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«اَلْبَرَكَةُ تَنْزِلُ وَسَطَ الطَّعَامِ فَكُلُوا مِن حَافَتَيْهِ، وَلَا تَأْكُلُوا مِنْ وَسَطِهِ»[2]

”کھانے کے درمیان میں برکت نازل ہوتی ہے۔ لہٰذا تم کناروں سے کھاؤ اور درمیان سے نہ کھاؤ۔“

6 سنن بیہقی میں حضرت عبداللہ بن بسر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کھانے کے برتن کے بارے میں فرمایا:

« كُلُوا مِنْ جَوَانِبِهَا، وَدَعُوا ذِرْوَتَهَا يُبَارَكْ لكم فِيهَا»[3]

”اس کے کناروں سے کھاؤ اور درمیان کو چھوڑ دو، تو اس میں تمھارے لیے برکت ڈال دی جاتی ہے۔“

پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”پکڑو اور کھاؤ۔ اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی جان ہے، تم پر سرزمین فارس اور روم کے دروازے کھول دیے جائیں گے حتی کہ کھانا وافر ہو جائے گا اور کھانے والے اس پر اللہ کا

---

1 شرح النووي [13/ 189، 190]

2 سنن الترمذي، رقم الحديث [1808] وقال: حديث حسن صحيح.

3 سنن البيهقي، رقم الحديث [14430]

Marfat.com

نام نہ لیں گے۔''[1]

علامہ البانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''یہ حدیث نبوت کی علامات میں سے ہے۔ ہمارے اسلاف نے فارس و روم کو فتح کیا اور ہمیں ان کا وارث بنایا، لیکن ہماری اکثریت نے سرکشی کی اور شریعت کے آداب بھول گئی، جن میں سے ایک یہ ادب تھا کہ کھانے سے پہلے بسم اللہ پڑھنا، اور اب لوگ یہ سنت بھی ترک کر چکے ہیں۔''[2]

7. اسی طرح انگلیوں کا چاٹنا اور برتن کا صاف کرنا بھی باعثِ برکت ہے۔ صحیح مسلم میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

«إِنَّ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وسلم كَانَ إِذَا أَكَلَ طَعَامًا لَعِقَ أَصَابِعَهُ الثَّلَاثَ، وَقَالَ: إِذَا سَقَطَتْ لُقْمَةُ أَحَدِكُمْ فَلْيُمِطْ عَنْهَا الْأَذَى وَلْيَأْكُلْهَا، وَلَا يَدَعْهَا لِلشَّيْطَانِ، وَأَمَرَنَا أَنْ نَسْلُتَ الْقَصْعَةَ، قَالَ: فَإِنَّكُمْ لَا تَدْرُونَ فِي أَيِّ طَعَامِكُمُ الْبَرَكَةُ؟»[3]

''نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب کھانا کھاتے تو اپنی انگلیوں کو تین دفعہ چاٹتے تھے، اور فرماتے: تم میں سے کسی کا لقمہ زمین پر گر جائے تو وہ اسے اٹھائے، پھر اس سے گندگی کو دور کرے اور کھالے، اور اسے شیطان کے لیے نہ چھوڑے۔ اور ہمیں حکم دیتے کہ برتن کو صاف کریں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیونکہ تم یہ نہیں جانتے کہ کھانے کے کس حصے

---

[1] سنن البیهقي، رقم الحدیث [14430]

[2] السلسلة الصحیحة [750/1]

[3] صحیح مسلم، رقم الحدیث [2034]

Marfat.com

میں تمھارے لیے برکت ہے؟"

8 ایک اور روایت میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«إِذَا أَكَلَ أَحَدُكُمْ فَلْيَلْعَقْ أَصَابِعَهُ، فَإِنَّهُ لَا يَدْرِي فِي أَيَّتِهِنَّ الْبَرَكَةُ»[1]

"تم میں سے جب کوئی کھانا کھائے تو وہ اپنی انگلیوں کو چاٹ لے، کیونکہ وہ یہ نہیں جانتا کہ ان میں کہاں برکت ہے؟"

امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان: «لَا تَدْرُونَ فِي أَيِّ طَعَامِكُمُ الْبَرَكَةُ» "تم نہیں جانتے کہ کھانے کے کس حصے میں تمھارے لیے برکت ہے" کا معنی یہ ہے کہ جو کھانا انسان کے سامنے ہوتا ہے، اس میں برکت ہوتی ہے، لیکن انسان کو یہ علم نہیں ہوتا کہ جو اس نے کھالیا ہے اس میں برکت ہے، یا جو اس کی انگلیوں کے ساتھ ہے، اس میں برکت ہے، یا جو برتن میں نیچے رہ گیا ہے اس میں برکت ہے، یا جو لقمہ نیچے گر گیا ہے اس میں برکت ہے۔ اس لیے انسان کو برکت کے حصول کے لیے مکمل کھانے کی حفاظت کرنی چاہیے۔ کھانے میں برکت دراصل اس کا زیادہ اور نفع مند ہونا ہے۔ یعنی جس سے غذا حاصل ہو، تکلیف سے نجات ملے اور اللہ تعالیٰ کی عبادت کے لیے طاقت پیدا ہو۔"[2]

---

1 صحیح مسلم، رقم الحدیث [2035]

2 شرح صحیح مسلم [5/206]

Marfat.com

علامہ البانی رحمہ اللہ اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں:

''کھانے کے آداب بڑے عمدہ ہیں، جن کا ادا کرنا واجب ہے۔ آج کے اکثر مسلمان یورپ کی پیروی میں ان آداب کو چھوڑتے جا رہے ہیں اور اغیار کے کافرانہ رسم و رواج سے متاثر ہو رہے ہیں، لہٰذا مسلمانوں کو ان کی تقلید سے بچنا چاہیے، ورنہ یہ بھی انھیں جیسے ہو جائیں گے۔''[1]

9 اسی طرح کھانے کو رکھ دینا حتی کہ اس کی حرارت ختم ہو جائے، یہ بھی باعثِ برکت ہے، جیسا کہ مسند احمد میں اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ وہ جب ثرید (ایک قسم کا کھانا) تیار کرتیں تو اسے کسی چیز سے ڈھانپ کر رکھ دیتیں حتی کہ اس کی حرارت ختم ہو جاتی۔ پھر فرماتی ہیں: میں نے رسول اللہ سے سنا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''هُوَ اَعْظَمُ لِلْبَرَكَةِ'' ایسا کرنا بہت زیادہ برکت کا باعث ہوتا ہے۔[2]

آٹھواں سبب: استخارہ کرنا:

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صحابہ کو دعائے استخارہ اس طرح سکھاتے تھے، جیسے قرآن مجید کی کوئی سورت سکھاتے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے:

«إِذَا هَمَّ أَحَدُكُمْ بِالْأَمْرِ فَلْيَرْكَعْ رَكْعَتَيْنِ مِنْ غَيْرِ الْفَرِيضَةِ، ثُمَّ لِيَقُلْ: اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَسْتَخِيرُكَ بِعِلْمِكَ، وَأَسْتَقْدِرُكَ بِقُدْرَتِكَ، وَأَسْأَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ الْعَظِيمِ، فَإِنَّكَ تَقْدِرُ وَلَا أَقْدِرُ، وَتَعْلَمُ وَلَا أَعْلَمُ، وَأَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوبِ، اللّٰهُمَّ إِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ أَنَّ هٰذَا

[1] السلسلة الصحيحة [746/1]

[2] مسند أحمد، رقم الحديث [26958، حديث حسن]

Marfat.com

الْأَمْرَ خَيْرٌ لِّي فِي دِينِي وَمَعَاشِي وَعَاقِبَةِ أَمْرِي أَوْ قَالَ: عَاجِلِ أَمْرِي وَآجِلِهِ فَاقْدُرْهُ لِي وَيَسِّرْهُ لِي ثُمَّ بَارِكْ لِي فِيهِ»[1]

''تم میں سے جب کوئی کسی کام کا ارادہ کرے تو وہ دو رکعت نماز فرضوں کے علاوہ پڑھے۔ پھر (دعا کرے) کہے: اے اللہ! میں تجھ سے تیرے علم کے ساتھ خیر مانگتا ہوں۔ اور میں تجھ سے تیری قدرت کے ساتھ طاقت مانگتا ہوں۔ اور میں تجھ سے تیرے عظیم فضل کا سوال کرتا ہوں۔ کیونکہ تو قدرت رکھتا ہے اور میں قدرت نہیں رکھتا، اور تو خوب جانتا ہے اور میں نہیں جانتا، اور تو غیب کی باتوں کو بھی جاننے والا ہے۔ اے اللہ! اگر تیرے علم کے مطابق میرا یہ کام میرے دین، میری معیشت، میرے کام کے انجام کے لحاظ سے بہتر ہے تو اسے میرے مقدر میں کر دے اور میرے لیے اسے آسان کر دے، پھر اس میں میرے لیے برکت ڈال دے۔''

نواں سبب؛ قناعت:

1. مسند احمد کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«إِنَّ اللّٰهَ يَبْتَلِي عَبْدَهُ بِمَا أَعْطَاهُ، فَمَنْ رَضِيَ بِمَا قَسَمَ اللّٰهُ لَهُ بَارَكَ اللّٰهُ لَهُ فِيهِ، وَوَسَّعَهُ، وَمَنْ لَمْ يَرْضَ لَمْ يُبَارِكْ لَهُ»[2]

''اللہ تعالیٰ اپنے بندے کو جو (رزق) عطا کرتا ہے، اس کے ساتھ اسے آزماتا ہے تو جو اللہ کی تقسیم پر راضی ہو جائے، اللہ تعالیٰ اس کے رزق میں برکت ڈال دیتے ہیں اور اسے وسیع کر دیتے ہیں۔ اور جو

---

[1] صحيح البخاري، رقم الحديث [1162]

[2] مسند أحمد، رقم الحديث [20279]

Marfat.com

اللہ کی تقسیم پر راضی نہ ہو، اس کے رزق میں برکت نہیں ہوتی۔"

2 لوگوں سے مانگنے سے بے پرواہ ہو جانا اور اللہ تعالیٰ کی تقسیم پر راضی ہو جانا بھی برکت کے اسباب میں سے ہے۔ مسند احمد کی روایت ہے کہ ہلال بن حصن کہتے ہیں:

«نَزَلْتُ عَلَى أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ فَضَمَّنِي وَإِيَّاهُ الْمَجْلِسُ، قَالَ: فَحَدَّثَ أَنَّهُ أَصْبَحَ ذَاتَ يَوْمٍ وَقَدْ عَصَبَ عَلَى بَطْنِهِ حَجَرًا مِنَ الْجُوعِ، فَقَالَتْ لَهُ امْرَأَتُهُ أَوْ أُمُّهُ: ائْتِ النَّبِيَّ ﷺ، فَاسْأَلْهُ، فَقَدْ أَتَاهُ فُلَانٌ فَسَأَلَهُ فَأَعْطَاهُ، وَأَتَاهُ فُلَانٌ فَسَأَلَهُ فَأَعْطَاهُ، فَقَالَ: قُلْتُ: حَتَّى أَلْتَمِسَ شَيْئًا، قَالَ: فَالْتَمَسْتُ فَأَتَيْتُهُ، قَالَ حَجَّاجٌ: فَلَمْ أَجِدْ شَيْئًا فَأَتَيْتُهُ، وَهُوَ يَخْطُبُ فَأَدْرَكْتُ مِنْ قَوْلِهِ وَهُوَ يَقُولُ: مَنِ اسْتَعَفَّ يُعِفَّهُ اللّٰهُ، وَمَنِ اسْتَغْنَى يُغْنِهِ اللّٰهُ، وَمَنْ سَأَلَنَا إِمَّا أَنْ نَبْذُلَ لَهُ، وَإِمَّا أَنْ نُوَاسِيَهُ۔ أَبُو حَمْزَةَ الشَّاكُّ۔ وَمَنْ يَسْتَعِفُّ عَنَّا أَوْ يَسْتَغْنِي أَحَبُّ إِلَيْنَا مِمَّنْ يَسْأَلُنَا، قَالَ: فَرَجَعْتُ فَمَا سَأَلْتُهُ شَيْئًا، فَمَا زَالَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ يَرْزُقُنَا حَتَّى مَا أَعْلَمُ فِي الْأَنْصَارِ أَهْلَ بَيْتٍ أَكْثَرَ أَمْوَالًا مِنَّا»[1]

"میں ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کے پاس آیا۔ تو ان کے پاس ایک مجلس لگی تھی، اور وہ یہ بیان کر رہے تھے کہ ایک دن انھوں (ابو سعید) نے صبح اس حالت میں کی کہ ان کے پیٹ پر بھوک کی وجہ سے پتھر باندھا ہوا تھا۔ ان کی بیوی یا والدہ نے کہا: نبی اکرم ﷺ کے پاس

[1] مسند أحمد، رقم الحديث [1140]

Marfat.com

جاؤ اور ان سے کچھ مانگ لو، آپ ﷺ کے پاس فلاں آدمی آیا تھا، اس نے سوال کیا تو آپ ﷺ نے اسے دیا، ایک اور آیا تھا تو اس نے بھی سوال کیا، آپ ﷺ نے اسے بھی دے دیا تھا۔ ابو سعید فرماتے ہیں: میں نے کہا: میں سواری وغیرہ تلاش کرلوں، چنانچہ میں نے سواری تلاش کی پھر میں آیا۔ حجاج راوی کا بیان ہے: ان کو کوئی سواری نہ ملی۔ ابو سعید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں نبی ﷺ کے پاس آیا تو آپ ﷺ اس وقت خطبہ ارشاد فرما رہے تھے کہ جو پاکدامنی اختیار کرے گا اللہ اسے پاکدامن بنائیں گے، اور جو بے پرواہی اختیار کرے گا، اللہ اسے دوسروں سے بے نیاز کر دیں گے، اور جس نے ہم سے سوال کیا ہم اس کی ضرورت پوری کر دیں گے یا اس کو تسلی دیں گے (ابوحمزہ کو شک ہے) اور جو شخص ہم سے سوال کرنے سے بچے گا اور بے پرواہی اختیار کرے گا وہ ہمیں سوال کرنے والے سے زیادہ محبوب ہے۔ ابو سعید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں سوال کیے بغیر وہاں سے واپس آ گیا۔ پس اس وقت سے ہمیشہ اللہ ہمیں رزق دینے لگا حتی کہ اب مجھے علم نہیں کہ انصار کا کوئی گھرانا ہم سے زیادہ مالدار ہو۔''

دسواں سبب؛ عدل و انصاف کرنا:

صحیح مسلم میں حضرت نواس بن سمعان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

« ذَكَرَ نُزُولَ عِيسَى عليه السلام فِي آخرِ الزَّمَانِ، وأَنَّهُ تَحصُلُ فِيهِ الْبَرَكَةُ، فَيَقَالُ لِلْأَرْضِ: أَنْبِتِي ثَمَرَتَكِ، وَرُدِّي بَرَكَتَكِ، فَيَوْمَئِذٍ تَأْكُلُ الْعِصَابَةُ مِنَ الرُّمَّانَةِ، وَيَسْتَظِلُّونَ بِقِحْفِهَا، وَيُبَارَكُ فِي الرِّسْلِ حَتَّى أَنَّ اللِّقْحَةَ مِنَ الْإِبِلِ لَتَكْفِي الْفِئَامَ

Marfat.com

مِنَ النَّاسِ، وَاللِّقْحَةَ مِنَ الْبَقَرِ لَتَكْفِي الْقَبِيلَةَ مِنَ النَّاسِ، وَاللِّقْحَةَ مِنَ الْغَنَمِ لَتَكْفِي الْفَخِذَ مِنَ النَّاسِ» [1]

''نبی ﷺ نے آخری زمانے میں عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کا ذکر کیا اور فرمایا: اس میں برکت حاصل ہوگی۔ زمین سے کہا جائے گا: اپنا پھل اُگاؤ، اور اپنی برکت کو باہر نکال، اس دن ایک بڑی جماعت کو ایک انار کافی ہوگا اور اس کے چھلکے کے سائے میں لوگ بیٹھیں گے، اور ان کے دودھ میں برکت ہوگی، حتی کہ ایک دودھ والی اونٹنی لوگوں کی ایک بڑی جماعت کو کفایت کرے گی اور دودھ والی ایک گائے لوگوں کے ایک قبیلے کو کفایت کرے گی اور دودھ والی ایک بکری لوگوں کی ایک جماعت کو کفایت کرے گی۔''

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ بنو امیہ کے خزانوں میں ایک تھیلی ملی، اس میں گندم کا ایک دانا کھجور کی گٹھلی کے برابر تھا۔ اور اس تھیلی پر لکھا ہوا تھا: عدل و انصاف کے دور میں اس طرح کا غلہ ہوتا تھا۔

---

[1] صحیح مسلم، رقم الحدیث [2937]

Marfat.com

برکت روکنے والے اسباب

بعض اعمال برکت کے حصول میں رکاوٹ کا سبب بنتے ہیں، جن میں سے چند ایک کا ذیل میں ذکر کیا جا رہا ہے۔

پہلا سبب؛ نافرمانی اور گناہ:

پچھلی فصل میں ان اسباب کا ذکر ہوا ہے جو باعثِ برکت ہوتے ہیں، ان مین ایک سبب تقویٰ تھا، جو برکت کے حصول کا سب سے بڑا سبب ہے۔ اور اس کے برعکس جو بھی چیز ہوگی، وہ برکت کو روکنے کا باعث بنے گی۔ لہٰذا تقوی کے برعکس نافرمانیاں اور گناہ برکت کے زوال کا سب سے بڑا سبب ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَ الْبَحْرِ بِمَا كَسَبَتْ اَيْدِي النَّاسِ لِيُذِيْقَهُمْ بَعْضَ الَّذِيْ عَمِلُوْا لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ﴾ [الروم: 41]

''خشکی اور سمندر میں فساد ظاہر ہوگیا، اس کی وجہ سے جو لوگوں کے ہاتھوں نے کمایا، تاکہ وہ انھیں اس کا کچھ مزہ چکھائے جو انھوں نے کیا ہے، تاکہ وہ باز آجائیں۔''

امام ابن قیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''یہاں فساد سے مراد گناہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمارے برے اعمال کی وجہ سے ہمیں جو عذاب دیتے ہیں وہ برے اعمال کے حساب سے بہت تھوڑا ہے۔ اگر ہمیں ہماری بداعمالیوں کا پورا پورا عذاب ملے

Marfat.com

تو زمین پر کوئی بھی باقی نہ رہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿ وَ لَوْ يُؤَاخِذُ اللّٰهُ النَّاسَ بِمَا كَسَبُوْا مَا تَرَكَ عَلٰى ظَهْرِهَا مِنْ دَآبَّةٍ ﴾ [الفاطر:45]

''اور اگر اللہ لوگوں کو اس کی وجہ سے پکڑے جو انھوں نے کمایا تو اس کی پشت پر کوئی چلنے والا نہ چھوڑے۔''

''بدعمالیاں اور نافرمانیاں عمر، رزق، علم، عمل اور اطاعت وغیرہ میں سے برکت کو ختم کر دیتی ہیں۔ یعنی دین اور دنیا سے برکت ختم کر دیتی ہیں۔ اور مخلوق کی نافرمانیوں کی وجہ سے زمین سے برکت ختم ہو جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿ وَ لَوْ اَنَّ اَهْلَ الْقُرٰۤى اٰمَنُوْا وَ اتَّقَوْا لَفَتَحْنَا عَلَيْهِمْ بَرَكٰتٍ مِّنَ السَّمَآءِ وَ الْاَرْضِ ﴾ [الأعراف:96]

''اور اگر واقعی بستیوں والے ایمان لے آتے اور بچ کر چلتے تو ہم ضرور ان پر آسمان اور زمین سے بہت سی برکتیں کھول دیتے۔''

اور دوسری جگہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿ وَاَنْ لَّوِ اسْتَقَامُوْا عَلَى الطَّرِيْقَةِ لَاَسْقَيْنٰهُمْ مَّآءً غَدَقًا ﴾

[الجن: 16]

''اور (یہ وحی کی گئی ہے) کہ اگر وہ راستے پر سیدھے رہتے تو ہم انھیں ضرور بہت وافر پانی پلاتے۔''

مسند احمد کی روایت ہے:

«وَإِنَّ الْعَبْدَ لَيُحْرَمُ الرِّزْقَ بِالذَّنْبِ يُصِيبُهُ»[1]

---

[1] مسند أحمد، رقم الحديث [23386]

Marfat.com

''بندہ اپنے گناہ کی وجہ سے رزق سے محروم کر دیا جاتا ہے۔''

''اسی طرح ایک اور حدیث میں ہے کہ روح القدس نے میرے دل میں یہ بات ڈالی ہے کہ کوئی جان اس وقت تک فوت نہیں ہوتی جب تک وہ اپنا وقت اور رزق مکمل حاصل نہیں کر لیتی۔ اللہ سے ڈرو اور طلب کرنے میں احسن طریقہ اختیار کرو، اور رزق کی ہوس تمہیں اللہ کی نافرمانی تک نہ لے جائے، کیونکہ اس کے پاس موجود برکات کو صرف اس کی اطاعت کے ذریعے ہی سے حاصل کیا جا سکتا ہے۔[1]

''معلوم ہوا کہ اللہ کی نافرمانی رزق اور وقت کو بے برکت بنانے کا سبب ہے، کیونکہ شیطان اور اس کے ساتھی ایسے رزق میں شریک ہو جاتے ہیں اور کھانا شروع کر دیتے ہیں۔ اسی لیے کھانے، پینے، پہننے، سفر کرنے اور جماع کے وقت اللہ کا نام لینا اور برکت کا سوال کرنا مشروع ہے۔ اللہ کے نام سے شیطان کو تکلیف ہوتی ہے اور وہ اس چیز سے دھتکار دیا جاتا ہے۔ اور جو چیز اللہ کے علاوہ کسی اور کے لیے ہو، وہ بے برکتی ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنی ذات میں یکتا اور بابرکت ہے۔ اس کا کلام، اس کا رسول ﷺ، اس کا مومن بندہ جو مخلوق کے لیے نفع کا باعث ہو، اس کا گھر بیت اللہ، اس کی زمین شام، وغیرہ سب بابرکت ہیں، اللہ کی طرف جو بھی منسوب ہو وہ بابرکت ہو جاتا ہے۔ اور جو چیز اس سے جتنی دور ہو گی، اتنی برکت اور خیر سے خالی ہو گی۔ اور جو چیز جتنا اللہ کے قریب ہو گی اس میں اتنی ہی زیادہ برکت ہو گی۔

[1] حلیۃ الأولیاء [27/10] صحیح الجامع [42/1]

Marfat.com

”برکت کی ضد لعنت ہے۔ لعنت والی سرزمین، شخص اور عمل برکت اور خیر سے بہت دور ہوتے ہیں۔ ایسی چیزوں میں برکت کلی طور پر ختم ہو جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے دشمن شیطان پر لعنت کی تو وہ مخلوق میں سب سے زیادہ اس سے دور ہو گیا۔ اس لیے ہر وہ چیز جس میں شیطان کا عمل دخل ہو، وہ بھی ملعون ہو جاتی ہے۔“[1]

دوسرا سبب؛ بسم اللہ نہ پڑھنا:

کھانے، پینے، جماع اور گھر میں داخل ہوتے وقت اللہ کا نام نہ لینا برکت کے زوال کا باعث ہوتا ہے۔

(1) صحیح مسلم میں حضرت عمر بن ابی سلمہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«إِذَا دَخَلَ الرَّجُلُ بَيْتَهُ فَذَكَرَ اللّٰهَ عِنْدَ دُخُولِهِ وَعِنْدَ طَعَامِهِ قَالَ الشَّيْطَانُ: لَا مَبِيتَ لَكُمْ وَلَا عَشَاءَ، وَإِذَا دَخَلَ فَلَمْ يَذْكُرِ اللّٰهَ عِنْدَ دُخُولِهِ، قَالَ الشَّيْطَانُ: أَدْرَكْتُمُ الْمَبِيتَ، وَإِذَا لَمْ يَذْكُرِ اللّٰهَ عِنْدَ طَعَامِهِ، قَالَ: أَدْرَكْتُمُ الْمَبِيتَ وَالْعَشَاءَ»[2]

”جب بندہ اپنے گھر میں داخل ہوتے وقت اور کھانا کھاتے وقت اللہ کا نام لیتا ہے تو شیطان (اپنے ساتھیوں سے) کہتا ہے: تمھارے لیے اس گھر میں نہ رات گزارنے کی کوئی جگہ ہے اور نہ کھانا ہے، اور جب بندہ داخل ہوتے وقت اللہ کا نام نہیں لیتا تو شیطان (اپنے ساتھیوں سے) کہتا ہے: تم نے اس گھر میں رات گزارنے کی جگہ

---

(1) الجواب الكافي [ص: 75]

(2) صحيح مسلم، رقم الحديث [2018]

Marfat.com

پالی ہے۔ اور جب بندہ کھانے کے وقت اللہ کا نام نہیں لیتا تو شیطان کہتا ہے: تم نے اس گھر میں رات گزارنے کی جگہ اور کھانا حاصل کر لیا ہے۔''

(2) نیز صحیح مسلم کی روایت ہے، حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

((كُنَّا إِذَا حَضَرْنَا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ طَعَامًا لَمْ نَضَعْ أَيْدِيَنَا حَتَّى يَبْدَأَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَيَضَعُ يَدَهُ، وَإِنَّا حَضَرْنَا مَعَهُ مَرَّةً طَعَامًا، فَجَاءَتْ جَارِيَةٌ كَأَنَّهَا تُدْفَعُ، فَذَهَبَتْ لِتَضَعَ يَدَهَا فِي الطَّعَامِ، فَأَخَذَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بِيَدِهَا، ثُمَّ جَاءَ أَعْرَابِيٌّ كَأَنَّمَا يُدْفَعُ، فَأَخَذَ بِيَدِهِ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: إِنَّ الشَّيْطَانَ يَسْتَحِلُّ الطَّعَامَ أَنْ لَا يُذْكَرَ اسْمُ اللَّهِ عَلَيْهِ، وَإِنَّهُ جَاءَ بِهَذِهِ الْجَارِيَةِ لِيَسْتَحِلَّ بِهَا، فَأَخَذْتُ بِيَدِهَا فَجَاءَ بِهَذَا الْأَعْرَابِيِّ لِيَسْتَحِلَّ بِهِ، فَأَخَذْتُ بِيَدِهِ، وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ إِنَّ يَدَهُ فِي يَدِي مَعَ يَدِهَا))[1]

''ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ کھانے پر بیٹھتے تو ہم کھانے کی طرف اپنے ہاتھ نہ بڑھاتے حتی کہ پہلے رسول اللہ ﷺ اپنا ہاتھ کھانے پر رکھتے۔ ایک دفعہ کھانے کے موقع پر ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے کہ ایک لونڈی آئی جیسے وہ دھکیلی جا رہی ہو۔ وہ اپنا ہاتھ کھانے پر رکھنے لگی تو رسول اللہ ﷺ نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا، پھر ایک دیہاتی آیا، جیسے وہ دھکیلا جا رہا ہو، اس نے بھی ایسا ہی کیا تو رسول اللہ ﷺ نے اس کا ہاتھ بھی پکڑ لیا۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا: شیطان اس کھانے کو اپنے لیے حلال سمجھتا ہے جس پر اللہ کا نام نہ لیا جائے۔

(1) صحيح مسلم، رقم الحديث [2017]

Marfat.com

وہ اس لونڈی کو لے کر آیا تا کہ اس کے ذریعے کھانے کو حلال کر لے، لہٰذا میں نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا، پھر وہ اس دیہاتی کو لے کر آیا اور کھانے کو اس کے ذریعے سے اپنے لیے حلال کرنے لگا تو میں نے اس کا بھی ہاتھ پکڑ لیا۔ اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، بے شک اس کا ہاتھ میرے ہاتھ میں شیطان کے ہاتھ کے ساتھ ہے۔‘‘

تیسرا سبب؛ جھوٹی قسم:

صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«اَلْحَلِفُ مُنَفِّقَةٌ لِلسِّلْعَةِ مُمْحِقَةٌ لِلْبَرَكَةِ»[1]

’’قسم سودے کو فروغ دیتی ہے لیکن برکت کو ختم کر دیتی ہے۔‘‘

چوتھا سبب؛ جھوٹ اور خیانت:

صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«اَلْبَيِّعَانِ بِالْخِيَارِ مَا لَمْ يَتَفَرَّقَا فَإِنْ صَدَقَا وَبَيَّنَا بُورِكَ لَهُمَا فِي بَيْعِهِمَا، وَإِنْ كَتَمَا وَكَذَبَا مُحِقَتْ بَرَكَةُ بَيْعِهِمَا»[2]

’’دو خرید و فروخت کرنے والے جب تک جدا نہ ہوں، ان کو سودا فسخ کرنے کا اختیار ہوتا ہے۔ اگر وہ دونوں سچ بولیں اور ہر چیز کو واضح کریں تو ان کے سودے میں برکت ڈال دی جاتی ہے، اور اگر وہ

---

[1] صحيح البخاري، رقم الحديث [2087] صحيح مسلم، برقم [1606]

[2] صحيح البخاري، رقم الحديث [2079] صحيح مسلم، برقم [1532]

Marfat.com

دونوں جھوٹ بولیں اور کچھ چھپائیں تو ان کے سودے سے برکت ختم ہو جاتی ہے۔"

پانچواں سبب؛ نکمّی اور ردّی چیز کا صدقہ کرنا:

سنن نسائی میں حضرت وائل بن حجر رحمہ اللہ سے مروی ہے:

«أَنَّ النَّبِیَّ ﷺ بَعَثَ سَاعِیًا فَأَتَی رَجُلًا فَآتَاهُ فَصِیلًا مَخْلُولًا، فَقَالَ النَّبِیُّ ﷺ: بَعَثْنَا مُصَدِّقَ اللّٰهِ وَرَسُولِهِ، وَإِنَّ فُلَانًا أَعْطَاهُ فَصِیلًا مَخْلُولًا، اَللّٰهُمَّ لَا تُبَارِكْ فِیهِ، وَلَا فِی إِبِلِهِ، فَبَلَغَ ذٰلِكَ الرَّجُلَ فَجَاءَ بِنَاقَةٍ حَسْنَاءَ فَقَالَ: أَتُوبُ إِلَی اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ وَإِلَی نَبِیِّهِ ﷺ، فَقَالَ النَّبِیُّ ﷺ: اَللّٰهُمَّ بَارِكْ فِیهِ وَفِی إِبِلِهِ»[1]

"نبی کریم ﷺ نے ایک آدمی کو صدقات وصول کرنے کے لیے بھیجا۔ جب وہ ایک آدمی کے پاس گیا تو اس نے صدقہ کے طور پر اسے انتہائی کمزور اونٹنی دے دی۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ہم نے اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے ایک آدمی کو صدقہ وصول کرنے کے لیے روانہ کیا تو فلاں آدمی نے اسے انتہائی کمزور اونٹنی دی ہے۔ اے اللہ! اس میں اور اس کے اونٹوں میں برکت نہ ڈال۔ جب اس آدمی کو اس بات کا علم ہوا تو وہ بہت اچھی اونٹنی لے کر آپ ﷺ کے پاس حاضر ہوا اور اس نے کہا: میں اللہ اور اس کے نبی ﷺ کی طرف رجوع (توبہ) کرتا ہوں۔ تو نبی مکرم ﷺ نے فرمایا: اے اللہ! اس میں اور اس کے اونٹوں میں برکت ڈال دے۔"

---

[1] سنن النسائي، رقم الحديث [2458]

Marfat.com

نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ دعا ہر اس آدمی کو پہنچتی ہے جو اس بندے جیسا کام کرتا ہے۔

چھٹا سبب: غیر منقولہ جائیداد (پلاٹ وغیرہ) کو فروخت کر دینا:

مسند احمد کی روایت میں سعید بن حریث رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا:

«مَنْ بَاعَ دَارًا أَوْ عَقَارًا، فَلَمْ يَجْعَلْ ثَمَنَهُ فِي مِثْلِهِ، كَانَ قَمِنًا أَنْ لَا يُبَارَكَ لَه فِيهِ»[1]

"جو شخص گھر یا غیر منقولہ جائیداد (پلاٹ وغیرہ) کو بیچ دے اور اس کی قیمت کو اس جیسی جگہ پر خرچ نہ کرے تو وہ اس لائق ہے کہ اس میں برکت نہ ہو۔"

شیخ احمد البنا رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"گھر میں چونکہ بے شمار فوائد ہیں، اس پر آفت کا اندیشہ ہوتا ہے نہ چور وہاں سے چوری کر سکتا ہے اور نہ وہ آگے منتقل ہونے والا ہے تو شریعت نے اس کا بیچنا مکروہ خیال کیا ہے کیونکہ وہ قیمتی چیز تو بِک جائے گئی اور اس کی رقم یقیناً ختم ہو جائے گی۔ ہاں البتہ اگر اس جگہ کے متبادل کوئی اور زمین وغیرہ خریدنی ہو تو پھر مکروہ نہیں۔"[2]

ساتواں سبب: مختلف حیلوں اور بہانوں سے حرام مال کھانا:

اس کی سب سے بڑی اور بھیانک صورت سود کی شکل میں ہے۔ سود میں برکت ہوتی ہے اور نہ کسی طرح کی کوئی خیر و بھلائی ہوتی ہے۔

---

[1] مسند [18439، حديث حسن]

[2] الفتح الرباني [15/26]

Marfat.com

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿يَمْحَقُ اللّٰهُ الرِّبٰوا وَ يُرْبِي الصَّدَقٰتِ﴾ [البقرة: 276]

''اللہ سود کو مٹاتا ہے اور صدقات کو بڑھاتا ہے۔''

صحیح بخاری اور صحیح مسلم کی روایت ہے:

«عَنْ اَبِی سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ يَقُولُ: قَامَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فَخَطَبَ النَّاسَ فَقَالَ: لَا وَاللّٰهِ مَا أَخْشَى عَلَيْكُمْ، أَيُّهَا النَّاسُ! إِلَّا مَا يُخْرِجُ اللّٰهُ لَكُمْ مِنْ زَهْرَةِ الدُّنْيَا، فَقَالَ رَجُلٌ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ أَيَأْتِي الْخَيْرُ بِالشَّرِّ؟ فَصَمَتَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ سَاعَةً، ثُمَّ قَالَ: كَيْفَ قُلْتَ؟ قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! أَيَأْتِي الْخَيْرُ بِالشَّرِّ؟ فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: إِنَّ الْخَيْرَ لَا يَأْتِي إِلَّا بِخَيْرٍ أَوَ خَيْرٌ هُوَ، إِنَّ كُلَّ مَا يُنْبِتُ الرَّبِيعُ يَقْتُلُ حَبَطًا أَوْ يُلِمُّ، إِلَّا آكِلَةَ الْخَضِرِ، أَكَلَتْ حَتَّى إِذَا امْتَلَأَتْ خَاصِرَتَاهَا اسْتَقْبَلَتِ الشَّمْسَ، ثَلَطَتْ أَوْ بَالَتْ، ثُمَّ اجْتَرَّتْ، فَعَادَتْ، فَأَكَلَتْ فَمَنْ يَأْخُذْ مَالًا بِحَقِّهِ يُبَارَكْ لَهُ فِيهِ، وَمَنْ يَأْخُذْ مَالًا بِغَيْرِ حَقِّهِ فَمَثَلُهُ كَمَثَلِ الَّذِي يَأْكُلُ وَلَا يَشْبَعُ» [1]

''حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ لوگوں کو خطبہ دینے کے لیے کھڑے ہوئے تو آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ کی قسم! میں تمھارے بارے میں کسی چیز سے نہیں ڈرتا، ہاں البتہ ایک چیز سے ڈرتا ہوں اور وہ ہے دنیا کی زیب و زینت۔ ایک آدمی نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! کیا خیر برائی کو لاتی ہے؟ رسول اللہ ﷺ

[1] صحيح البخاري، رقم الحديث [6427] صحيح مسلم، برقم [1054]

Marfat.com

کچھ دیر خاموش رہے۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا: تو نے کیا کہا ہے؟ اس نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول ﷺ! میں نے کہا ہے: کیا خیر برائی کو لاتی ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے اسے جواب دیا: خیر تو صرف بھلائی کے ساتھ ہی آتی ہے۔ کیا وہ (مال) خیر ہے؟ پھر آپ ﷺ نے فرمایا: جو چیزیں بھی ربیع کے موسم میں اگتی ہیں، وہ حرص کے ساتھ کھانے والوں کو ہلاک کر دیتی ہیں یا ہلاکت کے قریب پہنچا دیتی ہیں، سوائے اس جانور کے جو پیٹ بھر کے کھائے، جب اس نے کھا لیا اور اس کی دونوں کوکھ بھر گئیں تو اس نے سورج کی طرف منہ کر کے جگالی کر لی اور پیشاب پاخانہ کر دیا، پھر لوٹا اور پھر کھا لیا۔ جو شخص اس مال کو اس کے حق کے ساتھ حاصل کرتا ہے، اس کے لیے اس میں برکت ہوتی ہے، اور جو اس کو بغیر حق کے حاصل کرتا ہے، وہ اس آدمی کی طرح ہے جو کھاتا ہے اور اس کا پیٹ نہیں بھرتا۔"

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"اس حدیث میں دلیل ہے کہ حرام کمانے والے کے مال میں برکت نہیں ہوتی، اور یہ اس آدمی کی طرح ہوتا ہے جو کھاتا ہے اور اس کا پیٹ نہیں بھرتا۔ اس حدیث میں اسراف کی مذمت، زیادہ کھانے اور اس کی حرص کی مذمت کا بیان ہے۔ حرام مال کمانا اور مال سے دوسروں کا حق ادا نہ کرنا، مال سے برکت کے زوال کا سبب ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿ يَمْحَقُ اللّٰهُ الرِّبٰوا وَ يُرْبِي الصَّدَقٰتِ ﴾ [البقرة: 276]

"اللہ سود کو مٹاتا ہے اور صدقات کو بڑھاتا ہے۔"[1]

[1] فتح الباري [249/11]

Marfat.com

چنانچہ اگر کوئی آدمی تنخواہ پر کام کرتا ہے اور اپنی ذمہ داری میں کوتاہی کرتا ہے، جبکہ اجرت اور مشاہرہ اسے پورا ملتا ہے تو اس کے مال میں بھی برکت نہیں ہوتی۔

آٹھواں سبب؛ دنیا کی حرص اور طمع رکھنا:

صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«يَا حَكِيمُ! إِنَّ هَذَا الْمَالَ خَضِرَةٌ حُلْوَةٌ، فَمَنْ أَخَذَهُ بِسَخَاوَةِ نَفْسٍ بُورِكَ لَهُ فِيهِ، وَمَنْ أَخَذَهُ بِإِشْرَافِ نَفْسٍ لَمْ يُبَارَكْ لَهُ فِيهِ، كَالَّذِي يَأْكُلُ وَلَا يَشْبَعُ»[1]

”اے حکیم! یہ مال بڑا سرسبز اور میٹھا ہے۔ جو اسے نفس کی سخاوت کے ساتھ حاصل کرے گا، اس کے لیے اس میں برکت ہو گی۔ اور جو اسے لالچ کے ساتھ حاصل کرے گا، اس کے لیے اس میں برکت نہیں ہوگی، اور وہ اس آدمی کی طرح ہے جو کھاتا ہے اور اس کا پیٹ نہیں بھرتا۔“

نواں سبب؛ زکوٰۃ ادا نہ کرنا:

سنن ابن ماجہ میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«يَا مَعْشَرَ الْمُهَاجِرِينَ خَمْسٌ إِذَا ابْتُلِيتُمْ بِهِنَّ وَأَعُوذُ بِاللّٰهِ أَنْ تُدْرِكُوهُنَّ، وَ ذَكَرَ مِنْهَا: وَلَمْ يَمْنَعُوا زَكَاةَ أَمْوَالِهِمْ إِلَّا مُنِعُوا الْقَطْرَ

[1] صحيح البخاري، رقم الحديث [1472] صحيح مسلم، برقم [1035]

Marfat.com

مِنَ السَّمَاءِ وَلَوْلَا الْبَهَائِمُ لَمْ يُمْطَرُوا》[1]

''اے مہاجرین کی جماعت! پانچ چیزوں کے ساتھ جب تمھیں آزمائش میں ڈالا جائے گا۔ اور میں اللہ سے پناہ مانگتا ہوں کہ کہیں تم ان میں مبتلا نہ ہو جاؤ۔ پھر آپ ﷺ نے ان میں سے ایک یہ ارشاد فرمائی: لوگ اپنے مال سے زکوۃ ادا نہ کریں گے تو اس کی وجہ سے آسمان سے ان پر بارش نہیں برسے گی، اور اگر حیوان نہ ہوں تو ان پر کبھی بارش نہ برسے۔''

اور بارش کے بارے میں پہلے گزر چکا ہے کہ یہ برکت کا باعث ہوتی ہے۔

دسواں سبب؛ ناپ تول میں کمی کرنا:

سنن ابن ماجہ کی سابقہ حدیث میں آپ ﷺ نے فرمایا ہے:

《وَلَمْ يَمْنَعُوا الْمِكْيَالَ وَالْمِيزَانَ إِلَّا أُخِذُوا بِالسِّنِينَ وَشِدَّةِ الْمَؤُونَةِ وَجَوْرِ السُّلْطَانِ عَلَيْهِمْ》[2]

''جب لوگ ناپ تول میں کمی کریں گے تو ان پر قحط سالی اور بہت زیادہ مشقت اور بادشاہ کا ظلم آ جائے گا۔''

گیارہواں سبب؛ اللہ کے دیے ہوئے رزق پر راضی نہ ہونا:

مسند احمد کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

《إِنَّ اللّٰهَ يَبْتَلِي عَبْدَهُ بِمَا أَعْطَاهُ، فَمَنْ رَضِيَ بِمَا قَسَمَ اللّٰهُ لَهُ بَارَكَ اللّٰهُ لَهُ فِيهِ وَ وَسَّعَهُ وَمَنْ لَمْ يَرْضَ لَمْ يُبَارِكْ لَهُ》

''اللہ اپنے بندے کو جو عطا کرتے ہیں اس کے ساتھ اسے آزماتے ہیں۔ جو اللہ کی تقسیم پر راضی ہو گیا اس کے لیے مال میں برکت ہوتی ہے اور جو راضی نہ ہوا، اس کے لیے برکت نہیں ہوتی۔''

---

[1] سنن ابن ماجه، رقم الحديث [4019]

[2] سنن ابن ماجه، رقم الحديث [4019]

Marfat.com

بابرکت اشخاص و مقامات
اور
زمانوں کا بیان

بابرکت لوگوں میں سب سے اونچا مقام انبیاء اور رسولوں کا ہے۔ اور پھر انبیاء اور رسولوں میں سب سے زیادہ بابرکت شخصیت حضرت محمد ﷺ کی ہے۔ آپ ﷺ کی برکات میں سب سے عظیم برکت دین اسلام ہے، جس کے ساتھ آپ ﷺ کو اس دنیا میں مبعوث کیا گیا۔ آپ ﷺ کی برکات کا ذکر گزشتہ صفحات میں ہو چکا ہے، مثلاً آپ ﷺ کی انگلیوں سے پانی کا پھوٹنا، کھانے کا بڑھ جانا، بیماروں کا تندرست ہونا اور آپ ﷺ کا مستجاب الدعوات ہونا وغیرہ۔

حضرت نوح علیہ السلام بابرکت پیغمبر ہیں:

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿ قِيْلَ يٰنُوْحُ اهْبِطْ بِسَلٰمٍ مِّنَّا وَ بَرَكٰتٍ عَلَيْكَ وَ عَلٰٓى اُمَمٍ مِّمَّنْ مَّعَكَ﴾ [هود: 48]

''کہا گیا اے نوح! اتر جا ہماری طرف سے عظیم سلامتی اور بہت سی برکتوں کے ساتھ، تجھ پر اور ان جماعتوں پر جو ان لوگوں سے ہوں گی جو تیرے ساتھ ہیں۔''

Marfat.com

حضرت ابراہیم علیہ السلام اور ان کے بیٹے اسحاق علیہ السلام:

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿ وَبٰرَكْنَا عَلَيْهِ وَعَلٰٓى اِسْحٰقَ وَمِنْ ذُرِّيَّتِهِمَا مُحْسِنٌ وَّظَالِمٌ لِّنَفْسِهٖ مُبِيْنٌ ﴾ [الصافات: 113]

''اور ہم نے اس پر اور اسحاق پر برکت نازل کی، اور ان دونوں کی اولاد میں سے کوئی نیکی کرنے والا ہے اور کوئی اپنے آپ پر صریح ظلم کرنے والا ہے۔''

دوسری جگہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿ رَحْمَتُ اللّٰهِ وَبَرَكٰتُهٗ عَلَيْكُمْ اَهْلَ الْبَيْتِ ﴾ [ھود: 73]

''اللہ کی رحمت اور اس کی برکتیں ہوں تم پر اے گھر والو!''

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ ہم نے ابراہیم اور اسحاق کو بابرکت بنایا۔ یعنی ہم نے ان دونوں پر برکت نازل کی، جس سے ان کا علم، عمل اور اولاد بڑھ گئی۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی اولاد کو تین امتوں تک پھیلا دیا: عرب، بنی اسرائیل اور رومی۔

حضرت موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام:

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿ فَلَمَّا جَآءَهَا نُوْدِيَ اَنْۢ بُوْرِكَ مَنْ فِي النَّارِ وَمَنْ حَوْلَهَا وَسُبْحٰنَ اللّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴾ [النمل: 8]

''تو جب وہ اس کے پاس آیا تو اسے آواز دی گئی کہ برکت دی گئی ہے اسے جو آگ میں ہے اور جو اس کے ارد گرد ہے اور اللہ پاک ہے جو سارے جہانوں کا رب ہے۔''

Marfat.com

بعض مفسرین فرماتے ہیں کہ اس کا مطلب ہے: اے موسیٰ! ہم نے تجھ میں اور تیرے فرشتوں میں جو آگ کے اردگرد ہیں، ان میں برکت ڈال دی ہے۔ یہ موسیٰ علیہ السلام کے لیے اللہ تعالیٰ کی طرف سے بطورِ عزت وتکریم تھا۔[1]

حضرت عیسیٰ علیہ السلام:

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿وَ جَعَلَنِیْ مُبٰرَكًا اَیْنَ مَا كُنْتُ وَ اَوْصٰنِیْ بِالصَّلٰوةِ وَ الزَّكٰوةِ مَا دُمْتُ حَیًّا﴾ [مریم: 31]

''اور مجھے بابرکت بنایا جہاں بھی میں ہوں اور مجھے نماز اور زکوٰۃ کی وصیت کی، جب تک میں زندہ رہوں۔''

علامہ عبدالرحمٰن سعدی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''یعنی ہر جگہ اور زمانے میں اللہ تعالیٰ نے مجھے بھلائی کی تعلیم، بھلائی کی طرف دعوت، شر سے ممانعت، اپنے اقوال وافعال میں اللہ کی دعوت کی توفیق عطا فرما کر با برکت بنایا ہے۔ بنا بریں جو کوئی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی صحبت اختیار کرتا تھا، وہ آپ علیہ السلام کی برکت اور سعادت سے بہرہ ور ہوتا تھا۔''[2]

امام ابن جریر رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ ایک عالم اپنے سے بڑے عالم کو ملا تو اس نے کہا: اللہ آپ پر رحمت فرمائیں۔ آپ مجھے یہ بتائیں کہ میں سب سے زیادہ کون سا کام کروں؟ اس نے جواب دیا: سب سے زیادہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا کام کرو، اس لیے کہ یہ وہ چیز ہے جسے اللہ تعالیٰ نے اپنے انبیاء کو

---

(1) تفسير القرطبي [105/16]

(2) تيسير الكريم الرحمٰن [465]

Marfat.com

دے کر بندوں کی طرف مبعوث کیا۔اور فقہاء کا اجماع ہے کہ آیت ﴿وَ جَعَلَنِیْ مُبٰرَکًا اَیْنَ مَا کُنْتُ وَ اَوْصٰنِیْ بِالصَّلٰوۃِ وَ الزَّکٰوۃِ مَا دُمْتُ حَیًّا﴾ میں برکت سے مراد ہر وقت اور ہر جگہ پر امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا کام کرنا ہے۔[1]

نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام؛ مرد اور عورتیں، سب بابرکت تھے:

اس کا اظہار اس بات سے ہوتا ہے کہ تعداد اور وسائل کی قلت کے باوجود انھوں نے اپنے اخلاص اور جہاد کی بنا پر اسلام کو دنیا کے کونے کونے میں پہنچایا اور اس راستے میں اپنے مال اور جان کی پروا نہ کی۔

صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«اَللّٰھُمَ لا خَیْرَ اِلَّا خَیْرُ الآخِرَۃِ فَبَارِكْ فِي الْأَنْصَارِ وَالْمُھَاجِرَۃِ»[2]

”اے اللہ! خیر تو آخرت کی خیر ہے۔ پس تو انصار اور مہاجرین میں برکت ڈال دے۔“

بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو خصوصی برکت حاصل ہوئی:

صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا والی حدیث میں ہے:

« إِنَّهُ انْقَطَعَ عِقْدٌ لَهَا فَتَأَخَّرَ الصَّحَابَةُ يَبْحَثُونَ عَنْهُ، وَلَيْسَ مَعَهُمْ مَاءٌ، فَأَنْزَلَ اللّٰهُ آيَةَ التَّيَمُّمِ فَتَيَمَّمُوا، فَقَالَ أُسَيْدُ بْنُ الْحُضَيْرِ، وَهُوَ أَحَدُ النُّقَبَاءِ: مَا هِيَ بِأَوَّلِ بَرَكَتِكُمْ يَا آلَ أَبِي بَكْرٍ»[3]

”ان کا ہار گم ہو گیا، تو صحابہ وہیں ٹھہر کر ہار کو تلاش کرتے رہے، اور

---

[1] تفسیر ابن جریر [5493/7]

[2] صحیح البخاري، رقم الحدیث [2835]

[3] صحیح البخاري، رقم الحدیث [334] صحیح مسلم، برقم [367]

Marfat.com

ان کے پاس پانی نہ تھا۔ تو اس موقع پر اللہ تعالیٰ نے آیتِ تیمّم نازل فرمائی، لہٰذا انھوں نے تیمّم کیا۔ اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ نے کہا: اے آل ابو بکر! یہ تمھاری وجہ سے نازل ہونے والی پہلی برکت نہیں ہے۔"
یعنی تمھاری وجہ سے پہلے بھی کئی برکات نازل ہوئی ہیں۔

دوسری روایت میں ہے:

"اللہ آپ کو بہتر بدلہ عطا فرمائے۔ اللہ کی قسم! تم پر جو بھی کوئی تکلیف آئی اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس سے نکالا اور مسلمانوں کے لیے اس میں برکت رکھی۔"[1]

صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں ہے کہ حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

« جَاءَ أَبُو بَكْرٍ بِضَيْفٍ لَهُ أَوْ بِأَضْيَافٍ لَهُ، قَالَ: فَأَمْسىٰ عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ فَلَمَّا جَاءَ، قَالَتْ أُمِّي: احْتَبَسْتَ عَنْ ضَيْفِكَ أَوْ عَنْ أَضْيَافِكَ اللَّيْلَةَ، قَالَ: مَا عَشَّيْتِهِمْ؟ فَقَالَتْ: عَرَضْنَا عَلَيْهِ أَوْ عَلَيْهِمْ فَأَبَوْا أَوْ فَأَبىٰ، فَغَضِبَ أَبُو بَكْرٍ فَسَبَّ وَجَدَّعَ وَحَلَفَ لَا يَطْعَمُهُ، فَاخْتَبَأْتُ أَنَا، فَقَالَ: يَا غُنْثَرُ، فَحَلَفَتِ الْمَرْأَةُ لَا تَطْعَمُهُ حَتَّى يَطْعَمَهُ، وَحَلَفَ الضَّيْفُ أَوِ الْأَضْيَافُ أَنْ لَا يَطْعَمَهُ أَوْ يَطْعَمُوهُ حَتَّى يَطْعَمَهُ، فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ: كَأَنَّ هٰذِهِ مِنَ الشَّيْطَانِ، فَدَعَا بِالطَّعَامِ فَأَكَلَ وَأَكَلُوا، فَجَعَلُوا لَا يَرْفَعُونَ لُقْمَةً إِلَّا رَبَا مِنْ أَسْفَلِهَا أَكْثَرُ مِنْهَا، فَقَالَ: يَا أُخْتَ بَنِي فِرَاسٍ! مَا هٰذَا؟ فَقَالَتْ: وَقُرَّةِ عَيْنِي، إِنَّهَا الْآنَ لَأَكْثَرُ قَبْلَ أَنْ

[1] صحیح مسلم، رقم الحدیث [367]

Marfat.com

نَأْكُلَ، فَأَكَلُوا وَبَعَثَ بِهَا إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَذَكَرَ أَنَّهُ أَكَلَ مِنْهَا» [1]

حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ گھر میں مہمان لے کر آئے۔ لیکن خود کافی رات تک نبی اکرم ﷺ کے پاس ٹھہرے رہے، جب واپس آئے تو میری والدہ نے کہا: اپنے مہمانوں کو چھوڑ کر کہاں چلے گئے تھے؟ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا: کیا تم نے ان کو کھانا نہیں کھلایا؟ میری والدہ نے جواب دیا: ہم نے انھیں کھانا پیش کیا تھا لیکن انھوں نے کھانا کھانے سے انکار کر دیا تھا۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ غصہ میں آ گئے، گھر والوں کو برا بھلا کہا، گہرے غم میں مبتلا ہو گئے اور قسم کھالی کہ وہ کھانا نہیں کھائیں گے۔ میں ڈر کی وجہ سے چھپ گیا۔ انھوں نے مجھے بلایا، اتنے میں میری والدہ نے بھی قسم کھالی کہ اگر ابو بکر رضی اللہ عنہ کھانا نہیں کھائیں گے تو میں بھی نہیں کھاؤں گی۔ پھر مہمانوں نے بھی قسم کھالی کہ اگر یہ کھانا نہیں کھائیں گے تو ہم بھی کھانا نہیں کھائیں گے۔ پھر ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا: گویا یہ غصہ وغیرہ شیطانی کام تھا۔ پھر کھانا منگوایا، خود بھی کھایا اور مہمانوں نے بھی کھایا۔ جب وہ لقمہ اوپر اٹھاتے تو اس کے نیچے سے کھانا اور بڑھ جاتا تھا۔ ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا: اے بنی فراس کی بہن! یہ کیا ہے؟ انھوں نے جواب دیا: میری آنکھوں کی ٹھنڈک۔ اب تو یہ پہلے سے بھی زیادہ ہوگیا ہے۔ پھر ان سب نے کھایا، اور نبی اکرم ﷺ کی طرف بھی بھیجا اور آپ ﷺ نے بھی اس سے کھایا۔“

[1] صحيح البخاري، رقم الحديث [6141] صحيح مسلم، برقم [2057]

Marfat.com

ام المومنین جویریہ بنت الحارث رضی اللہ عنہا:

سنن ابوداود کی روایت ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا:

«وَقَعَتْ جُوَيْرِيَةُ بِنْتُ الْحَارِثِ بْنِ الْمُصْطَلِقِ فِي سَهْمِ ثَابِتِ بْنِ قَيْسِ بْنِ شَمَّاسٍ أَوْ ابْنِ عَمٍّ لَهُ فَكَاتَبَتْ عَلَى نَفْسِهَا وَكَانَتِ امْرَأَةً مَلَّاحَةً تَأْخُذُهَا الْعَيْنُ، قَالَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا: فَجَاءَتْ تَسْأَلُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ فِي كِتَابَتِهَا، فَلَمَّا قَامَتْ عَلَى الْبَابِ فَرَأَيْتُهَا كَرِهْتُ مَكَانَهَا، وَعَرَفْتُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ سَيَرَى مِنْهَا مِثْلَ الَّذِي رَأَيْتُ، فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ! أَنَا جُوَيْرِيَةُ بِنْتُ الْحَارِثِ، وَإِنَّمَا كَانَ مِنْ أَمْرِي مَا لَا يَخْفَى عَلَيْكَ، وَإِنِّي وَقَعْتُ فِي سَهْمِ ثَابِتِ بْنِ قَيْسِ بْنِ شَمَّاسٍ وَإِنِّي كَاتَبْتُ عَلَى نَفْسِي فَجِئْتُكَ أَسْأَلُكَ فِي كِتَابَتِي، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: فَهَلْ لَكِ إِلَى مَا هُوَ خَيْرٌ مِنْهُ؟ قَالَتْ: وَمَا هُوَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ؟ قَالَ: أُؤَدِّي عَنْكِ كِتَابَتَكِ وَأَتَزَوَّجُكِ؟ قَالَتْ: قَدْ فَعَلْتُ، قَالَتْ: فَتَسَامَعَ تَعْنِي النَّاسَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَدْ تَزَوَّجَ جُوَيْرِيَةَ، فَأَرْسَلُوا مَا فِي أَيْدِيهِمْ مِنَ السَّبْيِ فَأَعْتَقُوهُمْ، وَقَالُوا: أَصْهَارُ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَمَا رَأَيْنَا امْرَأَةً كَانَتْ أَعْظَمَ بَرَكَةً عَلَى قَوْمِهَا مِنْهَا، أُعْتِقَ فِي سَبَبِهَا مِائَةُ أَهْلِ بَيْتٍ مِنْ بَنِي الْمُصْطَلِقِ» [1]

"جویریہ بنت الحارث رضی اللہ عنہا ثابت بن قیس یا اس کے چچا زاد کے حصہ میں آئیں تو جویریہ نے اپنے بارے (آزادی) میں مکاتبت کرلی۔

[1] صحيح البخاري، رقم الحديث [6352]

Marfat.com

اور یہ اتنی خوشنما چہرے والی تھیں کہ آنکھ ان کو دیکھتی ہی رہتی تھی۔
حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اپنی مکاتبت کے بارے میں سوال کرنے آئیں۔ جب وہ دروازے پر کھڑی تھیں تو میں نے ان کی طرف دیکھا تو مجھے اچھا نہ لگا۔ اور میں نے جان لیا کہ اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی اس طرح دیکھیں گے تو ان کو بھی اچھا نہ لگے گا۔ جویریہ نے کہا: اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! میں جویریہ بنت الحارث رضی اللہ عنہا ہوں اور میرا معاملہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے مخفی نہیں ہے۔ میں ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ کے حصے میں آئی ہوں اور میں نے ان سے اپنے بارے میں مکاتبت کر لی ہے۔ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس بارے میں کچھ مانگنے آئی ہوں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر تیرے لیے اس سے بہتر کوئی اور چیز ہو تو تیرا کیا خیال ہے؟ جویریہ رضی اللہ عنہا نے کہا: اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! وہ کیا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں تیری مکاتبت کی رقم ادا کر دیتا ہوں اور تجھ سے شادی کر لیتا ہوں۔ جویریہ رضی اللہ عنہا نے کہا: مجھے منظور ہے۔ جب لوگوں کو اس بات کا علم ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جویریہ رضی اللہ عنہا سے شادی کر لی ہے تو ان کے پاس جتنے بھی قیدی تھے، سب کو انھوں نے آزاد کر دیا اور کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بنو مصطلق سے ازدواجی رشتہ قائم کر لیا ہے۔ ہم نے جویریہ رضی اللہ عنہا سے بڑھ کر اپنی قوم کے لیے بابرکت ثابت ہونے والی کوئی عورت نہیں دیکھی کہ اس کے سبب سے بنو مصطلق کے سو گھرانے کے قیدیوں کو آزاد کر دیا گیا۔"

Marfat.com

امام ابن قیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

”نفع دینے والی چیز بابرکت ہوتی ہے اور سب سے زیادہ نفع دینے والی چیز سب سے زیادہ بابرکت ہوتی ہے اور وہ لوگ بابرکت ہوتے ہیں جو دوسروں کو نفع پہنچائیں۔“[1]

عمومی طور پر تمام مسلمان بھی بابرکت ہیں:

صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«إِنَّ مِنَ الشَّجَرِ لَمَا بَرَكَتُهُ كَبَرَكَةِ الْمُسْلِمِ»[2]

”بعض درخت ایسے ہوتے ہیں جن کی برکت مسلمان کی برکت کی طرح ہوتی ہے۔“

وہ مسلمان جو اپنے اسلام پر قائم اور شریعت کے بیان کردہ احکام ونواہی پر عمل پیرا ہو، وہ بڑا بابرکت اور نفع والا ہوتا ہے۔

قرآن مجید بابرکت کتاب ہے:

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ اِلَيْكَ مُبٰرَكٌ لِّيَدَّبَّرُوْٓا اٰيٰتِهٖ وَلِيَتَذَكَّرَ اُولُوا الْاَلْبَابِ﴾ [ص: 29]

”یہ ایک کتاب ہے، ہم نے اسے تیری طرف نازل کیا ہے، بہت بابرکت ہے، تاکہ وہ اس کی آیات میں غور وفکر کریں اور تاکہ عقلوں والے نصیحت حاصل کریں۔“

---

[1] الطب النبوي [ص: 124]

[2] صحيح البخاري، رقم الحديث [5444] صحيح مسلم، برقم [2811]

Marfat.com

امام ابن قیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''قرآن مجید اس چیز کا سب سے زیادہ حق دار ہے کہ اس کا نام بابرکت اور مبارک رکھا جائے، کیونکہ اس میں منافع، خیر اور برکت کی بے شمار وجوہات ہیں۔''[1]

علامہ عبدالرحمٰن سعدی رحمہ اللہ مندرجہ بالا آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

''یہ کتاب جو ہم نے تم پر نازل کی ہے، بابرکت ہے، جو خیر کثیر اور علم بسیط کی حامل ہے، اور اس کے اندر ہدایت، ہر بیماری کی شفاء اور نور ہے، جس سے گمراہی کی تاریکیوں میں روشنی حاصل کی جاتی ہے۔ اس کے اندر ہر وہ حکم موجود ہے جس کے مکلفین محتاج ہیں، اور اس کے اندر ہر مطلوب امر کے لیے قطعی دلائل موجود ہیں۔ جب سے اللہ تعالیٰ نے اس کائنات کو تخلیق فرمایا ہے، اس وقت سے لے کر اس کتاب سے زیادہ کوئی جلیل القدر کتاب نہیں آئی۔''[2]

قرآن مجید سے دم کیا جانا اور اس کا شفاء والا ہونا اس کے بابرکت ہونے کی دلیل ہے۔ امام ابن قیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''سورت فاتحہ سے شفا طلب کی جاتی ہے اور ہر زمانے میں اس کے بیشمار تجربات کیے گئے ہیں۔ میں نے اپنے اوپر بھی اس کا تجربہ کیا ہے۔ ایک دفعہ میں مکہ میں کچھ دیر ٹھہرا اور وہاں مجھے دوران طواف اچانک جسم کے ایک حصے میں درد شروع ہوگئی، قریب تھا کہ میری جان نکل جاتی۔ میں نے جلدی سے سورۃ الفاتحہ پڑھی اور درد والی جگہ پر

---

[1] جلاء الأفهام [ص: 178]

[2] تیسیر الکریم الرحمٰن [ص: 679]

Marfat.com

ہاتھ پھیر دیا۔ درد جسم سے ایسے نکل گئی جیسے کوئی پتھر نیچے گرتا ہے۔ میں نے کئی دفعہ سورۃ فاتحہ کا تجربہ کیا۔ کبھی کبھار میں پیالے میں زم زم کا پانی ڈالتا اور اس پر سورۃ الفاتحہ پڑھتا، پھر میں اسے پی لیتا تو اس سے میں اپنے جسم میں بڑی قوت محسوس کرتا تھا۔ مجھے اس جیسی دوائی کبھی میسر نہ آئی۔ یہ حقیقت ہے کہ قرآن مجید باعث شفاء ہے لیکن یہ برکت اس وقت نصیب ہوتی ہے جب کامل ایمان اور یقین ہو۔[1]

سورۃ البقرۃ باعثِ برکت ہے:

صحیح مسلم میں حضرت ابو امامہ باہلی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«اِقْرَأُوا سُورَةَ الْبَقَرَةِ فَإِنَّ أَخْذَهَا بَرَكَةٌ، وَتَرْكَهَا حَسْرَةٌ، وَلَا تَسْتَطِيعُهَا الْبَطَلَةُ»[2]

''سورۃ بقرہ کی تلاوت کرو، اس لیے کہ اس کا پڑھنا باعثِ برکت ہے اور اسے چھوڑ دینا حسرت کا باعث ہے، اور جادوگر لوگ اس کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔''

سلام باعث برکت ہے:

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿فَسَلِّمُوْا عَلٰٓى اَنْفُسِكُمْ تَحِيَّةً مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ مُبٰرَكَةً طَيِّبَةً﴾

[النور: 61]

''پھر جب تم کسی طرح کے گھروں میں داخل ہو تو اپنے لوگوں پر سلام

---

1. جامع الآداب [226/3]
2. صحیح مسلم، رقم الحدیث [804]

Marfat.com

کہو، زندہ سلامت رہنے کی دعا جو اللہ کی طرف سے مقرر کی ہوئی بابرکت، پاکیزہ ہے۔"

سلام کے مکمل اور بہترین الفاظ یہ ہیں: "السلام علیکم ورحمة الله وبرکاته"۔ سنن ترمذی کی روایت ہے، حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے کہا:

«يَا بُنَيَّ إِذَا دَخَلْتَ عَلَى أَهْلِكَ فَسَلِّمْ يَكُنْ بَرَكَةً عَلَيْكَ وَعَلَى أَهْلِ بَيْتِكَ» [1]

"اے میرے بیٹے! جب اپنے گھر داخل ہو تو سلام کہہ، تیرے اوپر برکت ہوگی اور تیرے گھر والوں پر بھی برکت ہوگی۔"

سینگی لگوانا بھی باعثِ برکت ہے:

سینگی لگوانے کے بے شمار فوائد ہیں، جنھیں امام ابن القیم رحمہ اللہ نے "الطب النبوي" میں ذکر کیا ہے۔ صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا:

«اَلشِّفَاءُ فِي ثَلَاثَةٍ: فِي شَرْطَةِ مِحْجَمٍ، أَوْ شَرْبَةِ عَسَلٍ، أَوْ كَيَّةٍ بِنَارٍ، وَأَنَا أَنْهَى أُمَّتِي عَنِ الْكَيِّ» [2]

"تین چیزوں میں شفاء ہے، سینگی لگوانا، شہد پینا اور داغنا، لیکن میں اپنی امت کو داغنے سے منع کرتا ہوں۔"

مستدرک حاکم میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

---

[1] سنن الترمذي، رقم الحديث [2698]

[2] صحيح البخاري، رقم الحديث [5681] صحيح مسلم، برقم [2205]

Marfat.com

«اَلْحِجَامَةُ عَلَى الرِّيقِ أَمْثَلُ، وَفِيهَا شِفَاءٌ وَبَرَكَةٌ، وَهِيَ تَزِيدُ فِي الْعَقْلِ، وَ تَزِيدُ فِي الْحِفْظِ، وَتَزِيدُ الْحَافِظَ حِفْظًا، فَمَنْ كَانَ مُحْتَجِمًا عَلَى اسْمِ اللّٰهِ فَلْيَحْتَجِمْ يَوْمَ الْخَمِيسِ، وَاجْتَنِبُوا الْحِجَامَةَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ، وَيَوْمَ السَّبْتِ وَيَوْمَ الْأَحَدِ، وَاحْتَجِمُوا يَوْمَ الِاثْنَيْنِ وَالثُّلَاثَاءِ فَإِنَّهُ الْيَوْمُ الَّذِي صَرَفَ اللّٰهُ عَنْ أَيُّوبَ فِيهِ الْبَلَاءَ، وَاجْتَنِبُوا الْحِجَامَةَ يَوْمَ الْأَرْبِعَاءِ فَإِنَّهُ الَّذِي ابْتَلَى اللّٰهُ أَيُّوبَ فِيهِ بِالْبَلَاءِ، وَمَا يَبْدُو جُذَامٌ وَلَا بَرَصٌ إِلَّا فِي يَوْمِ الْأَرْبِعَاءِ أَوْ لَيْلَةِ الْأَرْبِعَاءِ»[1]

''نہار منہ سینگی لگوانا بہت اچھا ہے۔ اس میں شفاء اور برکت ہے۔ یہ عقل کو زیادہ کرتی اور یاد داشت مضبوط کرتی ہے۔ جو کوئی اللہ کے نام سے سینگی لگانا چاہے، وہ جمعرات کے دن لگوائے، اور جمعہ، ہفتہ اور اتوار کے دن سینگی لگوانے سے بچو۔ سوموار اور منگل کے دن سینگی لگواؤ، کیونکہ ان دنوں اللہ تعالیٰ نے ایوب علیہ السلام سے بیماری کو دور کیا تھا۔ بدھ کے دن بھی سینگی لگوانے سے بچو۔ کیونکہ اس دن اللہ تعالیٰ نے ایوب علیہ السلام کو بیماری میں ڈالا تھا، کوڑھ اور برص کی بیماری بدھ کے دن یا رات کو نکلتی ہے۔''

بارش بھی باعثِ برکت ہے:

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

﴿وَنَزَّلْنَا مِنَ السَّمَآءِ مَآءً مُّبٰرَكًا﴾ [ق: 9]

''اور ہم نے آسمان سے ایک بہت بابرکت پانی اتارا۔''

[1] مستدرك حاكم [7556] السلسلة الصحيحة [766]

Marfat.com

نیز فرمایا:

﴿ وَ لَوْ اَنَّ اَهْلَ الْقُرٰٓى اٰمَنُوْا وَ اتَّقَوْا لَفَتَحْنَا عَلَيْهِمْ بَرَكٰتٍ مِّنَ السَّمَآءِ وَ الْاَرْضِ ﴾ [الأعراف: 96]

''اور اگر واقعی بستیوں والے ایمان لے آتے اور بچ کر چلتے تو ہم ضرور ان پر آسمان اور زمین سے بہت سی برکتیں کھول دیتے۔''

صحیح مسلم میں حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«مَا أَنْزَلَ اللّٰهُ مِنَ السَّمَاءِ مِنْ بَرَكَةٍ إِلَّا أَصْبَحَ فَرِيقٌ مِنَ النَّاسِ بِهَا كَافِرِينَ يُنْزِلُ اللّٰهُ الْغَيْثَ فَيَقُولُونَ: الْكَوْكَبُ كَذَا وَكَذَا»[1]

''اللہ تعالیٰ نے آسمان سے برکت نازل فرمائی تو لوگوں کے ایک گروہ نے اس کے ساتھ کفر کیا، اللہ تعالیٰ بارش نازل کرتے ہیں اور وہ (کافر) کہتے ہیں کہ فلاں فلاں ستارے کی وجہ سے بارش ہوئی ہے۔''

یہ بارش کی برکات ہیں کہ لوگ اس کا پانی پیتے ہیں، اپنے جانوروں کو پلاتے ہیں اور اس سے پھل، سبزیاں، درخت وغیرہ اگاتے ہیں۔ بارش ہی کی وجہ سے زمین میں حسن آتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے زمین کو انسانوں کے رہنے سہنے کے لیے بچھایا ہے اور لوگ زمین سے برکات اور بھلائیاں سمیٹتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿وَجَعَلَ فِيْهَا رَوَاسِيَ مِنْ فَوْقِهَا وَبٰرَكَ فِيْهَا وَقَدَّرَ فِيْهَآ اَقْوَاتَهَا فِيْٓ اَرْبَعَةِ اَيَّامٍ سَوَآءً لِّلسَّآئِلِيْنَ﴾ [حم السجدة: 10]

''اور اس نے اس میں اس کے اوپر سے گڑھے ہوئے پہاڑ بنائے اور اس میں بہت برکت رکھی اور اس میں اس کی غذائیں اندازے کے ساتھ رکھیں، چار دن میں، اس حال میں کہ سوال کرنے والوں

---

[1] صحيح مسلم، رقم الحديث [73]

Marfat.com

کے لیے برابر (جواب) ہے۔''

امام ابن کثیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''کھیتی، گھاس وغیرہ اگانے کے لیے اللہ تعالیٰ زمین پر بارش نازل فرما کر اسے بابرکت بنا دیتے ہیں۔''[1]

اسلاف اور اکابر بھی باعثِ برکت ہوتے ہیں:

نبی مکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

«اَلْبَرَكَةُ مَعَ أَكَابِرِكُمْ»[2] ''تمھارے اکابر کے ساتھ ہے۔''

یہاں اکابر سے مراد وہ لوگ ہیں جو عمر اور علم میں بڑھے ہوں۔ انسان کو چاہیے کہ ان کے حقوق کا خیال رکھے، اہم معاملات میں ان سے راہنمائی لے اور ان کی عزت وتکریم کرے۔ ایک حدیث میں ہے کہ وہ ہم میں سے نہیں جو ہمارے چھوٹوں پر رحم نہ کرے اور بڑوں کا مقام نہ سمجھے۔[3]

ماءِ زمزم باعثِ برکت ہے:

کھانے پینے والی بابرکت اشیاء میں سے ایک چیز زم زم کا پانی ہے۔ صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں قصہ معراج والی حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''جبرئیل آئے، انھوں نے میرے سینے کو چاک کیا۔ پھر اسے زم زم کے پانی سے دھویا۔''[4]

علامہ عینی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

---

[1] تفسير ابن كثير [221/12]

[2] صحيح ابن حبان [560]

[3] سنن الترمذي، رقم الحديث [1920]

[4] صحيح البخاري، رقم الحديث [1636] صحيح مسلم، برقم [163]

Marfat.com

”یہ حدیث زم زم کے پانی کی افضلیت پر دلالت کرتی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے سینہ وغیرہ کو دھونے کے لیے اس پانی کو خاص کیا۔“[1]

صحیح مسلم میں ہے کہ حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ مکہ میں اسلام قبول کرنے کی غرض سے آئے، تو وہ مکہ میں مسجد حرام میں تیس دن ٹھہرے، رسول اللہ ﷺ نے ان سے سوال کیا: تمھیں کھانا کون کھلاتا ہے؟ ابو ذر رضی اللہ عنہ نے کہا: میرا کھانا تو صرف ماءِ زم زم ہے۔ اس کی وجہ سے میں اتنا موٹا تازہ ہوگیا ہوں کہ میرے پیٹ سے گوشت لٹکنے لگا ہے اور میں نے کبھی اپنے دل میں بھوک محسوس نہیں کی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

”وہ برکت ہے اور بہترین کھانا ہے۔“[2]

امام ابن الاثیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

”میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ جو پندرہ یا اس سے زائد دنوں تک زم زم کو اپنی غذا بنائے رکھے، وہ بھوک محسوس نہیں کرے گا۔ وہ دوسرے لوگوں کی طرح طواف بھی کر سکے گا۔ اور مجھے یہ بھی پتا چلا ہے کہ ایک آدمی چالیس دنوں تک زم زم کا پانی پیتا رہا تو اسے اتنی قوت ملی تھی کہ وہ ان دنوں اپنی بیوی کے پاس بھی جاتا تھا، روزے بھی رکھتا تھا اور بار بار طواف بھی کرتا تھا۔“[3]

سنن بیہقی میں حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

”زم زم با برکت ہے، یہ بہترین کھانا ہے اور اس میں بیماروں کے

---

[1] عمدة القاري [277/9]

[2] صحيح مسلم، رقم الحديث [2473]

[3] الطب النبوي [ص: 516]

Marfat.com

لیے شفاء ہے۔"[1]

امام ابن قیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں نے اور میرے علاوہ بے شمار لوگوں نے زم زم سے شفاء حاصل کرنے کے عجیب وغریب تجربے کیے ہیں۔ میں نے اکثر امراض سے اس کے ذریعے شفا حاصل کی ہے۔[2]

سنن ابن ماجہ میں حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "زم زم کو جس مقصد کے لیے بھی پیا جائے وہ پورا ہو جاتا ہے۔"[3]

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما جب زم زم پیتے تو یہ دعا کرتے تھے:

"اے اللہ میں تجھ سے نفع مند علم، وسیع رزق اور ہر بیماری سے شفا کا سوال کرتا ہوں۔"

عبداللہ بن مبارک حج پر گئے تو زم زم کے پاس کھڑے ہو کر فرمانے لگے:

"اے اللہ! تیرے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے: "زم زم کو جس مقصد کے لیے بھی پیا جائے وہ پورا ہو جاتا ہے" تو میں اسے قیامت کے دن کی پیاس بجھانے کے لیے پیتا ہوں۔"[4]

امام ابن العربی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"اس آدمی کے لیے جس کی نیت صحیح ہو، زم زم کے پانی کے فوائد قیامت تک موجود رہیں گے، اور لازم ہے کہ اس کے ساتھ جھوٹ نہ بولے اور لوگوں کو بتانے کے لیے تجربے نہ کرے۔ اللہ تعالیٰ توکل

---

[1] سنن البيهقي، رقم الحديث [9939]

[2] الطب النبوي [ص: 516]

[3] سنن ابن ماجه، رقم الحديث [3062]

[4] الطب النبوي [ص: 516]

Marfat.com

کرنے والوں کے ساتھ ہوتے ہیں اور تجربے کرنے والے کو رسوا کرتے ہیں۔"[1]

کھجور کا درخت بھی بابرکت ہے:

صحیح بخاری اور صحیح مسلم کی روایت ہے، حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

«بَيْنَا نَحْنُ عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ جُلُوسٌ إِذَا أُتِيَ بِجُمَّارِ نَخْلَةٍ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ مِنَ الشَّجَرِ لَمَا بَرَكَتُهُ كَبَرَكَةِ الْمُسْلِمِ، فَظَنَنْتُ أَنَّهُ يَعْنِي النَّخْلَةَ، فَأَرَدْتُ أَنْ أَقُولَ: هِيَ النَّخْلَةُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ، ثُمَّ الْتَفَتُّ فَإِذَا أَنَا عَاشِرُ عَشَرَةٍ، أَنَا أَحْدَثُهُمْ، فَسَكَتُّ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: هِيَ النَّخْلَةُ»[2]

"ہم نبی ﷺ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے تو آپ ﷺ کے پاس کھجور کا ایک خوشا لایا گیا۔ نبی ﷺ نے فرمایا: کون سا درخت ہے جس کی برکت مسلمان کی برکت کی طرح ہے؟ میں نے خیال کیا کہ وہ کھجور ہے، میں نے بتانے کا ارادہ کیا، لیکن پھر میں نے دیکھا کہ میں صحابہ میں سے دسویں نمبر پر تھا۔ میں ان میں سب سے چھوٹا تھا، اس لیے میں خاموش رہا، پھر نبی ﷺ نے بتایا وہ کھجور ہے۔"

امام ابن قیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"کھجور کے بے شمار فوائد کی بنا پر مسلمان کو اس کے ساتھ تشبیہ دی گئی ہے، مثلاً اس کے سائے کا ہمیشہ ہمیشہ رہنا، اس کے پھل کا پاکیزہ اور ہمیشہ ہمیشہ کے لیے رہنا۔ اس کا پھل خشک، کچا اور ہر طرح سے

---

[1] الجامع لأحكام القرآن [370/9]

[2] صحيح البخاري، رقم الحديث [5444] صحيح مسلم، برقم [2811]

Marfat.com

کھایا جا سکتا ہے۔ وہ غذا بھی ہے اور دوا بھی، اسے بطور خوراک، مشروب اور پھل ہر طرح سے استعمال کیا جا سکتا ہے، اس کے تنوں سے عمارت، برتن اور آلات تیار کیے جا سکتے ہیں۔ اس کے پتوں سے کسی چیز کے اردگرد حصار قائم کیا جا سکتا ہے، ان سے بیگ، برتن اور پنکھے وغیرہ تیار کیے جا سکتے ہیں۔ اس کی چھال سے رسیاں اور بچھونا تیار کیا جا سکتا ہے۔ پھر کھجور کی گٹھلی اونٹوں کے چارے کے طور پر استعمال ہو سکتی ہے۔ اسے دوائی اور سرمے میں ڈالا جا سکتا ہے۔ اس کا لہلاتا ہوا پھل، تہہ بہ تہہ خوشے، بناوٹ کی خوبصورتی، درخت کا منظر جاذب نظر اور انسانی نفوس کو مسرت سے ہم کنار کرتا ہے۔ اسے دیکھنے سے اس کے خالق کا کمال اور اس کی حکمت و دانائی یاد آتی ہے۔ صحیح بات یہ ہے کہ مومن کے مشابہ کھجور کے علاوہ اور کوئی چیز نہیں ہو سکتی، کیونکہ اس میں مکمل طور پر خیر ہی خیر ہے۔ اس کا ظاہر و باطن نفع ہی نفع ہے۔ وہ اِسی درخت کا تنا تھا جو رسول اللہ ﷺ کی جدائی میں رونے لگا تھا، یہ وہی درخت ہے جس کے نیچے مریم علیہا السلام نے عیسیٰ علیہ السلام کو جنم دیا تھا۔"[1]

صحیح مسلم کی روایت ہے، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«يَا عَائِشَةُ! بَيْتٌ لَا تَمْرَ فِيهِ جِيَاعٌ أَهْلُهُ، يَا عَائِشَةُ بَيْتٌ لَا تَمْرَ فِيهِ جِيَاعٌ أَهْلُهُ أَوْ جَاعَ أَهْلُهُ، قَالَهَا مَرَّتَيْنِ أَوْ ثَلَاثًا»[2]

---

[1] الطب النبوي [ص: 521، 522]

[2] صحيح مسلم، رقم الحديث [2046]

Marfat.com

''اے عائشہ! جس گھر میں کھجور نہ ہو اس کے رہنے والے بھوک وافلاس کا شکار رہتے ہیں۔ اے عائشہ! جس گھر میں کھجور نہ ہو اس کے رہنے والے بھوک و افلاس کا شکار رہتے ہیں۔ آپ ﷺ نے یہ الفاظ دو یا تین دفعہ فرمائے۔''

زیتون کا درخت بھی باعثِ برکت ہے:

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿اَللّٰهُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ مَثَلُ نُوْرِهٖ كَمِشْكٰوةٍ فِيْهَا مِصْبَاحٌ اَلْمِصْبَاحُ فِيْ زُجَاجَةٍ اَلزُّجَاجَةُ كَاَنَّهَا كَوْكَبٌ دُرِّيٌّ يُّوْقَدُ مِنْ شَجَرَةٍ مُّبٰرَكَةٍ زَيْتُوْنَةٍ لَّا شَرْقِيَّةٍ وَّلَا غَرْبِيَّةٍ﴾ [النور: 35]

''اللہ آسمانوں اور زمین کا نور ہے، اس کے نور کی مثال ایک طاق کی سی ہے، جس میں ایک چراغ ہے، وہ چراغ ایک فانوس میں ہے، وہ فانوس گویا چمکتا ہوا تارا ہے، وہ (چراغ) ایک مبارک درخت زیتون سے روشن کیا جاتا ہے، جو نہ شرقی ہے اور نہ غربی۔''

سنن ترمذی میں حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«كُلُوا الزَّيْتَ، وَادَّهِنُوا بِهِ، فَإِنَّهُ مِنْ شَجَرَةٍ مُبَارَكَةٍ» [1]

''زیتون کو کھاؤ اور اسے بطور تیل استعمال کرو، کیونکہ وہ بابرکت درخت سے ہے۔''

سنن دارمی کی روایت میں ہے:

---

[1] سنن الترمذي، رقم الحديث [1851]

Marfat.com

"كُلُوا الزَّيْتَ فَإِنَّهُ مُبَارَكٌ" [1]

"زیتون کو کھاؤ کیونکہ وہ با برکت ہے۔"

اور اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿ وَشَجَرَةً تَخْرُجُ مِنْ طُوْرِ سَيْنَاءَ تَنْبُتُ بِالدُّهْنِ وَصِبْغٍ لِلْاٰكِلِيْنَ ﴾ [المومنون: 20]

"اور وہ درخت بھی جو طور سینا سے نکلتا ہے، تیل لے کر اگتا ہے اور کھانے والوں کے لیے سالن بھی۔"

امام بغوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"زیتون شام اور حجاز کی سر زمین میں دیگر ملکوں سے زیادہ نفع کا باعث ہے، اس لیے خاص طور پر اس کا تذکرہ کیا۔ زیتون کے درخت میں بھی کئی منافع پائے جاتے ہیں، مثلاً اسے بطور پھل، سالن، تیل اور دباغت کے لیے استعمال کیا جا سکتا ہے، اس کی لکڑی چراغ وغیرہ جلانے کے کام آ سکتی ہے۔ اسے طبّی طور پر بھی استعمال کیا جا سکتا ہے۔ اس کے اوپر سے نیچے تک لگے ہوئے پتے خوبصورتی کا منظر پیش کرتے ہیں۔ پھر بڑی آسانی کے ساتھ اس کا تیل تیار کیا جا سکتا ہے۔" [2]

دودھ بھی برکت والی غذا ہے:

مسند احمد میں حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

---

[1] سنن الدارمي [139/2]

[2] تفسير البغوي [47/2]

Marfat.com

«مَنْ أَطْعَمَهُ اللّٰهُ طَعَامًا فَلْيَقُلْ: اللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِيهِ، وَأَطْعِمْنَا خَيْرًا مِنْهُ، وَمَنْ سَقَاهُ اللّٰهُ لَبَنًا فَلْيَقُلْ: اللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِيهِ وَزِدْنَا مِنْهُ، فَإِنَّهُ لَيْسَ شَيْءٌ يُجْزِئُ مَكَانَ الطَّعَامِ وَالشَّرَابِ غَيْرَ اللَّبَنِ»[1]

"جسے اللہ کھانا کھلائے تو وہ کہے: اے اللہ! ہمارے لیے اس میں برکت ڈال اور ہمیں اس سے بہتر کھانا عطا فرما۔ اور جسے اللہ دودھ پلائے تو وہ کہے: اے اللہ! ہمارے لیے اس میں برکت ڈال اور ہمیں اس سے زیادہ عطا فرما۔ بیشک دودھ کے سوا کوئی چیز بھی کھانے پینے سے کفایت نہیں کرسکتی۔"

امام قرطبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"دودھ میں زیادتی کی دعا اس کے خوش ذائقہ اور خیر و برکت سے لبریز ہونے کی علامت ہے۔"[2]

امام ابن قیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"دودھ انسانی بدن کو سب سے زیادہ نفع دینے والا مشروب ہے، کیونکہ اس میں مناسب غذا والی ہر چیز پائی جاتی ہے، اور یہ فطرت کے عین موافق ہے۔"[3]

سحری کھانا باعث برکت ہے:

صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

---

[1] مسند أحمد [1978، حسن]

[2] تفسير القرطبي [127/10]

[3] تفسير القرطبي [ص: 301]

Marfat.com

«تَسَحَّرُوا فَإِنَّ فِي السُّحُورِ بَرَكَةً»[1]

''سحری کھاؤ، اس لیے کہ سحری میں برکت ہوتی ہے۔''

سنن نسائی میں حضرت عبداللہ بن حارث ایک صحابی سے بیان کرتے ہیں کہ انھوں نے کہا:

«دَخَلْتُ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ وَهُوَ يَتَسَحَّرُ، فَقَالَ: إِنَّهَا بَرَكَةٌ، أَعْطَاكُمُ اللّٰهُ إِيَّاهَا فَلَا تَدَعُوهُ»[2]

''میں نبی اکرم ﷺ کے پاس گیا تو آپ ﷺ سحری کھا رہے تھے، آپ ﷺ نے فرمایا: سحری میں برکت ہے، اور یہ اللہ تعالیٰ نے تمھیں عطا فرمائی ہے، لہٰذا تم اسے ترک نہ کرو۔''

مسلمانوں اور اہل کتاب کے روزے میں حد فاصل سحری کھانا ہے۔

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ لفظ ''اَلسَّحُوْر'' کی تشریح کرتے ہوئے بیان کرتے ہیں:

''سحری میں برکت سے مراد اجروثواب کا حصول اور روزے کی حالت میں جسم کو تقویت پہنچانا، ذہنی مشقت دور کرنا ہے۔ اس وقت جاگنا اور دعا کرنا قبولیت کا باعث ہوتا ہے۔ متعدد وجوہات کی بنا پر بھی سحری باعث برکت ہے، مثلاً اس میں سنت کی پیروی ہے، اہل کتاب کی مخالفت ہے، عبادت میں تقویت ملتی ہے، ذہنی آسودگی حاصل ہوتی اور بھوک ختم ہوتی ہے۔ اس وقت اگر کوئی سائل آ جائے تو اسے کھانا کھلایا جا سکتا ہے۔ مزید برآں اس میں ذکر اور دعا وغیرہ کی جا سکتی ہے کیونکہ یہ دعا کی قبولیت کا وقت ہے۔''[3]

---

[1] صحيح البخاري، رقم الحديث [1923] صحيح مسلم، برقم [1095]

[2] سنن النسائي، رقم الحديث [2162]

[3] فتح الباري [140/4]

Marfat.com

امام ابن دقیق العید رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''سحری آخرت کے لحاظ سے برکت اس طرح ہے کہ اس میں سنت پر عمل کرنے کی وجہ سے اجر وثواب ملتا ہے، اور دنیاوی لحاظ سے برکت اس طرح ہے کہ اس سے بندے کو جسمانی طور پر فائدہ ہوتا ہے۔''[1]

سحری کے وقت تھوڑی مقدار میں کھانے پینے سے بھی سحری کی برکات نصیب ہو جاتی ہیں۔ مسند احمد کی روایت ہے:

«اَلسَّحُورُ أَكْلُهُ بَرَكَةٌ، فَلَا تَدَعُوهُ، وَلَوْ أَنْ يَجْرَعَ أَحَدُكُمْ جُرْعَةً مِنْ مَاءٍ، فَإِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى الْمُتَسَحِّرِينَ»[2]

''سحری کھانا باعث برکت ہے، (اگر طلب نہ ہو تو) ایک گھونٹ پانی ہی پی لو کیونکہ اللہ اور اس کے فرشتے سحری کرنے والوں پر رحمتیں بھیجتے ہیں۔''

ثرید بھی باعثِ برکت ہے:

سنن بیہقی میں حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«اَلْبَرَكَةُ فِي ثَلَاثٍ: اَلْجَمَاعَاتُ، وَالثَّرِيدُ، وَالسَّحُورُ»[3]

''تین چیزوں میں برکت ہے: اجتماع، ثرید (ایک قسم کا کھانا) اور سحری۔''

امام ابن قیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

---

[1] فتح الباري [140/4]

[2] مسند أحمد، رقم الحديث [11086، صحيح]

[3] سنن البيهقي، رقم الحديث [7520]

Marfat.com

''ثرید؛ روٹی اور گوشت کو ملانے سے تیار ہوتا ہے، روٹی سب سے اچھا کھانا ہے اور گوشت تمام سالنوں کا سردار ہے، یہ دونوں جب مل جاتے ہیں تو کسی چیز کی کمی نہیں رہتی۔''[1]

گھوڑا بھی بابرکت ہے:

صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

«اَلْبَرَكَةُ فِي نَوَاصِي الْخَيْلِ»[2]

''گھوڑے کی پیشانی میں برکت رکھ دی گئی ہے۔''

نیز صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

«اَلْخَيْلُ مَعْقُودٌ فِي نَوَاصِيهَا الْخَيْرُ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ»[3]

''گھوڑے کی پیشانی میں قیامت تک کے لیے بھلائی رکھ دی گئی ہے۔''

امام ابن عبد البر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''اس حدیث میں گھوڑے کی دیگر جانوروں پر فضیلت کی طرف اشارہ ہے، کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کسی اور جانور کے بارے میں اس طرح کی فضیلت منقول نہیں ہے۔''[4]

سنن ابن ماجہ میں عروۃ البارقی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

---

1. زاد المعاد [271/4]
2. صحيح البخاري، رقم الحديث [2851] صحيح مسلم، برقم [1874]
3. صحيح البخاري، رقم الحديث [2850] صحيح مسلم، برقم [1871]
4. فتح الباری [56/6]

Marfat.com

«اَلْاِبِلُ عِزٌّ لِأَهْلِهَا، وَالْغَنَمُ بَرَكَةٌ، وَالْخَيْرُ مَعْقُودٌ فِي نَوَاصِي الْخَيْلِ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ»[1]

"اونٹ گھر والوں کے لیے باعث عزت ہوتے ہیں اور بکریاں باعث برکت ہیں، اور گھوڑے کی پیشانی میں قیامت تک خیر رکھ دی گئی ہے۔"

بکریاں بھی بابرکت ہیں:

سنن ابن ماجہ میں حضرت ام ہانی رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں کہا:

«اِتَّخِذِي غَنَمًا فَإِنَّ فيها بَرَكَةً»[2]

"بکریاں رکھو اس لیے کہ ان میں برکت ہوتی ہے۔"

امام قرطبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"بکریوں میں برکت کی وجوہات لباس، کھانا پینا اور کثرت سے بچے جننا ہے، کیونکہ یہ سال میں تین دفعہ بچے جنم دیتی ہے۔ پھر بڑے حوصلے، برداشت اور صبر و تحمل سے ان کو پالا جاتا ہے۔"[3]

الادب المفرد میں امام بخاری رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

"مجھے کتوں اور بکریوں پر تعجب ہے کہ بکری کو سال میں کئی دفعہ ذبح کیا جاتا ہے اور ہدیہ دیا جاتا ہے جبکہ کتے کا معاملہ اس طرح نہیں

---

[1] سنن ابن ماجه، رقم الحديث [2305]

[2] سنن ابن ماجه، رقم الحديث [2304]

[3] تفسير القرطبي [80/10]

Marfat.com

ہے، پھر بھی بکریوں کی تعداد کتوں سے کہیں زیادہ ہوتی ہے۔[1]

امام بخاری نے ''الادب المفرد'' میں بیان کیا ہے کہ حضرت عبدۃ بن حزن رضی اللہ عنہ نے کہا: اونٹوں اور بکریوں والے لوگوں نے باہمی فخر کیا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''موسیٰ علیہ السلام کو مبعوث کیا گیا اس حال میں کہ وہ بکریاں چراتے تھے۔ ابراہیم علیہ السلام کو مبعوث کیا گیا اس حال میں کہ وہ بکریاں چراتے تھے، اور مجھے مبعوث کیا گیا اس حال میں کہ میں بھی اپنے گھر والوں کے لیے اجیاد میں بکریاں چراتا تھا۔''[2]

رمضان المبارک کا مہینہ بابرکت ہے:

سنن نسائی میں حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''تمھارے پاس مبارک مہینہ رمضان آیا ہے، اللہ تعالیٰ نے تم پر اس کے روزے فرض کیے ہیں۔ رمضان میں آسمان کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں اور جہنم کے دروازے بند کر دیے جاتے ہیں، اور اس میں سرکش شیاطین باندھ دیے جاتے ہیں۔ اللہ کی عبادت کے لیے اس میں ایک رات ہے؛ جس کی عبادت ایک ہزار مہینے (تراسی سال) کی عبادت سے بہتر ہے۔ جو اس کی خیر و برکات سے محروم رہ گیا، وہ بہت زیادہ اجر سے محروم رہ گیا۔''[3]

---

[1] صحيح الأدب المفرد [ص: 447]

[2] صحيح الأدب المفرد [ص: 448]

[3] سنن النسائي، رقم الحديث [2106]

Marfat.com

عید الفطر بھی باعثِ برکت ہے:

صحیح بخاری اور صحیح مسلم کی روایت ہے، ام عطیہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

«كُنَّا نُؤْمَرُ أَنْ نَخْرُجَ يَوْمَ الْعِيدِ، حَتَّى نُخْرِجَ الْبِكْرَ مِنْ خِدْرِهَا، حَتَّى نُخْرِجَ الْحُيَّضَ فَيَكُنَّ خَلْفَ النَّاسِ، فَيُكَبِّرْنَ بِتَكْبِيرِهِمْ، وَيَدْعُونَ بِدُعَائِهِمْ، يَرْجُونَ بَرَكَةَ ذَلِكَ الْيَوْمِ وَطُهْرَتَهُ»[1]

''ہمیں حکم دیا گیا کہ ہم عید کے دن (باہر میدان میں) نکلیں۔ حتی کہ ہم کنواری لڑکیوں کو پردہ میں عید گاہ کی طرف لے کر جائیں۔ اور حائضہ عورتوں کو بھی لے جائیں۔ اور عورتیں مردوں سے پیچھے رہیں۔ ان کی تکبیر کے ساتھ وہ بھی تکبیر کہیں اور دعا بھی کرتی رہیں، اور وہ اس دن کی برکت اور پاکیزگی کی امید رکھیں۔''

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''مراد یہ ہے کہ وہ عورتیں بھی عید گاہ میں جاتی تھیں جو مکلّف نہ ہوتی تھیں، کیونکہ اس سے اجتماع کی صورت میں شعائرِ اسلام کا اظہار مقصود ہوتا تھا اور برکت عام ہوتی تھی۔''[2]

لیلۃ القدر بھی باعثِ برکت ہے:

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿ إِنَّآ أَنزَلْنَٰهُ فِى لَيْلَةٍ مُّبَٰرَكَةٍ ۚ إِنَّا كُنَّا مُنذِرِينَ ﴾ [الدخان: 3]

''بے شک ہم نے اسے ایک بہت برکت والی رات میں اتارا، بے شک ہم ڈرانے والے تھے۔''

---

[1] صحيح البخاري، رقم الحديث [971]

[2] فتح الباري [2/470]

Marfat.com

دوسری جگہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿ لَيْلَةُ الْقَدْرِ خَيْرٌ مِّنْ أَلْفِ شَهْرٍ ﴾ [القدر: 3]

''قدر کی رات ہزار مہینے سے بہتر ہے۔''

یعنی اس رات کی عبادت تراسی سال اور کچھ مہینوں کی عبادت سے بہتر ہے۔

امام قرطبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''لیلۃ القدر میں برکت سے مراد یہ ہے کہ اس رات اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر برکات، اور اجر وثواب کی بارش نازل فرماتے ہیں۔''[1]

مکہ اور مدینہ کا شمار بابرکت جگہوں میں ہوتا ہے:

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿ إِنَّ أَوَّلَ بَيْتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِي بِبَكَّةَ مُبٰرَكًا ﴾

[آل عمران: 96]

''بے شک پہلا گھر جو لوگوں کے لیے مقرر کیا گیا، یقیناً وہی ہے جو بکہ میں ہے، بہت بابرکت۔''

صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

«اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ بِالْمَدِينَةِ ضِعْفَي مَا جَعَلْتَ بِمَكَّةَ مِنَ الْبَرَكَةِ»[2]

''اے اللہ! جتنی تو نے مکہ میں برکت رکھی ہے، اس سے دوگنی برکت مدینہ میں ڈال دے۔''

صحیح مسلم میں حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم

---

[1] تفسير القرطبي [19/99]

[2] صحيح البخاري، رقم الحديث [1885] صحيح مسلم، برقم [1369]

Marfat.com

نے ارشاد فرمایا:

«اَللّٰھُمَّ بَارِكْ لَنَا فِی مَدِینَتِنَا، اللّٰھُمَّ بَارِكْ لَنَا فِی صَاعِنَا، اللّٰھُمَّ بَارِكْ لَنَا فِی مُدِّنَا، اللّٰھُمَّ اجْعَلْ مَعَ الْبَرَكَةِ بَرَكَتَیْنِ» [1]

''اے اللہ! ہمارے مدینہ میں برکت ڈال دے۔ اے اللہ! ہمارے صاع میں برکت ڈال دے۔ اے اللہ! ہمارے مُد میں برکت ڈال دے۔ اے اللہ! دوگنی برکت عطا فرما۔''

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''رسول اللہ ﷺ کے اس فرمان: ''مکہ کی نسبت مدینہ میں دوگنی برکت ڈال دے۔'' سے مراد دنیا کی برکت ہے، اور اس کی تائید صاع اور مُد میں برکت والی حدیث سے ہو رہی ہے۔''

قاضی عیاض رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''برکت کا مفہوم عام ہے۔ یعنی دینی اور دنیاوی دونوں معاملات میں برکت پیدا فرما۔ دینی معاملات میں برکت سے مراد اللہ تعالیٰ کا حق زکوٰۃ، کفارہ وغیرہ ادا کرنا اور دنیاوی معاملات میں برکت صاع اور مُد میں برکت کا واقع ہونا ہے۔''

امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''پیمانوں میں سے جس پیمانے میں برکت ملتی ہے، وہ مُد ہے، اور مُد استعمال کرنے والے لوگ بھی اسے محسوس کرتے ہیں۔'' [2]

ارضِ شام بھی بابرکت ہے:

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

---

[1] صحيح مسلم، رقم الحديث [1374]

[2] فتح الباري، رقم الحديث [98/4]

Marfat.com

﴿ تَجْرِىْ بِاَمْرِهٖۤ اِلَى الْاَرْضِ الَّتِىْ بٰرَكْنَا فِيْهَا ۚ وَكُنَّا بِكُلِّ شَىْءٍ عٰلِمِيْنَ ﴾ [الأنبياء: 81]

''اس کے حکم سے اس زمین کی طرف چلتی تھی جس میں ہم نے برکت رکھی اور ہم ہر چیز کو جاننے والے تھے۔''

دوسری جگہ پر ارشاد فرمایا:

﴿وَاَوْرَثْنَا الْقَوْمَ الَّذِيْنَ كَانُوْا يُسْتَضْعَفُوْنَ مَشَارِقَ الْاَرْضِ وَمَغَارِبَهَا الَّتِىْ بٰرَكْنَا فِيْهَا ﴾ [الأعراف: 137]

''اور ہم نے ان لوگوں کو جو کمزور سمجھے جاتے تھے، اس سرزمین کے مشرقوں اور اس کے مغربوں کا وارث بنا دیا، جس میں ہم نے برکت رکھی ہے۔''

مفسرین کا اجماع ہے کہ وہ ارضِ شام تھی۔[1]

بعض علماء کہتے ہیں:

''زمین کے مشرق سے شام اور مغرب سے مصر مراد ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے فرعون اور اس کی قوم کو ہلاک کیا اور ان کی زمین میں بنی اسرائیل کو وارث بنایا، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

﴿ وَاَوْرَثْنٰهَا قَوْمًا اٰخَرِيْنَ ﴾ [الدخان: 28]

''اور ہم نے ان کا وارث اور لوگوں کو بنا دیا۔''

مفسرین فرماتے ہیں کہ یہاں برکت سے مراد دنیاوی برکات ہیں، مثلاً غلہ، پھل، نہریں، کھیتی باڑی اور وسیع رزق کا پایا جانا۔[2]

---

[1] تفسير ابن جرير [3617/5]

[2] تفسير الطبري [5093/6]

Marfat.com

بعض مفسرین کا کہنا ہے کہ اس سے دینی برکت مراد ہے۔ مثلاً اس سرزمین پر کثرت کے ساتھ انبیاء آئے، فرشتوں اور وحی کا کثرت سے آنا۔ اور قیامت کے دن لوگوں کو اسی زمین کی طرف اکٹھا کیا جائے گا۔

امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''اللہ تعالیٰ نے اس زمین کو اس لیے بابرکت بنایا کیونکہ اس میں موسیٰ علیہ السلام سے کلام کی اور ان کو نبوت عطا فرمائی تھی۔ لیکن صحیح بات یہ ہے کہ یہ برکت دین و دنیا دونوں کو شامل ہے۔''[1]

یمن کی سرزمین بھی بابرکت ہے:

صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

«اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِي شَامِنَا وَفِي يَمَنِنَا»[2]

''اے اللہ! ہمارے شام اور ہمارے یمن میں برکت پیدا فرما۔''

نیز صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں عقبہ بن عمر الانصاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

«اَلإِيمَانُ هَاهُنَا، وَ أَشَارَ بِيَدِهِ إِلَى الْيَمَنِ»[3]

''ایمان اِدھر ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یمن کی طرف اشارہ کیا۔''

حافظ ابن صلاح رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''اہل یمن کی فضیلت اس لیے ہے کہ انھوں نے مسلمانوں کو اتنی تکلیفیں

---

(1) التبرك، أحكامه و أنواعه [ص: 181]

(2) صحيح البخاري، رقم الحديث [1037]

(3) صحيح البخاري، رقم الحديث [3487] صحيح مسلم، برقم [51]

Marfat.com

نہ پہنچائی تھیں، جتنی اہل مشرق نے دی تھیں، اور یمن والے ان سے پہلے ایمان دار بن گئے تھے۔“[1]

مدینہ کی وادی عقیق بھی بابرکت ہے:

حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ سے سنا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم وادی عقیق میں فرما رہے تھے:

«أَتَانِي اللَّيْلَةَ آتٍ مِنْ رَبِّي فَقَالَ: صَلِّ فِي هَذَا الْوَادِي الْمُبَارَكِ، وَقُلْ: عُمْرَةً فِي حَجَّةٍ»[2]

”رات میرے پاس میرے رب کی طرف سے ایک آنے والا آیا تو اس نے کہا: اس بابرکت وادی میں نماز ادا کرو۔ اور یہ بھی کہو کہ عمرہ حج میں داخل ہے۔“

وادی طوی جہاں اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام سے کلام کی تھی، وہ بھی بابرکت جگہ ہے:

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿ فَلَمَّآ اَتٰىهَا نُوْدِيَ مِنْ شَاطِئِ الْوَادِ الْاَيْمَنِ فِي الْبُقْعَةِ الْمُبٰرَكَةِ مِنَ الشَّجَرَةِ اَنْ يّٰمُوْسٰٓى اِنِّيْٓ اَنَا اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ ﴾

[القصص: 30]

”تو جب وہ اس کے پاس آیا تو اسے اس بابرکت قطعہ میں وادی کے دائیں کنارے سے ایک درخت سے آواز دی گئی کہ اے موسیٰ! بلاشبہ میں ہی اللہ ہوں، جو سارے جہانوں کا رب ہے۔“

اور دوسری جگہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿ فَلَمَّا جَآءَهَا نُوْدِيَ اَنْۢ بُوْرِكَ مَنْ فِي النَّارِ وَمَنْ حَوْلَهَا

---

[1] فتح الباري [532/6]

[2] صحيح البخاري، رقم الحديث [1534]

Marfat.com

﴿وَسُبۡحٰنَ اللّٰهِ رَبِّ الۡعٰلَمِيۡنَ﴾ [النمل: 8]

''تو جب وہ اس کے پاس آیا تو اسے آواز دی گئی کہ برکت دی گئی ہے اسے جو آگ میں ہے اور جو اس کے ارد گرد ہے اور اللہ پاک ہے جو سارے جہانوں کا رب ہے۔''

علامہ عبدالرحمٰن سعدی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو پکارا اور خبر دی کہ یہ بابرکت اور مقدس جگہ ہے۔ اس کے برکت والی سرزمین ہونے کی یہ بھی وجوہات ہیں کہ یہاں اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو پکارا، ان سے بات کی اور انھیں نبوت عطا فرمائی۔''[1]

نہر فرات بھی بابرکت ہے:

حافظ خطیب بغدادی نے اپنی تاریخ میں حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«لَيْسَ فِي الْأَرْضِ مِنَ الْجَنَّةِ إِلَّا ثَلَاثَةُ أَشْيَاءَ: غَرْسُ الْعَجْوَةِ، وَأَوَاقٌ تَنْزِلُ فِي الْفراتِ كُلَّ يَوْمٍ مِنْ بَرَكَةِ الْجَنَّةِ، وَالْحَجَرُ»[2]

''زمین میں تین چیزیں جنت سے ہیں: عجوہ کھجور کا درخت، نہر فرات میں ہر روز جنت کی برکت سے کچھ اوقیے نازل ہوتے ہیں۔ اور حجر اسود۔''

مسجد حرام بھی بابرکت ہے:

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

---

[1] تفسير ابن سعدي [ص: 572]

[2] تاريخ بغداد [55/1 و صححه الألباني]

Marfat.com

﴿ إِنَّ أَوَّلَ بَيْتٍ وُضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِي بِبَكَّةَ مُبٰرَكًا وَّهُدًى لِّلْعٰلَمِينَ ﴾ [آل عمران: 96]

''بے شک پہلا گھر جو لوگوں کے لیے مقرر کیا گیا، یقیناً وہی ہے جو بکہ (مکہ) میں ہے، بہت بابرکت اور جہانوں کے لیے ہدایت ہے۔''

﴿مُبٰرَكًا﴾ سے مراد حج، عمرہ اور اعتکاف سے حاصل ہونے والی خیر ہے۔ اس آیت میں دینی اور دنیاوی لحاظ سے برکت مراد ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿ لِيَشْهَدُوْا مَنَافِعَ لَهُمْ وَيَذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ فِيْ أَيَّامٍ مَّعْلُوْمٰتٍ عَلٰى مَا رَزَقَهُمْ مِّنْ بَهِيْمَةِ الْأَنْعَامِ ﴾ [الحج: 28]

''تاکہ وہ اپنے بہت سے فائدوں میں حاضر ہوں اور چند معلوم دنوں میں ان پالتو چوپاؤں پر اللہ کا نام ذکر کریں، جو اس نے انھیں دیے ہیں۔''

مسجد نبوی بھی بابرکت جگہ ہے:

مدینہ کی فضیلت اور برکت کی دعا والی احادیث میں مسجد نبوی بھی شامل ہے۔ صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

« مَا بَيْنَ بَيْتِي وَمِنْبَرِي رَوْضَةٌ مِنْ رِيَاضِ الْجَنَّةِ وَمِنْبَرِي عَلَى حَوْضِي » [1]

''میرے گھر اور میرے منبر کے درمیان کی جگہ جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے۔ اور قیامت کے دن میرا منبر میرے حوض پر ہوگا۔''

اور اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

---

[1] صحيح البخاري، رقم الحديث [1196] صحيح مسلم، برقم [1391]

Marfat.com

﴿سُبْحٰنَ الَّذِیْٓ اَسْرٰی بِعَبْدِهٖ لَیْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَی الْمَسْجِدِ الْاَقْصَا الَّذِیْ بٰرَكْنَا حَوْلَهٗ﴾ [الإسراء: 1]

”پاک ہے وہ جو رات کے ایک حصے میں اپنے بندے کو حرمت والی مسجد سے بہت دور کی اس مسجد تک لے گیا جس کے اردگرد کو ہم نے بہت برکت دی ہے۔“

تینوں مسجدوں کی برکت کے بارے میں نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:

«صَلَاةٌ فِي مَسْجِدِي هَذَا أَفْضَلُ مِنْ أَلْفِ صَلَاةٍ فِيمَا سِوَاهُ، إِلَّا الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ، وَصَلَاةٌ فِي الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ أَفْضَلُ مِنْ مِائَةِ أَلْفِ صَلَاةٍ» [1]

”میری مسجد (مسجد نبوی) میں نماز ادا کرنا اس کے علاوہ کسی اور مسجد میں نماز ادا کرنے سے ہزار نمازوں سے افضل ہے، سوائے مسجد حرام کے، اور مسجد حرام میں نماز ادا کرنا کسی اور مسجد میں نماز ادا کرنے سے ایک لاکھ نمازوں سے افضل ہے۔“

نیز رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«لَا تُشَدُّ الرِّحَالُ إِلَّا إِلَى ثَلَاثَةِ مَسَاجِدَ: مَسْجِدِي هَذَا، وَمَسْجِدِ الْحَرَامِ، وَمَسْجِدِ الْأَقْصَى» [2]

”صرف تین مسجدوں کی طرف (ثواب کے لیے) سفر کیا جا سکتا ہے: مسجد نبوی، مسجد حرام اور مسجد اقصیٰ۔“

---

1. مسند أحمد، رقم الحديث [14694]
2. صحيح البخاري، رقم الحديث [1189] صحيح مسلم، برقم [1397]

Marfat.com

نبی اکرم ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی زندگی سے برکت کی مثالیں

(1) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

"نبی کریم ﷺ فوت ہو گئے اور میرے توشہ دان میں کوئی ایسی چیز نہ تھی جو کسی جان دار کے کھانے کے قابل ہوتی سوائے تھوڑے سے جَو کے، میں اس توشہ دان سے کافی دن کھاتی رہی، حتی کہ ایک دن میں نے انھیں ماپنا چاہا تو وہ ختم ہو چکے تھے۔"[1]

صحیح بخاری کی ایک اور روایت سے یہ اعتراض ہو سکتا ہے کہ آپ ﷺ نے خود غلے کو ماپنے کا حکم دیا ہے۔ حضرت مقدام بن معدیکرب سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

"اپنے غلے کو ماپ لیا کرو، اس سے تمھارے لیے برکت ہوگی۔"[2]

جبکہ یہاں پر معاملہ الٹ ہے۔ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"مجھے اس حدیث سے یہ بات سمجھ آتی ہے کہ غلہ خریدتے وقت اسے ماپنا مراد ہے۔ اس سے برکت حاصل ہوگی، کیونکہ اس میں نبی ﷺ کی اتباع ہے۔ اور جب ماپنے میں اتباع نہ ہوگی تو معصیت

---

(1) صحیح البخاري، رقم الحدیث [6451]

(2) صحیح البخاري، رقم الحدیث [2128]

Marfat.com

کی وجہ سے برکت نکال لی جائے گی، اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت کو اس معنی میں لیں گے کہ انھوں نے یہ اندازہ لگانے کے لیے ماپا تھا کہ توشہ دان میں کتنا غلہ باقی ہے؟ اس لیے وہ کم ہو گیا۔

''حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا معاملہ حضرت ابو رافع رضی اللہ عنہ والی بات کے مشابہ ہے کہ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں تیسری دفعہ کہا: مجھے دستی کا گوشت (سالن) دو، تو ابو رافع نے جواب دیا: اے اللہ! کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم بکری کی تو دو ہی دستیاں ہوتی ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر تو یہ نہ کہتا تو جب تک میں یہ مانگتا رہتا تو دیتا رہتا۔''[1]

''ایک اور حدیث بھی اس معنی پر دلالت کرتی ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

《لا تُحْصِي فَيُحْصِيَ اللّٰهُ عَلَيْكِ》[2]

''تم شمار کر کے نہ خرچ کرو، ورنہ اللہ بھی تمھیں شمار کر کے دیں گے۔''

''خلاصہ یہ ہوا کہ صرف ماپنے سے نہ تو برکت حاصل ہوتی ہے اور نہ برکت ختم ہوتی ہے۔ برکت کے حصول کے لیے اس میں ماپنے کے ساتھ ساتھ سنت کی پیروی بھی لازم ہے اور اندازہ لگانے، جانچنے اور پرکھنے کے لیے ماپنا، اس سے برکت ختم ہو جاتی ہے۔

''كِيلُوْ طَعَامَكُمْ'' (اپنے غلے کو ماپ لو) اس کا یہ بھی معنی ہو سکتا ہے کہ جب ذخیرہ کرنے کا ارادہ ہو تو اس یقین کے ساتھ ماپ لو کہ ایسا کرنے سے برکت ہو گی۔ جو ماپ کر ذخیرہ کرے گا اس سے بعد میں غلہ کم ہونے یا گم ہونے کی صورت میں دوبارہ اندازہ

---

[1] مسند أحمد، رقم الحديث [23859]

[2] صحيح البخاري، رقم الحديث [1433]

Marfat.com

لگانا آسان ہوگا۔“[1]

② صحیح مسلم میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث بھی اس معنی پر دلالت کرتی ہے:

«أَنَّ رَجُلًا أَتَى النَّبِيَّ ﷺ يَسْتَطْعِمُهُ، فَأَطْعَمَهُ شَطْرَ وَسْقِ شَعِيرٍ، فَمَا زَالَ الرَّجُلُ يَأْكُلُ مِنْهُ وَامْرَأَتُهُ وَضَيْفُهُمَا حَتَّى كَالَهُ، فَأَتَى النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ: لَوْ لَمْ تَكِلْهُ لَأَكَلْتُمْ مِنْهُ وَلَقَامَ لَكُمْ»[2]

”ایک آدمی نبی اکرم ﷺ کے پاس آیا، تو اس نے آپ ﷺ سے کھانا مانگا۔ آپ ﷺ نے اسے آدھا وسق جو دے دیے۔ وہ آدمی، اس کی بیوی اور ان کا مہمان مسلسل اسے کھاتے رہے۔ حتی کہ اس آدمی نے انھیں ماپ لیا۔ پھر وہ نبی ﷺ کے پاس آئے۔ (اور اس بارے میں خبر دی) تو آپ ﷺ نے فرمایا: اگر تو نہ ماپتا تو تم اس سے کھاتے رہتے اور وہ تمھارے لیے برقرار رہتا۔“

بعض اہل علم کہتے ہیں کہ اس نے ماپا تو وہ ختم ہو گئے کیونکہ اس کا ماپنا اللہ کے دیے ہوئے رزق پر توکل کے منافی تھا۔ اس نے اللہ تعالیٰ کی پوشیدہ حکمت اور فضل کا احاطہ کرنا چاہا تو اس سے وہ نعمت چھین لی گئی۔[3]

③ صحیح مسلم میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

«أَنَّ أُمَّ مَالِكٍ كَانَتْ تُهْدِي لِلنَّبِيِّ ﷺ فِي عُكَّةٍ لَهَا سَمْنًا فَيَأْتِيهَا بَنُوهَا فَيَسْأَلُونَ الْأُدْمَ وَلَيْسَ عِنْدَهُمْ شَيْءٌ، فَتَعْمِدُ إِلَى الَّذِي كَانَتْ تُهْدِي فِيهِ لِلنَّبِيِّ ﷺ فَتَجِدُ فِيهِ سَمْنًا، فَمَا

---

① فتح الباري [346/4]

② صحيح مسلم، رقم الحديث [2281]

③ شرح صحيح مسلم [41/5]

Marfat.com

زَالَ یُقِیمُ لَهَا أُدْمَ بَیْتِهَا حَتَّى عَصَرَتْهُ، فَأَتَتِ النَّبِیَّ ﷺ فَقَالَ: عَصَرْتِیهَا؟ قَالَتْ: نَعَمْ، قَالَ: لَوْ تَرَکْتِیهَا مَا زَالَ قَائِمًا» [1]

"امّ مالک رضی اللہ عنہا نبی ﷺ کو ایک برتن میں گھی بھیجا کرتی تھی۔ کبھی کبھار اس کے بیٹے گھر آتے اور سالن مانگتے لیکن اس کے پاس کچھ نہ ہوتا تھا۔ ام مالک رضی اللہ عنہا، جس برتن میں رسول اللہ ﷺ کو گھی بھیجا کرتی تھی، اس کو دیکھتی تو اس میں گھی موجود ہوتا تھا۔ (وہ اسے استعمال کر لیتے) ہمیشہ ایسے ہی ان کے گھر میں سالن رہتا۔ ایک دن ام مالک رضی اللہ عنہا نے اسے نچوڑ لیا، (وہ گھی ختم ہو گیا) پھر وہ نبی ﷺ کے پاس آئی اور یہ خبر دی، تو رسول اللہ ﷺ نے پوچھا: کیا تو نے اسے نچوڑا تھا؟ اس نے کہا: ہاں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اگر تو نہ نچوڑتی تو وہ ہمیشہ ایسے قائم رہتا۔"

4 صحیح بخاری اور صحیح مسلم کی روایت ہے، حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

«عَطِشَ النَّاسُ یَوْمَ الْحُدَیْبِیَةِ، وَالنَّبِیُّ ﷺ بَیْنَ یَدَیْهِ رِکْوَةٌ فَتَوَضَّأَ، فَجَهِشَ النَّاسُ نَحْوَهُ، فَقَالَ: مَالَکُمْ؟ قَالُوا: لَیْسَ عِنْدَنَا مَاءٌ نَتَوَضَّأُ، وَلَا نَشْرَبُ إِلَّا مَا بَیْنَ یَدَیْكَ، فَوَضَعَ یَدَهُ فِی الرِّکْوَةِ، فَجَعَلَ الْمَاءُ یَثُورُ بَیْنَ أَصَابِعِهِ کَأَمْثَالِ الْعُیُونِ، فَشَرِبْنَا وَتَوَضَّأْنَا، قُلْتُ: کَمْ کُنْتُمْ؟ قَالَ: لَوْ کُنَّا مِائَةَ أَلْفٍ لَکَفَانَا، کُنَّا خَمْسَ عَشْرَةَ مِائَةٍ» [2]

"حدیبیہ کے دن لوگ پیاسے تھے، اور نبی ﷺ کے سامنے ایک چھوٹا

---

[1] صحیح مسلم، رقم الحدیث [2280]

[2] صحیح البخاري، رقم الحدیث [3576] صحیح مسلم، برقم [1856]

Marfat.com

برتن تھا۔ آپ ﷺ نے اس سے وضو کیا۔ لوگ جلدی سے آپ ﷺ کی طرف آئے۔ آپ ﷺ نے پوچھا: تمھیں کیا ہوا ہے؟ انھوں نے جواب دیا: ہمارے پاس وضو کے لیے پانی نہیں ہے اور نہ پینے کے لیے ہے، سوائے اس پانی کے جو آپ ﷺ کے سامنے ہے۔ آپ ﷺ نے برتن میں اپنا ہاتھ ڈالا تو پانی آپ ﷺ کی انگلیوں کے درمیان سے چشمے کی طرح بہنے لگا۔ سب صحابہ نے پیا بھی اور وضو بھی کیا۔ (راوی کہتے ہیں) میں نے پوچھا: اس دن تم کتنے لوگ تھے؟ انھوں نے بتایا: اگر ہم ایک لاکھ بھی ہوتے تو پانی ہمیں کافی ہو جاتا لیکن اس دن ہم پندرہ سو تھے۔''

5. صحیح بخاری اور صحیح مسلم کی روایت ہے، حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

«قَالَ أَبُو طَلْحَةَ لِأُمِّ سُلَيْمٍ: قَدْ سَمِعْتُ صَوْتَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ ضَعِيفًا، أَعْرِفُ فِيهِ الْجُوعَ، فَهَلْ عِنْدَكِ مِنْ شَيْءٍ؟ فَقَالَتْ: نَعَمْ، فَأَخْرَجَتْ أَقْرَاصًا مِنْ شَعِيرٍ، ثُمَّ أَخَذَتْ خِمَارًا لَهَا، فَلَفَّتِ الْخُبْزَ بِبَعْضِهِ، ثُمَّ دَسَّتْهُ تَحْتَ ثَوْبِي، وَرَدَّتْنِي بِبَعْضِهِ ثُمَّ أَرْسَلَتْنِي إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ، قَالَ: فَذَهَبْتُ بِهِ فَوَجَدْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ جَالِسًا فِي الْمَسْجِدِ، وَمَعَهُ النَّاسُ، فَقُمْتُ عَلَيْهِمْ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: أَرْسَلَكَ أَبُو طَلْحَةَ؟ قَالَ: فَقُلْتُ: نَعَمْ، فَقَالَ: أَلِطَعَامٍ؟ فَقُلْتُ: نَعَمْ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ لِمَنْ مَعَهُ: قُومُوا، قَالَ: فَانْطَلَقَ وَانْطَلَقْتُ بَيْنَ أَيْدِيهِمْ، حَتَّى جِئْتُ أَبَا طَلْحَةَ، فَأَخْبَرْتُهُ، فَقَالَ أَبُو طَلْحَةَ: يَا أُمَّ سُلَيْمٍ قَدْ جَاءَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ بِالنَّاسِ، وَلَيْسَ عِنْدَنَا مَا نُطْعِمُهُمْ،

Marfat.com

فَقَالَتْ: اللّٰهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ، قَالَ: فَانْطَلَقَ أَبُو طَلْحَةَ حَتَّى لَقِيَ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ، فَأَقْبَلَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ مَعَهُ حَتَّى دَخَلَا، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: هَلُمِّي مَا عِنْدَكِ يَا أُمَّ سُلَيْمٍ! فَأَتَتْ بِذٰلِكَ الْخُبْزِ فَأَمَرَ بِهِ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فَفُتَّ، وَعَصَرَتْ عَلَيْهِ أُمُّ سُلَيْمٍ عُكَّةً لَهَا فَأَدَمَتْهُ، ثُمَّ قَالَ فِيهِ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ مَا شَاءَ اللّٰهُ أَنْ يَقُولَ، ثُمَّ قَالَ: ائْذَنْ لِعَشَرَةٍ، فَأَذِنَ لَهُمْ فَأَكَلُوا حَتَّى شَبِعُوا، ثُمَّ خَرَجُوا، ثُمَّ قَالَ: ائْذَنْ لِعَشَرَةٍ، فَأَذِنَ لَهُمْ فَأَكَلُوا حَتَّى شَبِعُوا، ثُمَّ خَرَجُوا، ثُمَّ قَالَ: ائْذَنْ لِعَشَرَةٍ، حَتَّى أَكَلَ الْقَوْمُ كُلُّهُمْ، وَشَبِعُوا، وَالْقَوْمُ سَبْعُونَ رَجُلًا أَوْ ثَمَانُونَ»[1]

حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے ام سلیم رضی اللہ عنہا سے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کی آواز سنی ہے، اس میں کمزوری تھی، اور میں نے پہچان لیا کہ بھوک کی وجہ سے ایسا ہے۔ کیا تیرے پاس کھانے کی کوئی چیز ہے؟ ام سلیم نے کہا: ہاں، پھر اس نے جو کی کچھ روٹیاں نکالیں، اور اپنی چادر پکڑی اور وہ روٹیاں اس کے ایک حصے میں لپیٹ دیں۔ پھر اس چادر کو میرے کپڑے میں چھپا دیا اور چادر کا دوسرا ٹکڑا میرے ساتھ لپیٹ دیا۔ پھر مجھے رسول اللہ ﷺ کی طرف بھیج دیا، میں گیا تو میں نے دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ مسجد میں بیٹھے ہوئے تھے اور آپ ﷺ کے ساتھ لوگ بھی موجود تھے۔ میں آپ ﷺ کے پاس کھڑا ہو گیا۔ رسول اللہ ﷺ نے پوچھا: کیا تجھے ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے بھیجا ہے؟ میں نے کہا: ہاں۔ آپ ﷺ نے پوچھا: کھانے کے لیے بھیجا ہے؟ میں نے

---

[1] صحيح البخاري، رقم الحديث [3578] صحيح مسلم، برقم [2040]

Marfat.com

کہا: ہاں۔ رسول اللہ ﷺ نے اپنے پاس موجود لوگوں سے کہا: چلو اٹھو۔ رسول اللہ ﷺ چلنے لگے، میں آپ ﷺ کے آگے آگے آیا، میں ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور ان کو بتایا، ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے کہا: اے امّ سلیم! رسول اللہ رضی اللہ عنہ اور لوگ بھی آپ ﷺ کے ساتھ آ رہے ہیں، جبکہ ہمارے پاس انھیں کھلانے کے لیے اتنا کھانا نہیں ہے۔ ام سلیم رضی اللہ عنہا نے جواب دیا: اللہ اور اس کے رسول ﷺ بہتر جانتے ہیں۔ ابوطلحہ چل کر رسول اللہ ﷺ کی طرف آئے، آپ سے ملے، پھر رسول اللہ ﷺ ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ گھر میں داخل ہوئے۔ رسول اللہ ﷺ نے کہا: اے امّ سلیم! تیرے پاس جو بھی ہے میری طرف لاؤ۔ امّ سلیم رضی اللہ عنہا نے وہ روٹیاں پیش کر دیں۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کو ٹکڑے ٹکڑے کرنے کا حکم دیا۔ اور ام سلیم رضی اللہ عنہا نے برتن سے گھی نچوڑ دیا اور اسے کھانا بنا دیا۔ پھر جو اللہ نے چاہا رسول اللہ ﷺ نے اس میں دعا فرمائی، پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: دس آدمیوں کو بلاؤ، ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے انھیں بلایا۔ انھوں نے کھانا کھایا حتی کہ ان کے پیٹ بھر گئے، پھر وہ چلے گئے۔ پھر آپ ﷺ نے کہا: دس کو بلاؤ۔ ابوطلحہ نے بلایا، انھوں نے بھی پیٹ بھر کر کھایا۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا: دس کو بلاؤ۔ حتی کہ سب لوگوں نے پیٹ بھر کر کھانا کھایا۔ اور وہ ستر یا اسّی کی تعداد میں تھے۔"

صحیح مسلم کی روایت کے الفاظ ہیں:

"ابوطلحہ رضی اللہ عنہ دروازے پر کھڑے ہو گئے، جب رسول اللہ آئے تو انھیں

Marfat.com

کہا: اے اللہ کے رسول ﷺ! کھانا تو بہت تھوڑا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: لے آؤ، اللہ اس میں برکت ڈال دیں گے۔"[1]

ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اس کا ڈھکن کھولا، پھر کہا:

"اللہ کے نام کے ساتھ، اے اللہ! اس میں بہت زیادہ برکت ڈال دے۔"[2]

⑥ صحیح بخاری میں مروی ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

«كُنَّا نَعُدُّ الْآيَاتِ بَرَكَةً، وَأَنْتُمْ تَعُدُّونَهَا تَخْوِيفًا، كُنَّا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فِي سَفَرٍ فَقَلَّ الْمَاءُ، فَقَالَ: اُطْلُبُوا فَضْلَةً مِنْ مَاءٍ، فَجَاءُوا بِإِنَاءٍ، فِيهِ مَاءٌ قَلِيلٌ، فَأَدْخَلَ يَدَهُ فِي الْإِنَاءِ، ثُمَّ قَالَ: حَيَّ عَلَى الطَّهُورِ الْمُبَارَكِ، وَالْبَرَكَةُ مِنَ اللّٰهِ، فَلَقَدْ رَأَيْتُ الْمَاءَ يَنْبُعُ مِنْ بَيْنِ أَصَابِعِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ، وَلَقَدْ كُنَّا نَسْمَعُ تَسْبِيحَ الطَّعَامِ وَهُوَ يُؤْكَلُ»[3]

"ہم نشانیوں کو برکت شمار کیا کرتے تھے اور تم ان سے ڈرتے ہو۔ ایک دفعہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سفر میں تھے تو پانی کم پڑ گیا، آپ ﷺ نے فرمایا: بچا ہوا پانی تلاش کرو۔ لوگ ایک برتن میں تھوڑا سا پانی لے آئے تو آپ ﷺ نے اپنا ہاتھ اس برتن میں داخل کیا۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا: بابرکت پانی لے لو، اور برکت اللہ کی طرف سے ہے۔ (راوی کہتے ہیں) میں نے دیکھا کہ پانی رسول

---

① صحيح مسلم، رقم الحديث [2040]

② مسند أحمد، رقم الحديث [13587]

③ صحيح البخاري، رقم الحديث [3579]

Marfat.com

اللہ ﷺ کی انگلیوں سے فوارے کی طرح پھوٹ رہا تھا۔ اور ہم کھانے کے دوران میں کھانے کی تسبیح سن لیا کرتے تھے۔''

7 صحیح بخاری میں حضرت سلمہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

((خَفَّتْ أَزْوَادُ الْقَوْمِ وَأَمْلَقُوا، فَأَتَوُا النَّبِيَّ ﷺ فِي نَحْرِ إِبِلِهِمْ فَأَذِنَ لَهُمْ، فَلَقِيَهُمْ عُمَرُ فَأَخْبَرُوهُ، فَقَالَ: مَا بَقَاؤُكُمْ بَعْدَ إِبِلِكُمْ؟ فَدَخَلَ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، مَا بَقَاؤُهُمْ بَعْدَ إِبِلِهِمْ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: نَادِ فِي النَّاسِ فَيَأْتُونَ بِفَضْلِ أَزْوَادِهِمْ، فَبُسِطَ لِذَلِكَ نِطَعٌ، وَجَعَلُوهُ عَلَى النِّطَعِ فَقَامَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فَدَعَا وَبَرَّكَ عَلَيْهِ، ثُمَّ دَعَاهُمْ بِأَوْعِيَتِهِمْ، فَاحْتَثَى النَّاسُ حَتَّى فَرَغُوا، ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَنِّي رَسُولُ اللّٰهِ))[1]

''(سفر میں) لوگوں کے پاس زادراہ (کھانا) ختم ہو گیا اور ان پر فقر ومحتاجگی آ گئی، تو وہ نبی کریم ﷺ کے پاس آئے اور اونٹ ذبح کرنے کی اجازت مانگی۔ آپ ﷺ نے ان کو اجازت دے دی۔ (واپس جاتے ہوئے) راستے میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ ملے، لوگوں نے انھیں یہ بات بتائی تو عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: اگر اونٹ ذبح کر لو گے تو زندہ کیسے رہو گے؟ پھر عمر رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کے پاس آئے اور کہا: اے اللہ کے رسول ﷺ! اگر یہ اونٹ ذبح کر لیں گے تو زندہ کیسے رہیں گے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: لوگوں میں اعلان کرو کہ جس کے پاس جتنا بھی کھانا ہے، وہ لے آئے۔ پھر چمڑے کی ایک چادر بچھائی گئی

[1] صحيح البخاري، رقم الحديث [2484]

Marfat.com

اور لوگوں نے کھانا اس پر رکھ دیا۔ رسول اللہ ﷺ نے اس پر برکت کی دعا کی۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے لوگوں کو برتن لانے کا حکم دیا۔ لوگوں نے کھانے سے اپنے برتنوں کو بھرلیا۔ جب وہ فارغ ہو گئے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں اللہ کا سچا رسول ہوں۔“

8 صحیح بخاری اور صحیح مسلم کی روایت ہے:

«أَنَّهُمْ كَانُوا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فِي مَسِيرٍ، فَأَدْلَجُوا لَيْلَتَهُمْ، حَتَّى إِذَا كَانَ وَجْهُ الصُّبْحِ عَرَّسُوا، فَغَلَبَتْهُمْ أَعْيُنُهُمْ حَتَّى ارْتَفَعَتِ الشَّمْسُ، فَكَانَ أَوَّلَ مَنِ اسْتَيْقَظَ مِنْ مَنَامِهِ أَبُو بَكْرٍ، وَكَانَ لَا يُوقَظُ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ مِنْ مَنَامِهِ حَتَّى يَسْتَيْقِظَ، فَاسْتَيْقَظَ عُمَرُ فَقَعَدَ أَبُو بَكْرٍ عِنْدَ رَأْسِهِ، فَجَعَلَ يُكَبِّرُ وَيَرْفَعُ صَوْتَهُ حَتَّى اسْتَيْقَظَ النَّبِيُّ ﷺ، فَنَزَلَ وَصَلَّى بِنَا الْغَدَاةَ، فَاعْتَزَلَ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ لَمْ يُصَلِّ مَعَنَا، فَلَمَّا انْصَرَفَ، قَالَ: يَا فُلَانُ! مَا يَمْنَعُكَ أَنْ تُصَلِّيَ مَعَنَا؟ قَالَ: أَصَابَتْنِي جَنَابَةٌ، فَأَمَرَهُ أَنْ يَتَيَمَّمَ بِالصَّعِيدِ، ثُمَّ صَلِّ، وَجَعَلَنِي رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فِي رَكُوبٍ بَيْنَ يَدَيْهِ، وَقَدْ عَطِشْنَا عَطَشًا شَدِيدًا، فَبَيْنَمَا نَحْنُ نَسِيرُ، إِذَا نَحْنُ بِامْرَأَةٍ سَادِلَةٍ رِجْلَيْهَا بَيْنَ مَزَادَتَيْنِ، فَقُلْنَا لَهَا: أَيْنَ الْمَاءُ؟ فَقَالَتْ: إِنَّهُ لَا مَاءَ، فَقُلْنَا: كَمْ بَيْنَ أَهْلِكِ وَبَيْنَ الْمَاءِ؟ قَالَتْ: يَوْمٌ وَلَيْلَةٌ، فَقُلْنَا: انْطَلِقِي إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ قَالَتْ: وَمَا رَسُولُ اللّٰهِ؟ فَلَمْ نُمَلِّكْهَا مِنْ أَمْرِهَا حَتَّى اسْتَقْبَلْنَا بِهَا النَّبِيَّ ﷺ فَحَدَّثَتْهُ بِمِثْلِ الَّذِي حَدَّثَتْنَا،

Marfat.com

غَيْرَ أَنَّهَا حَدَّثَتْهُ أَنَّهَا مُؤْتِمَةٌ فَأَمَرَ بِمَزَادَتَيْهَا، فَمَسَحَ فِي الْعَزْلَاوَيْنِ، فَشَرِبْنَا عِطَاشًا أَرْبَعِينَ رَجُلًا حَتَّى رَوِينَا، فَمَلَأْنَا كُلَّ قِرْبَةٍ مَعَنَا وَإِدَاوَةٍ غَيْرَ أَنَّهُ لَمْ نَسْقِ بَعِيرًا، وَهِيَ تَكَادُ تَنِضُّ مِنَ الْمِلْءِ ثُمَّ قَالَ: هَاتُوا مَا عِنْدَكُمْ فَجُمِعَ لَهَا مِنَ الْكِسَرِ وَالتَّمْرِ حَتَّى أَتَتْ أَهْلَهَا قَالَتْ: لَقِيتُ أَسْحَرَ النَّاسِ، أَوْ هُوَ نَبِيٌّ كَمَا زَعَمُوا، فَهَدَى اللّٰهُ ذَاكَ الصِّرْمَ بِتِلْكَ الْمَرْأَةِ فَأَسْلَمَتْ وَأَسْلَمُوا» [1]

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ وہ ایک دفعہ سفر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے، وہ رات بھر سفر کرتے رہے، جب صبح کا وقت قریب ہوا تو ہم نے پڑاؤ کیا، سب لوگ گہری نیند سو گئے حتی کہ سورج نکل آیا، سب سے پہلے نیند سے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ بیدار ہوئے۔ اور جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سوئے ہوتے تھے تو آپ کو بیدار نہ کیا جاتا تھا بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم خود ہی اٹھتے تھے، پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی جاگ پڑے، ابو بکر رضی اللہ عنہ ان کے سر کے پاس بیٹھ گئے اور بلند آواز سے ''اللہ اکبر'' کہنے لگے حتی کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بھی جاگ گئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم وہاں سے کچھ آگے جا کر ٹھہرے اور ہمیں فجر کی نماز پڑھائی۔ ایک آدمی نے ہمارے ساتھ نماز نہ پڑھی اور لوگوں سے الگ بیٹھا رہا۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نماز سے فارغ ہوئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا: اے فلاں! ہمارے ساتھ نماز پڑھنے سے تمھیں کس چیز نے روکا ہے؟ اس نے کہا: اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! مجھے غسل

---

[1] صحيح البخاري، رقم الحديث [3571] صحيح مسلم، برقم [682]

Marfat.com

جنابت کی ضرورت تھی، آپ ﷺ نے اسے حکم دیا کہ وہ مٹی سے تیمّم کرے اور نماز پڑھے۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے مجھے (عمران کو) چند سواروں کے ساتھ آگے بھیج دیا، اور ہم سخت پیاسے تھے، اسی حالت میں ہم چلتے رہے، تو ایک جگہ پر ہمیں ایک عورت ملی، جو دو مشکیزوں کے درمیان (سواری پر) پاؤں لٹکا کر جا رہی تھی۔ ہم نے اسے کہا: پانی کہاں ہے؟ اس نے جواب دیا: یہاں پانی نہیں ہے۔ ہم نے پوچھا: یہاں سے کتنے فاصلے پر پانی ملے گا؟ اس نے جواب دیا: ایک دن اور ایک رات کے فاصلے پر۔ ہم نے اسے کہا: رسول اللہ ﷺ کے پاس چلو۔ اس نے کہا: رسول اللہ کیا ہے؟ ہم نے اس کی بات پر توجہ نہ دی اور ہم اسے رسول اللہ ﷺ کے پاس لے آئے، اس نے آپ ﷺ سے بھی وہی کہا جو ہمیں کہا تھا، ساتھ یہ بھی کہا کہ وہ ایک یتیم کی ماں ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے اس کے مشکیزے اتارنے کا حکم دیا، پھر آپ ﷺ نے ان کے دہانوں پر ہاتھ پھیرا، پھر ہم چالیس آدمیوں نے خوب پیٹ بھر کر پانی پیا، ہم نے اپنے مشکیزوں اور بالٹیوں کو بھی بھر لیا۔ صرف اپنے اونٹوں کو نہ پلایا، اس کے باوجود مشکیزے اتنے بھرے ہوئے تھے، قریب تھا کہ ابھی بہہ پڑیں۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا: تمھارے پاس (کھانے کا سامان) وغیرہ ہے تو لاؤ۔ چنانچہ اس عورت کے سامنے ٹکڑے اور کھجوریں لا کر رکھ دی گئیں۔ پھر وہ اپنے قبیلے کے پاس آئی تو اس نے کہا: آج میں سب سے بڑے جادوگر سے مل کر آئی ہوں یا واقعی وہ نبی ہوگا، جیسے لوگ کہتے ہیں۔ آخر اللہ تعالیٰ نے اس عورت کی وجہ

Marfat.com

سے اس کے قبیلے کو ہدایت دی، وہ عورت بھی مسلمان ہوگئی اور قبیلے والے بھی مسلمان ہو گئے۔''

9 صحیح بخاری میں ہے کہ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

«أَنَّ أَبَاهُ قُتِلَ يَوْمَ أُحُدٍ شَهِيدًا وَعَلَيْهِ دَيْنٌ فَاشْتَدَّ الْغُرَمَاءُ فِي حُقُوقِهِمْ، فَأَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ فَسَأَلَهُمْ أَنْ يَقْبَلُوا تَمَرَ حَائِطِي، وَيُحَلِّلُوا أَبِي فَأَبَوْا فَلَمْ يُعْطِهِمُ النَّبِيُّ ﷺ حَائِطِي، وَقَالَ: سَنَغْدُو عَلَيْكَ فَغَدَا عَلَيْنَا حِينَ أَصْبَحَ، فَطَافَ فِي النَّخْلِ وَدَعَا فِي ثَمَرِهَا بِالْبَرَكَةِ، فَجَدَدْتُهَا فَقَضَيْتُهُمْ، وَبَقِيَ لَنَا مِنْ تَمْرِهَا»[1]

''اُحد کے دن میرے والد شہید ہو گئے اور ان پر قرض تھا، جب قرض خواہوں نے شدت کے ساتھ اپنے حق کا مطالبہ کیا تو میں نبی ﷺ کے پاس آیا (اور اپنا معاملہ بتایا) آپ ﷺ نے قرض خواہوں سے کہا کہ میرے باغ کا پھل لے لیں، اور میرے باپ کو قرض سے بَری کر دیں لیکن انھوں نے انکار کر دیا، پھر نبی ﷺ نے ان کو پھل نہ دیا اور کہا: ہم صبح تیرے باغ میں آئیں گے، صبح رسول اللہ ﷺ باغ میں آئے، چلے پھرے، اور آپ ﷺ نے برکت کی دعا فرمائی۔ پھر میں نے کھجوریں اتاریں اور قرض خواہوں کو قرض دیا۔ پورا قرض دینے کے بعد بھی کھجوریں بچ گئیں۔''

دوسری روایت میں ہے کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو اس بارے میں بتایا تو عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: میں اسی وقت سمجھ گیا تھا جب رسول اللہ ﷺ باغ

---

1 صحيح البخاري، رقم الحديث [2395]

Marfat.com

میں چل رہے تھے کہ اس میں ضرور برکت ہوگی۔ [1]

(10) صحیح بخاری اور صحیح مسلم کی روایت ہے:

«كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ ثَلَاثِينَ وَمِائَةً، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: هَلْ مَعَ أَحَدٍ مِنْكُمْ طَعَامٌ؟ فَإِذَا مَعَ رَجُلٍ صَاعٌ مِنْ طَعَامٍ أَوْ نَحْوُهُ، فَعُجِنَ ثُمَّ جَاءَ رَجُلٌ مُشْرِكٌ مُشْعَانٌّ طَوِيلٌ بِغَنَمٍ يَسُوقُهَا، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: أَبَيْعٌ أَمْ عَطِيَّةٌ؟ أَوْ قَالَ: هِبَةٌ؟ قَالَ: لَا، بَلْ بَيْعٌ، قَالَ: فَاشْتَرَى مِنْهُ شَاةً، فَصُنِعَتْ فَأَمَرَ نَبِيُّ اللّٰهِ ﷺ بِسَوَادِ الْبَطْنِ يُشْوَى، وَايْمُ اللّٰهِ مَا مِنَ الثَّلَاثِينَ وَمِائَةٍ إِلَّا قَدْ حَزَّ لَهُ حُزَّةً مِنْ سَوَادِ بَطْنِهَا، إِنْ كَانَ شَاهِدًا أَعْطَاهَا إِيَّاهُ، وَإِنْ كَانَ غَائِبًا خَبَأَهَا لَهُ، ثُمَّ جَعَلَ فِيهَا قَصْعَتَيْنِ، فَأَكَلْنَا أَجْمَعُونَ وَشَبِعْنَا، وَفَضَلَ فِي الْقَصْعَتَيْنِ، فَحَمَلْتُهُ عَلَى الْبَعِيرِ» [2]

حضرت عبدالرحمٰن بن ابو بکر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک سو تیس کی تعداد میں تھے، نبی اکرم ﷺ نے کہا: تم میں سے کسی کے پاس کھانا ہے؟ ایک آدمی ایک صاع کے قریب آٹا لے کر آیا، اسے گوندھا گیا، پھر ایک بڑا لمبا مشرک اپنی بکریاں ہانکتا ہوا ادھر آ گیا۔ رسول اللہ ﷺ نے اس سے پوچھا: یہ بیچنے کے لیے ہیں یا عطیہ ہیں؟ اس نے جواب دیا: نہیں، بلکہ بیچنے کے لیے ہیں۔ آپ ﷺ نے اس سے ایک بکری خرید لی، پھر اسے ذبح کیا گیا، پھر نبی ﷺ نے اس کی کلیجی بھوننے کا حکم دیا۔ اللہ کی قسم! ایک سو تیس میں سے ایک بھی

---

(1) صحيح البخاري، رقم الحديث [2396]

(2) صحيح البخاري، رقم الحديث [5382] صحيح مسلم، برقم [2056]

Marfat.com

ایسا نہ تھا جس نے کلیجی کا ایک ٹکڑا نہ لیا ہو، جو وہاں موجود تھا اس نے لے لیا اور جو وہاں موجود نہ تھا اس کا حصہ رکھ لیا گیا۔ پھر اس کے گوشت کو دو برتنوں میں رکھ دیا گیا، ہم سب نے پیٹ بھر کر کھایا، اس کے باوجود دونوں برتنوں میں بچ گیا، چنانچہ میں نے اسے اونٹ پر رکھ لیا۔“

Marfat.com

برکت کے لیے استعمال کیے جانے والے جائز اور ناجائز الفاظ کا بیان

① شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ سے مندرجہ ذیل الفاظ کے بارے میں سوال کیا گیا کہ کیا ان کا استعمال درست ہے یا نہیں:

"قُضِيَتْ حَاجَتِي بِبَرَكَةِ اللّٰهِ وَ بَرَكَةِ الشَّيْخِ"

"میری ضرورت اللہ کی برکت سے اور شیخ کی برکت سے پوری ہوئی۔"

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے اس کا جواب دیا کہ یہ منکر اور ناجائز قول ہے، اس لیے کہ اس چیز (برکت) میں اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو ملایا نہیں جا سکتا۔ کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں جیسے الفاظ ((مَاشَاءَ اللّٰهُ وَشِئْتَ)) کہنے سے منع فرمایا ہے۔

اور جس بندے نے یہ الفاظ استعمال کیے ہیں۔ اگر اس کی مراد یہ ہو کہ شیخ کی دعا کی برکت سے، یا یہ مراد ہو کہ شیخ کے خیر اور بھلائی کی بات کا حکم دینے اور سکھانے کی برکت سے، یا یہ مراد ہو کہ حق بات اور امور دینیہ میں معاونت کی برکت سے کام پورا ہوا ہے۔ تو یہ سب معنی درست ہیں، لیکن اگر مراد یہ لیا جائے کہ شیخ کے اختیارات اور اس کے کسی معاملے میں اثر انداز ہونے کی برکت سے ایسا ہوا ہے، جبکہ حقیقت میں اس کے پاس نہ کوئی اختیار ہو اور نہ کسی چیز پر وہ قادر ہو، تو یہ بدعت اور منکرات کے زمرے میں آئے گا۔[1]

---

① الفتاویٰ [27,96,95]

Marfat.com

ان الفاظ میں حق اور باطل دونوں معنوں کا احتمال ہے، اس لیے بہتر یہ ہے کہ ایسے الفاظ سے بچا جائے۔ واللہ اعلم

② اسی طرح یہ الفاظ ہیں: "تَبَارَکْتَ عَلَیْنَا یَافُلَان" (اے فلاں! ہم پر تو باعث برکت ہوا ہے) علامہ بکر بن عبداللہ ابو زید رحمہ اللہ فرماتے ہیں: میرے نزدیک ان الفاظ میں کوئی حرج نہیں ہے۔ لیکن علامہ محمد بن ابراہیم رحمہ اللہ سے ان الفاظ کے بارے میں پوچھا گیا تو انھوں نے جواب دیا: ایسا کہنا جائز نہیں ہے۔ اس لیے کہ اللہ تعالیٰ برکت دینے والی ذات ہے اور بندہ برکت حاصل کرنے والا ہے۔

خیر کا ہمیشہ اور کثرت سے رہنا برکت کہلاتا ہے اور یہ اللہ تعالیٰ کی طرف ہی سے ہوتی ہے۔ مخلوق کے پاس برکت کا جو حصہ ہے وہ اللہ سبحانہ کی برکت کی انتہا کو نہیں پہنچ سکتی۔ بہتر بات یہ ہے کہ "تَبَارَکْتَ" وغیرہ الفاظ کو صرف اللہ تعالیٰ کے لیے خاص کیا جائے، اس کے علاوہ کسی اور کے لیے ان کو استعمال نہ کیا جائے، اگرچہ ارادہ نیک ہی کیوں نہ ہو۔

③ علامہ ابن عثیمین رحمہ اللہ سے ان الفاظ کے بارے میں پوچھا گیا: "کُلُّكَ بَرَکَةٌ" (تم تو سراپا با برکت ہو) انھوں نے جواب دیا: ان کے استعمال میں کوئی حرج نہیں، کیونکہ یہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی آل کے لیے حدیث میں استعمال کیے گئے ہیں۔ یعنی اے آل ابو بکر رضی اللہ عنہ! یہ تمھاری وجہ سے نازل ہونے والی پہلی برکت نہیں ہے۔[1]

④ بعض لوگ کہتے ہیں: "عَلٰی بَرَکَةِ اللّٰهِ" اللہ کی طرف سے برکت پر۔ ان الفاظ کے استعمال میں کوئی حرج نہیں۔ مستدرک حاکم میں کعب بن اشرف

[1] ثمرات التدوين.

Marfat.com

کے قتل کے واقعہ میں مذکور ہے کہ حضرت محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا: کیا آپ پسند کرتے ہیں کہ میں اس کو قتل کر دوں؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خاموش رہے، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سعد بن معاذ کے پاس جاؤ اور ان سے مشورہ کرلو۔ چنانچہ میں سعد بن معاذ کے پاس آیا اور میں نے یہ ساری بات بتائی تو انھوں نے کہا: اللہ کی طرف سے برکت پر چلو۔ [1]

5. بعض لوگ کہتے ہیں کہ یہ آدمی با برکت ہے، یہ دن با برکت ہے، یہ رات با برکت ہے۔ اگر مراد یہ ہو کہ اس دن کوئی بھلائی یا فائدہ حاصل ہوا تھا تو پھر درست ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿ اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ فِيْ لَيْلَةٍ مُّبٰرَكَةٍ ﴾ [الدخان: 3]

”بے شک ہم نے اسے ایک بہت برکت والی رات میں اتارا۔“

اس رات میں قرآن مجید جیسی عظیم نعمت نازل ہوئی تھی۔ اس لیے یہ بابرکت ہے۔ اسی طرح مسلمان بابرکت ہے کیونکہ اس کا تقویٰ اور دوسرے لوگوں کو نفع دینا وغیرہ امور اس کے مبارک ہونے کی دلیل ہیں۔ صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: درختوں میں سے ایک ایسا درخت ہے جس کی برکت مسلمان کی برکت کی طرح ہے۔

بہتر یہ ہے کہ آدمی کی طرف اس وقت برکت کو منسوب کیا جائے جب لازمی طور پر اس میں کوئی بھلائی پائی جائے۔ اور ہم تو صرف گمان کر سکتے ہیں اور اللہ ہی حقیقت حال کو جاننے والے ہیں۔ ہم اللہ تعالیٰ سے زیادہ کسی کی پاکیزگی کو نہیں جانتے۔

6. اسی طرح بعض لوگ گھر میں داخل ہوتے وقت با برکت گھر یعنی ”مَنزِلٌ

---

1. مستدرك حاكم [5897]

Marfat.com

مُبَارَك" کہتے ہیں۔ یہ الفاظ چونکہ گھر کے لیے بطور دعا کہے جاتے ہیں، اس لیے اس کا جواز اللہ تعالیٰ کے اس فرمان سے معلوم ہوتا ہے:

﴿ وَقُلْ رَّبِّ اَنْزِلْنِيْ مُنْزَلًا مُّبٰرَكًا وَّاَنْتَ خَيْرُ الْمُنْزِلِيْنَ ﴾

[المؤمنون: 29]

"اور تو کہہ: اے میرے رب! مجھے اتار، ایسا اتارنا جو بابرکت ہو اور تو سب اتارنے والوں سے بہتر ہے۔"

7. اسی طرح بعض لوگ جب ملتے ہیں تو کہتے ہیں: "زَارَتْنَا الْبَرَكَةُ" (برکت ہمیں ملی ہے) اگر اس طرح کہنے کا مطلب یہ ہو کہ آپ کا ہم سے ملنا با برکت ہو۔ یعنی دعا کی جائے تو یہ جائز ہے، لیکن اگر مراد یہ ہو کہ آپ بابرکت شخصیت ہیں اور ہم آپ سے ملنے کو سعادت سمجھتے ہیں تو اس میں گویا تزکیہ نفس کیا گیا ہے، لہٰذا بہتر یہ ہے ایسے کلمات میں احتیاط کی جائے۔

8. بعض لوگ کہتے ہیں: "نَحْنُ فِي بَرَكَةِ فَلَانٍ" ہم فلاں کی وجہ سے بابرکت ہوئے۔ یا یہ کہنا کہ جب سے وہ ہمارے پاس آیا ہے، ہمیں برکت نصیب ہوئی ہے۔

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"یہ کلام ایک اعتبار سے صحیح ہے اور ایک اعتبار سے غلط۔ صحیح اس وجہ سے ہے کہ اگر یہ مراد لیا جائے کہ اس نے سیدھے راستے کی طرف ہماری راہنمائی کی، ہمیں خیر و بھلائی کی تعلیم دی، ہمیں نیکی کا حکم اور برائی سے منع کیا ہے، لہٰذا اس کی اتباع کی برکت سے ہمیں خیر حاصل ہوئی ہے تو یہ ان الفاظ کا صحیح معنی ہے۔"

جیسے جب نبی اکرم ﷺ اہل مدینہ کے پاس آئے تو وہ آپ ﷺ کی

Marfat.com

برکت سے ایمان لائے، آپ ﷺ کی اطاعت کی برکت سے انھیں دنیا اور آخرت کی سعادت حاصل ہوئی بلکہ ہر مومن جو رسول اللہ ﷺ پر ایمان رکھتا ہے اور آپ ﷺ کی اتباع کرتا ہے، اسے دنیا اور آخرت میں ایسی ایسی سعادتیں نصیب ہوتی ہیں جن کا علم صرف اللہ کو ہوتا ہے۔ یہ سب رسول اللہ ﷺ کی برکت کے سبب ہے۔ اسی طرح اگر ان الفاظ سے یہ مراد لیا جائے کہ اس کی دعا کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے مشکل اور بیماری کو ہم سے دور کر دیا اور ہمیں وسعتِ رزق اور مدد الٰہی نصیب ہوئی ہے تو یہ معنی بھی درست ہے، جیسا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: تمھاری مدد کی جاتی ہے اور تمھیں رزق دیا جاتا ہے تمھارے کمزوروں کی وجہ سے۔ یعنی ان کی دعاؤں، نمازوں اور ان کے اخلاص کی وجہ سے۔ اللہ تعالیٰ کافروں اور نافرمانوں سے اس لیے عذاب دور کرتے ہیں تاکہ ان کے درمیاں رہنے والے مومنین جو عذاب کے مستحق نہیں، ان کو کوئی تکلیف نہ پہنچے۔

اسی چیز کو اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں یوں بیان فرماتے ہیں:

﴿وَلَوْلَا رِجَالٌ مُّؤْمِنُوْنَ وَنِسَآءٌ مُّؤْمِنٰتٌ لَّمْ تَعْلَمُوْهُمْ اَنْ تَطَـُٔوْهُمْ فَتُصِيْبَكُمْ مِّنْهُمْ مَّعَرَّةٌۢ بِغَيْرِ عِلْمٍ لِيُدْخِلَ اللّٰهُ فِيْ رَحْمَتِهٖ مَنْ يَّشَآءُ لَوْ تَزَيَّلُوْا لَعَذَّبْنَا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْهُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا﴾ [الفتح: 25]

"اور اگر کچھ مومن مرد اور مومن عورتیں نہ ہوتیں جنھیں تم نہیں جانتے تھے (اگر یہ نہ ہوتا) کہ تم انھیں روند ڈالو گے تو تم پر لاعلمی میں ان کی وجہ سے عیب لگ جائے گا (تو ان پر حملہ کر دیا جاتا) تاکہ اللہ اپنی رحمت میں جسے چاہے داخل کر لے، اگر وہ (مومن اور کافر) الگ

Marfat.com

الگ ہوگئے ہوتے تو ہم ضرور ان لوگوں کو جنھوں نے ان میں سے کفر کیا تھا، سزا دیتے، دردناک سزا۔"

اگر مکہ میں کافروں اور مشرکوں کے درمیان کمزور مومن نہ ہوتے تو اللہ کافروں اور مشرکوں کو عذاب میں مبتلا کرتے، جیسا کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

"اور اگر گھروں میں عورتیں اور بچے نہ ہوتے تو میں حکم دیتا کہ نماز کھڑی کی جائے، پھر میں چند آدمی اور آگ لے کر ایسے لوگوں کی طرف جاتا جو نماز میں حاضر نہیں ہوتے، پھر میں ان کے گھروں کو آگ لگا دیتا۔"

اسی طرح رسول اللہ ﷺ نے حاملہ کو رجم کرنا اس لیے موخر کر دیا تا کہ وضع حمل ہو جائے۔ اور عیسیٰ علیہ السلام نے کہا تھا:

﴿ وَ جَعَلَنِي مُبٰرَكًا اَيْنَ مَا كُنْتُ ﴾ [مریم: 31]

"اور مجھے بابرکت بنایا، جہاں بھی میں ہوں۔"

ان ساری نصوص سے واضح ہوتا ہے کہ اولیاء و صالحین جب مخلوق کو اللہ کی اطاعت کی طرف بلائیں، مخلوق کے لیے ان کی دعا کی وجہ سے اللہ کی رحمت نازل ہو اور عذاب دور ہو تو یہ لوگ باعث برکت ہیں اور "نَحْنُ فِي بَرَكَةِ فُلَانٍ" کہنا اس وقت درست ہوگا۔

غلط معنی: اگر ان الفاظ سے مراد یہ ہو کہ مخلوق میں سے کسی کو اللہ کے ساتھ شریک کیا جائے، مثلاً کسی دفن شدہ آدمی کے بارے میں یہ گمان کرنا کہ اس کی برکت سے ہمارے معاملات ٹھیک چل رہے ہیں۔ یہ جہالت ہے اور باطل معنی ہیں۔ اس لیے کہ رسول اللہ ﷺ بنی آدم کے سردار ہیں اور آپ ﷺ مدینہ میں دفن ہیں۔ مدینہ میں عہد خلفاءِ راشدین کے بعد شدید قتل وغارت

Marfat.com

ہوئی، اگر مندرجہ بالا معنی درست ہوتا تو مدینہ میں یہ قتل وغارت کیوں ہوتی؟

یہ بھی ذہن میں رکھیں کہ خلفاءِ راشدین کے ایمان اور تقویٰ کی برکت سے ان کے زمانے میں اس طرح کا کوئی واقعہ پیش نہ آیا تھا، اللہ تعالیٰ ان کی مدد کر رہے تھے۔ بعد والوں نے شریعت سے ہٹ کر زندگی گزارنا شروع کی تو ان میں قتل وغارت اور فسق وفجور آ گیا۔

اسی طرح ابراہیم علیہ السلام شام میں دفن ہیں اور وہاں تقریباً ایک صدی تک عیسائی قابض رہے اور وہاں کے رہنے والے برائیوں میں مبتلا رہے۔ لہٰذا یہ خیال کرنا کہ مُردوں کی وجہ سے زندوں کے معاملات درست ہوتے ہیں، قطعی طور پر غلط ہے۔

ایسا شخص اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت سے نکل جاتا ہے اور شرک کا مرتکب ہوتا ہے۔ مثلاً وہ گمان کرتا ہے کہ اللہ کے سوا کسی کو سجدہ کرنے سے برکت ہوگی یا کسی زمین کو چومنا وغیرہ باعث سعادت ہے، یہ سب غلط چیزیں ہیں۔
اسی طرح جو شخص یہ عقیدہ رکھتا ہے کہ کوئی آدمی اس کی سفارش کرے گا اور اسے جنت میں داخل کروائے گا، تو محض اپنے آپ کو کسی کی طرف منسوب کر لینا اور اس سے محبت کرنا اور پھر ایسا عقیدہ بنا لینا، کتاب وسنت کے خلاف اور مشرکین اور بدعتیوں کا عقیدہ ہے۔[1]

9 کیا بچے کا نام "برکت" رکھنا جائز ہے؟

امام ابن قیم رحمہ اللہ مکروہ ناموں کے بیان میں فرماتے ہیں کہ سنن ابو داود میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر میں زندہ رہا

[1] فتاویٰ ابن تیمیة [115/11]

Marfat.com

تو اپنی امت کو نافع، افلح اور برکت نام رکھنے سے منع کروں گا۔ اعمش راوی کہتے ہیں: مجھے یاد نہیں کہ آپ ﷺ نے نافع کا لفظ ذکر کیا یا نہیں؟

صحیح مسلم میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

«أَرَادَ النَّبِيُّ ﷺ أَنْ يَنْهَى عَنْ أَنْ يُسَمَّى بِيَعْلَى، وَبِبَرَكَةَ، وَبِأَفْلَحَ، وَبِيَسَارٍ وَبِنَافِعٍ، وَبِنَحْوِ ذَلِكَ، ثُمَّ رَأَيْتُهُ سَكَتَ بَعْدُ عَنْهَا، فَلَمْ يَقُلْ شَيْئًا، ثُمَّ قُبِضَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ وَلَمْ يَنْهَ عَنْ ذَلِكَ، ثُمَّ أَرَادَ عُمَرُ أَنْ يَنْهَى عَنْ ذَلِكَ، ثُمَّ تَرَكَهُ»[1]

نبی ﷺ نے یعلی، برکت، افلح، یسار، نافع وغیرہ نام رکھنے سے منع کرنے کا ارادہ کیا، پھر میں نے دیکھا کہ آپ ﷺ خاموش ہو گئے اور آپ ﷺ نے اس بارے کچھ نہ کہا۔ پھر رسول اللہ ﷺ فوت ہو گئے اور آپ ﷺ نے اس سے منع نہ کیا۔ اس کے بعد عمر رضی اللہ عنہ نے اس سے منع کرنے کا ارادہ کیا لیکن پھر انھوں نے اپنا ارادہ ترک کر دیا۔''

جن ناموں میں با برکت، فلاح پانے والا، بھلائی، خوش رہنے والا وغیرہ معنی پائے جائیں، نبی ﷺ نے ان کو مکروہ سمجھا ہے۔ مثلاً اگر کسی کا نام خیر ہو اور پوچھا جائے: کیا گھر میں خیر ہے؟ اور وہ آدمی گھر میں نہ ہو تو جواب آئے گا: نہیں (یعنی خیر گھر میں نہیں)

اس سے کوئی اچھا تاثر نہیں پڑتا اور ناپسندیدہ سی بات لگتی ہے۔ یا یہ بھی ہو سکتا ہے ایک آدمی کا نام بَرَّة، مبارک یا مفلح ہو، اور عملاً وہ نہ نیک ہو۔ نہ با برکت اور نہ فلاح پانے والا ہو تو یہ بھی مکروہ لگے گا۔

محمد بن عمرو بن عطاء فرماتے ہیں: میں نے اپنی بیٹی کا نام برّہ رکھا تو مجھے

---

[1] صحیح مسلم، رقم الحدیث [2138]

Marfat.com

زینب بنت ابی سلمہ نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے اس نام سے منع کیا تھا، میرا نام بھی برّہ رکھا گیا تھا، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«لَا تُزَكُّوا أَنْفُسَكُمْ، اَللّٰهُ أَعْلَمُ بِأَهْلِ الْبِرِّ مِنْكُمْ، فَقَالُوا: بِمَ نُسَمِّيهَا؟ قَالَ: سَمُّوهَا زَيْنَبَ»[1]

"اپنے آپ کو نیک اور پارسا نہ سمجھو۔ اللہ تعالیٰ تم میں سے نیکی والوں کو بہتر طور پر جانتے ہیں۔ انھوں (گھر والوں) نے کہا: ہم اس کا کیا نام رکھیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: اس کا نام زینب رکھ لو۔"

امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"اہل علم نے مذکورہ الفاظ یا ان جیسے معنی والے دیگر الفاظ سے نام رکھنا مکروہ خیال کیا ہے۔ اور یہ مکروہ تنزیہی ہے نہ کہ مکروہ تحریمی۔ اور رسول اللہ ﷺ نے کراہت کی علت کو بھی واضح کیا ہے کہ کوئی پوچھے: کیا مفلح (کامیاب) گھر میں ہے؟ تو جواب دیا جائے گا: نہیں۔ یعنی جواب کی بدنمائی کی وجہ سے مکروہ خیال کیا۔ اور بعض لوگ اس سے بد حالی بھی نکال سکتے ہیں۔ نبی ﷺ کا ان ناموں سے منع کرنے کا ارادہ کرنا، اس سے مراد یہ تھا کہ آپ ﷺ نے نہی تحریمی فرمانے کا ارادہ کیا لیکن پھر ایسا نہ کیا، البتہ آپ ﷺ نے تنزیہی طور پر دیگر احادیث میں منع فرما دیا تھا۔"[2]

---

[1] صحیح مسلم، رقم الحدیث [2142]

[2] شرح النووي [119/5]

Marfat.com

بعض لوگوں میں برکت کی مثالیں

① امیر المومنین عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ کے دور میں یہ اعلان کیا جاتا تھا کہ جو مسلمان نوجوان شادی کرنا چاہتا ہے اور اس کے پاس اخراجات نہیں تو اس کے لیے بیت المال حاضر ہے، لہٰذا وہ شادی کر لے۔ اور کبھی اعلان کرنے والا اعلان کرتا تھا: جو مقروض ہے، بیت المال کا خزانہ اس کے لیے موجود ہے، لہٰذا وہ اپنا قرض ادا کر لے، جو بیت اللہ کے حج کا ارادہ رکھتا ہے اور اس کے پاس زادِراہ کی طاقت نہیں، وہ بیت المال کے خرچ پر حج کر سکتا ہے۔ یہ اعلانات عمر بن عبدالعزیز کے زمانہ خلافت، جس کی مدت تقریباً اڑھائی سال تھی، میں ہر روز کیے جاتے تھے۔

حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ نے اپنی امارت کے کم ترین عرصہ میں اس قدر کوشش کی کہ مظلوموں کو ان کا حق دلایا، ہر حق دار کو انصاف دلایا۔ اور ہر روز یہ اعلان کیا جاتا تھا مقروض، شادی کرنے والے، مسکین اور یتیم کہاں ہیں؟ لیکن ہر آدمی مال سے بے پرواہ ہو چکا تھا۔''[1]

یہ چیزیں حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ کے زمانہ خلافت میں برکت کی دلیل ہیں۔

② امام ابن الوردی رحمہ اللہ، شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کے بارے میں فرماتے ہیں:

① البداية والنهاية [696/12]

Marfat.com

''وہ دن رات تفسیر، فقہ، اصول اور فلاسفہ کے رد میں کتابیں لکھتے رہے۔ انھوں نے اپنی زندگی میں اس قدر تصنیف کا کام کیا کہ تقریباً ان کی کتابوں کی پانچ سو جلدیں بن جاتی ہیں۔''

حافظ ابن قیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''میں نے شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کے قوت حافظہ کا ان کی کتابوں میں بڑا عجیب وغریب مشاہدہ کیا ہے۔ آپ رحمہ اللہ جب بھی کوئی تصنیف مرتب کرتے، کاتب اسے ایک ہفتے یا اس سے زائد دنوں میں لکھتا تھا۔ اور علاوہ ازیں میدان جنگ میں بھی ان کی جنگی مہارتوں کا مشاہدہ کیا جاتا تھا۔''[1]

یہ بھی یاد رہے کہ امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے اپنی ساری زندگی میں صرف کتابیں ہی نہیں لکھیں بلکہ وہ عبادت الٰہی، تعلیم، منکرین کے رد اور جہاد فی سبیل اللہ میں بھی مصروف رہے اور کئی بار قید بھی کاٹی۔

3. مجھے میرے بعض دوستوں نے بیان کیا کہ ایک آدمی سودی بنک میں ملازمت کرتا تھا۔ کافی اچھی تنخواہ، مکان کا کرایہ اور اس کے لیے گاڑی مقرر تھی۔ لیکن اسے ہمیشہ یہ شکوہ رہتا تھا کہ اس کے مال میں برکت نہیں اور دولت کے باوجود اس کے اخراجات پورے نہیں ہوتے۔ اسے اس کے دوستوں نے یہ نصیحت کی کہ یہ حرام کام ہے تو اسے چھوڑ دے، چنانچہ اس نے سودی بنک کی ملازمت چھوڑ دی اور ایک دوسری ملازمت، جو خلافِ شریعت نہ تھی، وہ اختیار کر لی۔ اس ملازمت میں اسے پہلی کی نسبت آدھی تنخواہ ملتی تھی لیکن اس نے اس میں برکت محسوس کی اور یہ تھوڑی تنخواہ اس

---

[1] الوابل الصیب [106/1]

Marfat.com

کی ضرورت پوری کرنے کے بعد بھی بچی رہتی تھی۔

④ اسی طرح ایک آدمی امریکہ کی ایک یونیورسٹی میں پڑھتا تھا، اس کا ایک پروفیسر یہودی تھا۔ ایک دن وہ یہودی پروفیسر سودی بنک سے مال پر ملنے والے نفع کے فوائد بیان کرنے لگا۔ اس مسلمان طالب علم نے اسے کہا: ڈاکٹر صاحب! ان مالوں میں برکت نہیں ہوتی۔ پرفیسر نے کہا: قرآن و حدیث کے علاوہ کسی عملی مثال کے ساتھ مجھے یہ بات سمجھاؤ۔ مسلمان نے کہا: اگر میں آپ سے کہوں کہ ابھی دس ہزار کتے لے کر آؤ تو کیا یہ ممکن ہے؟ پروفیسر نے کہا: یہ تو بہت مشکل ہے، پھر مسلمان نے کہا: اگر میں یہ کہوں کہ ابھی دس ہزار بکریاں لے کر آؤ تو کیا یہ ممکن ہے؟ پروفیسر نے کہا: ہاں یہ تو ممکن ہے۔ مسلمان نے کہا: آپ بکریوں کو لا سکتے ہیں اور کتوں کو کیوں نہیں لا سکتے؟ حالانکہ کتا سات بچوں کو جنم دیتا ہے، بکری صرف دو تین بچوں کو جنم دیتی ہے، پھر بکریاں کثرت سے ذبح بھی کی جاتی ہیں جبکہ کتا ذبح بھی نہیں کیا جاتا۔ پروفیسر نے کہا: میں اس کی وجہ نہیں جانتا۔ مسلمان نے کہا: یہی برکت ہے۔ اس پر وہ کافر استاد حیران رہ گیا۔

بکریوں کے بارے میں نصوص گزر چکی ہیں کہ وہ باعثِ برکت ہوتی ہیں۔

⑤ اسی طرح ایک طالب علم کہتا ہے کہ میں یونیورسٹی سے آٹھ سو پچاس ریال وظیفہ لیتا تھا اور میں اس سے اپنے بیوی بچوں کے اخراجات چلاتا تھا، اللہ تعالیٰ نے اسی میں میرے لیے برکت ڈال دی اور مجھے کسی اور چیز کی ضرورت نہ تھی۔

یہ بات بھی مشہور ہے کہ لوگوں کی اکثریت جو دوسرے شہروں سے مکہ اور مدینہ میں رہائش پذیر ہو جاتے ہیں، وہ یہاں پہلے کی نسبت نصف آمدنی پر بہترین زندگی گزارتے ہیں۔ یہ صرف مکہ اور مدینہ کی برکت کی وجہ سے ممکن ہوتا ہے۔

Marfat.com

بابرکت مقامات کی زیارت

گزشتہ صفحات میں یہ بات تفصیل کے ساتھ گزر چکی ہے کہ مکہ، مدینہ، شام، یمن، وادی عقیق، وادی طویٰ، مسجد حرام، مسجد نبوی، مسجد اقصیٰ، یہ سب بابرکت مقامات ہیں۔

جو شخص مکہ، مدینہ، شام اور یمن میں اللہ کی برکات کی تلاش میں رزق کے حصول کے لیے یا فتنہ وفساد سے بچنے کے لیے ان مقامات پر رہائش اختیار کرے گا تو اسے خیر اور بھلائی نصیب ہوگی، البتہ جو شخص برکت کے حصول کے لیے شرعی حد کو پار کرے گا اور ایسی چیزوں کا سہارا لے گا جو خلاف شریعت ہیں تو گویا اس نے دین میں ایک نیا طریقہ اور نئی بات شامل کر دی، جو بدعت کے زمرے میں آتا ہے۔

مثلاً ان مقامات کی مٹی، پتھروں اور درختوں کو چومنا، بعض لوگ ایسے مقامات پر غیر مشروع طور پر نماز اور دعا وغیرہ کا التزام کرتے ہیں، یہ سب بدعتیں ہیں۔ یہ کام نہ رسول اللہ ﷺ نے کیے اور نہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے کیے تھے۔

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

”بھلائی کے حصول کے لیے کسی ایسے مقام کا ارادہ کرنا جسے شریعت نے مشروع نہ قرار دیا ہو، یہ منکر ہے۔ خواہ وہ مقام درخت ہو، پانی کا چشمہ ہو، نہر ہو، پہاڑ ہو۔ وہاں نماز، دعا یا ذکر کا ارادہ ہو یا قربانی

Marfat.com

کا ارادہ ہو یا وہاں پر کسی بھی طرح کی عبادت کا ارادہ ہو، یہ منکرات ہیں۔"[1]

اوپر جن جگہوں کا تذکرہ ہوا ہے، ان کی طرف تبرک کے لیے سفر کرنا کسی طرح بھی جائز نہیں ہے۔ اس لیے کہ صحیح بخاری اور صحیح میں حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«لَا تُشَدُّ الرِّحَالُ إِلَّا إِلَى ثَلَاثَةِ مَسَاجِدَ: مَسْجِدِي هَذَا، وَمَسْجِدِ الْحَرَامِ، وَمَسْجِدِ الْأَقْصٰى»[2]

"تین مسجدوں کے علاوہ ثواب کی نیت سے سفر نہ کرو: مسجد نبوی، مسجد حرام اور مسجد اقصیٰ۔"

علامہ البانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"اس حدیث میں حکم عام ہے۔ یعنی ثواب کی نیت سے ان تین مسجدوں کے علاوہ نہ کسی مسجد کی طرف سفر کرنا جائز ہے اور نہ ہی کسی اور جگہ کی طرف۔ اس لیے کہ حضرت ابو بصرۃ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو طور کی طرف سفر کرنے پر انکار کیا تھا۔ اور طور کوئی مسجد نہ تھی بلکہ وہ جبل طور تھا جہاں موسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ سے ہم کلام ہوئے تھے۔ حالانکہ یہ پہاڑ با برکت ہے، اس کے باوجود ابو بصرۃ نے اس کی طرف سفر کرنے سے انکار کر دیا تھا۔"[3]

نیز شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"جو شخص غار حراء یا جبل طور کی طرف نماز یا دعا کی غرض سے جاتا

---

[1] افتضاء الصراط المستقيم [158/2]

[2] صحيح البخاري، رقم الحديث [1189] صحيح مسلم، برقم [1397]

[3] إرواء الغليل [143/4]

Marfat.com

ہے یا انبیاء والے مقامات میں سے کسی بھی جگہ جاتا ہے تو اسے جان لینا چاہیے کہ نبی ﷺ اور آپ ﷺ کے بعد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے کسی ایسی جگہ کی طرف سفر نہیں کیا۔ نبی ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہ ہجرت کے بعد کبھی غار حراء کی طرف نماز یا دعا کی غرض سے نہیں گئے تھے اور آپ نے نہ اپنی امت کے لیے بیعت عقبہ والی جگہ کی زیارت کو مشروع کیا۔ اور اگر یہ مشروع ہوتا تو اللہ تعالیٰ اس کے اجر کا اعلان کرتے اور اس بات کا نبی ﷺ اور صحابہ کرام کو سب سے پہلے علم ہوتا۔"[1]

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو ان چیزوں کا سب سے زیادہ علم تھا اور ان میں بعد والوں کی نسبت نیکی کا زیادہ جذبہ ہوتا تھا، لیکن انھوں نے ان چیزوں کی طرف بالکل توجہ نہ دی کیونکہ وہ کسی بدعت کو عبادت اور اطاعت نہ سمجھتے تھے۔ جس شخص نے بدعت کو عبادت اور اطاعت بنایا، اس نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے راستے کے علاوہ کسی اور راستے کی پیروی کی اور دین میں اس چیز کو مشروع قرار دیا جس کی اللہ تعالیٰ نے اجازت نہیں دی۔

[1] اقتضاء الصراط المستقیم [ص: 331]

Marfat.com

پیارے رسول ﷺ کی پیاری وصیتیں

محدث العصر علامہ ناصر الدین البانی رحمہ اللہ کی کتب سے ماخوذ، صحیح احادیث کی روشنی میں
کبار علمائے امت کی تشریحات کے ساتھ

ترجمہ

فضیلۃ الشیخ حافظ محمد عمر حفظہ اللہ تعالیٰ
فاضل جامعہ سلفیہ فیصل آباد

مکتبہ بیت السلام
لاہور، الریاض

Marfat.com

500

سوال و جواب برائے

خرید و فروخت

لأصحاب الفضیلة

الإمام ابن باز العلامة العثیمین

العلامة الفوزان سعودی فتوی کمیٹی

ترجمہ

پروفیسر حافظ عبدالجبار حفظہ اللہ
فاضل کنگ سعود یونیورسٹی ریاض

المکتبة بیت السلام
لاہور، الریاض

Marfat.com

کامیاب شادی

کے سنہرے اصول

اور

ازدواجی اسرار و رموز کی نقاب کشائی

تالیف

فضیلۃ الشیخ محمد عبدالرحمن عمر حفظہ اللہ

ترجمہ

پروفیسر حافظ عبدالجبار حفظہ اللہ

فاضل کنگ سعود یونیورسٹی ریاض

مکتبہ بیت السلام الریاض

Marfat.com

1000

سے زیادہ جنت کے راستے

جمع و ترتیب

فضیلۃ الشیخ محمد امین انصاری حفظہ اللہ

ترجمہ

حافظ عبداللہ سلیم حفظہ اللہ

مدرس جامعہ نصر العلوم اہل حدیث
گوجرانوالہ

مکتبہ بیت السلام الریاض

Marfat.com

ہم اپنے مال، وقت اور زندگی میں

برکت

کیسے حاصل کریں؟

تالیف

ڈاکٹر امین عبداللہ الشقاوی حفظہ اللہ تعالیٰ

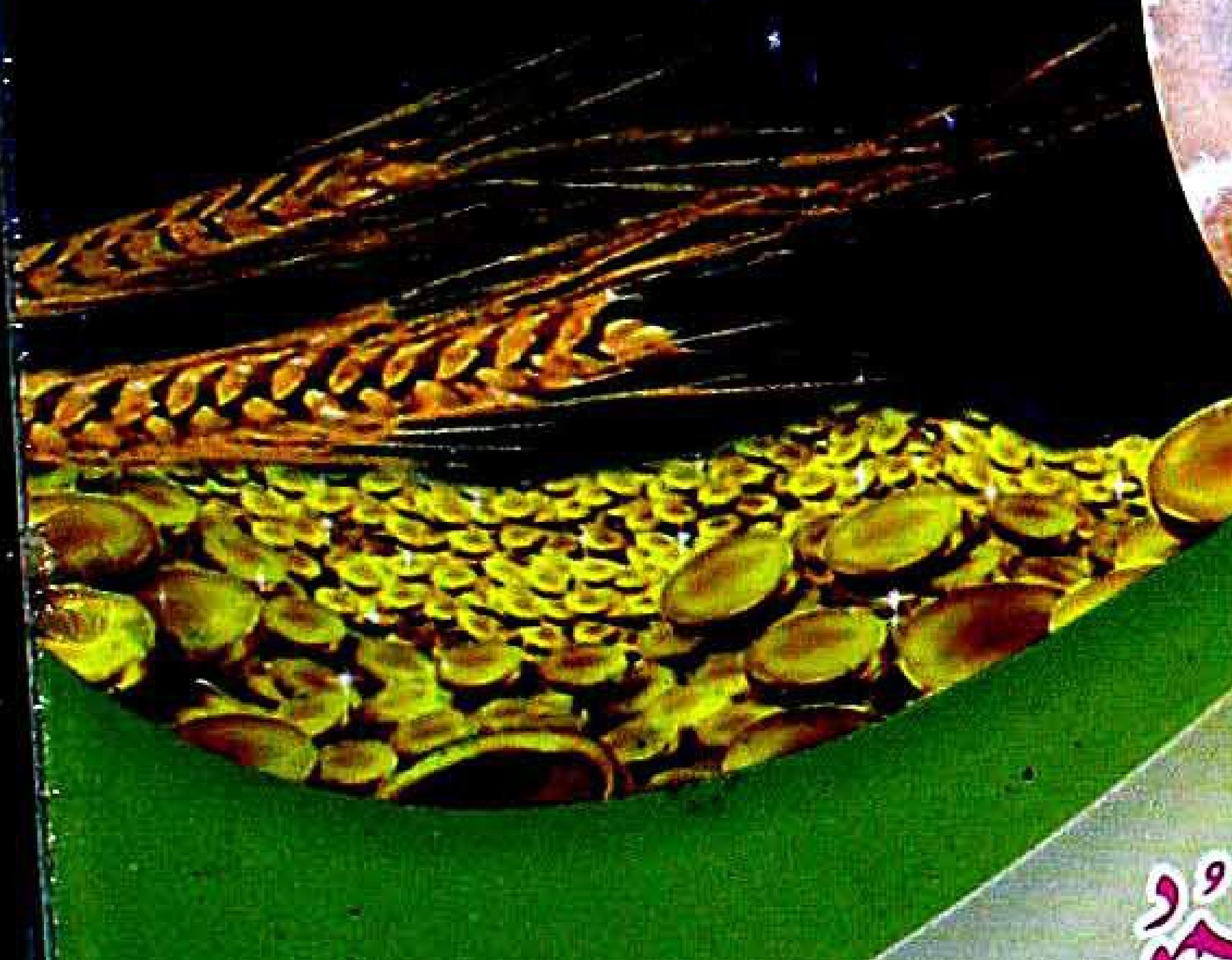

نظر ثانی

حافظ شاہد محمود

فاضل مدینہ یونیورسٹی

...سر حفظہ اللہ تعالیٰ

فاضل جامعہ سلفیہ فیصل آباد

مکتبہ بیت السلام

ریاض۔ لاہور

Marfat.com